کاشف کشف شاہ ارزانی * یافتہ در طریق زہد و تقویٰ عارف باخدا غلام نقشبند منزل شناس رتبہ ناسوت و جبروت و نکتہ سنج مقام ملکوت و لاہوت صدر نشین مسند زہد و فقر و فنا صوفی صافی طریقت پیرو حکم شریعت محقق رموز حقیقت اسرار رسم معرفت پیر مرشد ہادی مرشد حضرتنا و قبلتنا قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب سلمہ قادری سے کے بغرض استصواب اور امداد سب کے التماس کیا * ابیات

رضا حیدر غلام ولی غلام نقشبند
ہوا جو آپ کے حاضر بہ بارگاہ شہ ارجمند

بیعت پیر آپ کے حضرت سے کی گرامی رہبر
نئی کتاب ہو تالیف اب تو یہ ہے منتظر

جہاں میں تو مشتہر ہو سو برس گزرے
رہے جہاں میں عاصی کا اور حضور کا نام

یہ سنکے مرشد کامل نے یہ ہی فرمائی
عجیب نعمت عظمیٰ ہو وے کہ ہاتھ آئی

رقم ہو جس میں احادیث آیت قرآن
لکھا ہے اور سکے مطابق جو حق کا فرمان

جو پڑھ کے اسے اپنے دل کو شاد کرے
دعا سے ہے مصنف کو نیک یاد کرے

یہ آرزو ہی دل سے بحق آل عبا
بحق رسول سے اسکی ملے جزا و جزا

لکھی شمار و شتاب تنی وہ کتاب
کہ فیضیاب ہو جس سے سب ادنیٰ و اعلیٰ

حضور قدس نے فرمایا کہ ہم جن جن آیات اور احادیث کو نقشہ جدا جدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بعد پیشوایان اور پیران کے پتا اور نشان دین اونکو لکھو چنانچہ ویسا ہی کیا گیا

کہ جو باتیں اور حدیثیں حضور سے حسب الارشاد فرماتیں اونکو فقیر نے جستہ جستہ
قرطاس پر لکھتا گیا اور دس سے یہ ذخیرہ تیار کیا ورنہ اس ذرہ بے مقدار
کی اتنی لیاقت ہرگز نہ تھی کہ جو نکتے اس رسالے میں لکھے گئے ہیں اون میں
ایک نقطہ بھی دے سکتا مگر مثل مشہور ہے کہ ہمت مردان مدد خدا + اور یہ
چند باتیں اسمیں ایسی مندرج ہیں کہ حضور حضرت اور مرشدنا کو گویا محض
ہدایت خدا اور عنایات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور
توجہ بزرگان اور پیران سے عطا ہوئی ہے خداوند اسا یہ بابرکت پایہ اس
مرشد کامل کا ہم مریدان با اخلاص کے سروں پر ہمیشہ بحق محمد و
آلہ الامجاد + اور نام اس رسالہ کا احسن الشمائل و زین فی بہونہ
المسطین رکھا گیا + اب ناظرین اور سامعین سے یہ امید ہے کہ بمصداق
لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال یعنی دیکھو طرف اسکے کہ کیا لکھا گیا ہے
اور نہ دیکھو طرف اوسکے کہ کسنے لکھا ہے وقت ملاحظہ خیال رکھیں کہ

من نوشتم صرف کردم روزگار — من نمانم این بماند یادگار

بیان فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں

نکتہ اول

سجدہ کرنا کعبہ کا مقام ابراہیم میں

ای طالبان حقایق دکاشفان دقایق واقف اور آگاہ ہو کہ اللہ تعالی

کے واسطے وقت پیدایش خیر الانبیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کعبہ سجدہ تعظیم اور اس فرحت و مسرت سے ترانہ سنج ہوا کہ اللہ اکبر اللہ
اکبر ربی محمد المصطفٰی الآن قد طہرنی ربی من انجاس الاصنام
و انجاس المشرکین یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر پروردگار حضرت محمد مصطفٰی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اب تحقیق پاک کیا مجھکو میرے رب نے ناپاکی بتوں اور پلیدی مشرکوں
سے + کیا خوب کہا ہے بیت

کعبہ کی طرف منہ ہے نمازوں میں ہمارا
کعبہ کا شب و روز ہی منہ سوے محمد

دوسری وجہ سجدہ کی یہ تھی کہ کعبہ بیت اللہ ٹھہرا اور آپ نور اللہ تھے پھر بیت اللہ کیونکر سجدہ ادا
تعظیم نور اللہ کی بجا نہ لاتا — تیسری یہ کہ کعبہ کو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ
نے اپنے ید قدرت سے بنا کر آپ کے دل اقدس منزل کو کعبہ حقیقت
اور گنجینہ معرفت کروایا جیسا کہ وارد ہے قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ
اور جیسا کہ اپنے حبیب پاک کو خطاب کر کے فرماتا ہے الم نشرح لک
صدرک یعنی کیا نہ کھولدیا ہمنے واسطے تیرے سینہ تیرا + جیسا کہ
ترجمہ تفسیر فتح العزیز کے [illegible] سے مراد اس آیت سے یہ ہے تا کہ وحی کا
بوجھ [illegible] کے [illegible] کا گنجینہ ہو اور دعوت کا
یعنی امت کو اسلام کی [illegible] اور احکام الٰہی کے پہنچانے کا

اور امت اور دین کا غم + اور دنیا اور آخرت کا غم سب آپ ہی اٹھا جاتے
یعنی تحمل اور بردباری حاصل ہو اور بخل اور کدورت اور دشمنی اور بغض جو اسکے
اور سب بری خصلتیں اس سے نکالی ہیں اور روشنی علم اور ایمان اور
حکمت کی اوسمیں بھر جاوے چنانچہ اسنے محبوب پاک کو مجمع ساری اپنی شان
اور تجلیوں کا بنایا + اب خیال کرنا چاہیے کہ جب مومنوں کا دل عرش
اللہ کا ٹھہرا پھر آپ تو سالار مومنان اور باعث ایجاد ارض و سما ہیں
آپ کے دل کا رتبہ خدا ہی خوب جانتا ہے جسوقت کعبہ خلیل ٹھہرا اور آپ
کا کعبہ رب جلیل ٹھہرے پھر کیونکر کعبہ سجدہ نکرتا اور آپ کی تعظیم بجا نہ لاتا

چنانچہ ایک نقل بطور تمثیل بیان کی جاتی ہے

کہ اتفاقاً حضرت شبلی علیہ الرحمۃ بارادہ طواف کعبہ شریف کے
تشریف لیچلے اثناء راہ میں جب قریب مکان حضرت رابعہ بصری رضی اللہ
تعالے عنہا کے پہونچے تو دلمیں یہ خیال کیا کہ یہیں بیٹھ جاؤں ان سے
ملاقات کرتے چلیں یہ سمجھ کر گئے اور ملاقات کی تب حضرت رابعہ بصری
رضی اللہ عنہا نے دریافت حال فرمایا کہ ای حضرت شبلی رضی اللہ عنہ
کہاں کا قصد ہے آپ نے فرمایا کہ واسطے حج اور طواف کعبہ کے
جاتا ہوں اوسوقت حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کہ ای شبلی پہلے اپنے کعبہ دل کو جو بنایا ہوا جلیل اکبر کا ہے

درست اور صاف کرلو تب کعبہ خلیلی اوس کا طواف کرو ۵		
دل گذرگاہ جلیل اکبر ست		کعبہ بنیاد خلیل آزر ست

یہ ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ نے حکم شریعت کا جو واسطے حج وغیرہ
کے ہے بیان کیا تب حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا
آپ حکم واسطے عام کے ہے نہ واسطے خاص کے + آپ صاحب دل ہو کر
ایسا فرماتے ہیں غرض جب دو کے حضرت رابعہ بصری رضی اللہ
عنہا نے فرمایا کہ شب کو جو نیت ہم نماز تہجد پڑھیں تو آپ پائیں جانماز کے
آرام فرمائے اوسوقت حال معلوم ہو جائیگا خلاصہ یہ کہ جسوقت حضرت
شبلی علیہ الرحمۃ نے یہ بات سنی تو منظور کیا اور جب حضرت رابعہ بصری
رضی اللہ عنہا نماز تہجد میں مشغول ہوئیں تو حضرت شبلی علیہ الرحمۃ پائیں
جانماز کے لیٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کعبہ طواف حضرت رابعہ بصری رضی اللہ
عنہا کا کرتا ہے اب خیال کرنا چاہئے کہ جبکہ دل مومنین کو کعبہ
طواف کرے تو ہمارے حضرت کو کہ بادشاہ جمیع جن و انس کے
ہیں کیونکر تعظیم نہ کرتا اس امر میں جو شخص تعجب کرے اوسکے تعجب پر تعجب ہے
اور بہت درست ہے جیسا کہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کہ پہلے دل کو جسکے کہ بنایا ہوا جلیل اکبر کا ہے پاک و صاف کرلے
تب کعبہ خلیل کا طواف کرے ۵ + کہ پہلے کعبہ جلیل صاف

تب کعبہ قابل کا جا کر کرے طواف + تیسرے یہ کہ بیت اللہ سجدہ گاہ
ہے سارے جن و انس کا یہ لیس سارے انس و جان کو کعبہ بیت اللہ ٹھہرا
اور بیت اللہ کے قبلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ٹھہرے پھر کیونکر
بیت اللہ سجدہ اور تعظیم آپ کی بجا نہ لاتا اور کعبہ ہے کہ اللہ جل شانہ
نے کعبہ کو ہمارا سیدھا بنایا کہ اور سب مخلوقات ہماری طرف کر دیا محبت
اور بندگی اور خوف کر کے اور شفیع ہمیں بنایا کہ اگر انسان کیسا ہی
گنہ صغیرہ اور کبیرہ کئے ہوئے ہو اور ایک نظر بھی طرف کعبہ کے
یا کعبہ کو دیکھے تو سارے گناہ اس کے بخشے جاتے ہیں اب دیکھنا چاہئے
کہ اگر کعبہ کے دیکھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے دیکھنے سے دوزخ سے آزاد ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہو
لا یدخل النار من رآنی یعنی نہیں داخل ہوگا دوزخ میں جسنے دیکھا مجھکو
اور سوا اسکے اللہ جل شانہ نے قبولیت حج اور مغفرت کو بھی اپنے حبیب کی
کی محبت اور فرمانبرداری پر منحصر کیا کہ جو کوئی میرے حبیب کی محبت
اور اطاعت کے ساتھ طواف کعبہ وغیرہ کریگا اسکو ہم قبول کرینگے
جیسا کہ حدیث میں آیا ہے من حج ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے
حج کیا اور نہیں کی زیارت میری قبر کی پس اوسنے ظلم کیا مجھپر اور اسبارہ
میں چند حدیثیں وارد ہیں چنانچہ روایت ہے کہ [illegible]

علیہ و آلہ وسلم نے مجمع اصحاب میں فرمایا حدیث مَن مَسّنی لَم
تَمَسّہُ النّار ترجمہ یعنے جسنے مس کیا بدن کو ہمارے ہرگز نہ چھوئیگی
اوسکو آگ صحابون نے عرض کیا کہ یا سرور عالم بعد وفات حضور کے
پھر کیا ہوگا تب آپ نے فرمایا حدیث مَن مَسّ قبری لَن تَمَسّہُ النّار
ترجمہ یعنے جسنے چھوا قبر کو ہماری ہرگز نہ چھوئیگی اوسکو آگ پھر صحابون
نے عرض کیا یا سرور عالم اگر نہ مس کرسکے قبر مبارک کو تو کیا ہو اوس وقت
آپ نے فرمایا کہ حدیث مَن زارَ قبری وَجَبَت لَہُ شفاعتی ترجمہ
یعنی جسنے زیارت کی قبر کی ہماری واجب ہوئی شفاعت میری واسطے
اوسکے اب دیکھنا چاہئے کہ اگر کعبہ دیکھنے سے صرف اوسی وقت تک
کا عفو گناہ ہوتا ہے تو زیارت روضۂ مقدسہ سے شفاعت حضرت
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قیامت میں حاصل ہوتی ہے

سو بھیجو درود وسلام نبی پر	آل نبی اولاد علی پر

دوسرا کلمہ شیعوں کا بیان میں

واضح ہو کہ انبیاء سابقین کے وقت میں یہ حکم تھا کہ جس نبی کی امت ہووے وہ اپنے نبی کا کلمہ پڑھے اور اطاعت اور فرمانبرداری کی تخصیص تھی کہ ایک نبی کے بعد اگر دوسرا نبی ہو تو ضرور تھا کہ نبی سابق کی فرمانبرداری اور دین و آئین کو چھوڑ کر نبی حال کا دین و اطاعت

ہوئی میرے تابع عرب اور عجم ۔۔۔ بروز جزا ہوں شفیع امم

دوئم یہ غنیمت کا اسباب پاک ۔۔۔ ہوا میری امت کے اوپر حلال

وگرنہ یہ معمول سابق میں تھا ۔۔۔ غنیمت جلاتے تھے جنگل میں جا

سوئم یہ ہے سجدہ مصطفے ۔۔۔ عنایت ہوئی پاک مسجد کی جا

چہارم جبل اور شجر نے کہا ۔۔۔ کہ بے شک ہے تو خاتم الانبیا

بس اب پانچویں خاتمہ کی یہ بات ۔۔۔ کہ ٹوٹے بت جو تھے لات و منات

یہ بولے کہ اے سرور با کرم ۔۔۔ تو ہی ہے تو ہی ہے شفیع امم

طفیل نبی ہے اور بفضل خدا ۔۔۔ اس عصر نے کیا خوب نکتہ لکھا

الٰہی بحق رسالت مآب ۔۔۔ شفاعت سے بندہ بھی ہو کامیاب

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دی گئیں مجھے پانچ چیزیں کہ نہیں دی گئیں وہ کسی نبی مرسل کو پہلے میرے اولاً یہ کہ بھیجا گیا میں طرف تمام لوگوں احمر و اسود یعنی طرف عرب اور عجم کے اور نبی بھیجے جاتے تھے طرف اپنی قوم کے ہر عصر میں اور مدد دیا گیا میں ساتھ رعب کے کہ رعب پڑتا ہے میرا میرے دشمن پر مسافت مہینا بھر کی راہ اور کھلایا گیا میں غنیمت یعنی غنیمت ہماری امت کے لیے حلال ہوئی اور ان کے پہلے تو حکم نہ تھا بلکہ رکھ دیتے تھے ایک میدان میں اور آگ آ کر اسکو جلا دیتی

تھی اور کر دانی گئی میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک کرنیوالی اور دی
گئی شفاعت پس فخر نہیں کرتا ہوں میں نے اوسکو اپنی امت کے لئے
قیامت تک اور وہ ذکر جو آیا البتہ پہونچے تواتر سے ہیں اونکو گنکر
کہ ہیں شریک کرتے ساتھ اوس کے کسیکو غرض اللہ تعالے نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناسخ ادیان ہر دو جہان عالم کے نبیونکا
بنایا اور شجر اور حجر و در و دیوار اور ستونوں نے گواہی انکی نبوت
کی دی اور پس مرا ایک بات ہے

عزی منات لات جو تھے سرنگوں تمام
دینے لگے گواہی نبوت کی اونکلام
کیا سنگریزے کیا شجر اور کیا جبل تمام
جہاں جہاں کے اوس نبی پاک کو سلام
ہر بت سے تکلمہ میں نبی کی ثنا ہوئی
دنیا میں جب ولادت خیر الورےٰ ہوئی
اب آتشکدہ کو ہو میں نجور خیال

و بحالہ فرماتی ہیں کہ اللہ جل شانہ نے جسوقت نور ختم المرسلین کا پیدا کیا
اور آپ کے نور سے سارے انبیا پیدا ہوئے اوسوقت اللہ تعالے نے
بالکل نبیوں سے عہد و پیمان لیا کہ میرے محبوب پاک کی رسالت
پر تم لوگ مع اپنی امتوں کے ایمان لاؤ اگر ایمان لاؤ گے تو تم لوگوں
کو ہم نبی اور مرسل کرینگے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ آل عمران میں فرماتا ہے
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ
رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ

وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِی قَالُوا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَاَنَا مَعَکُمْ
مِنَ الشَّاهِدِیْنَ ترجمہ اور جسوقت لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا
البتہ جو کچھ دون مین تمکو کتاب سے اور حکمت سے پھر آوے تمہارے
پاس ایک پیغمبر سچا کرنیوالا اوس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے -
البتہ ایمان لاؤ گے تم ساتھ اوسکے اور البتہ مدد دوگے اوسکو کہا کیا اقرار
کیا تمنے اور لیا تمنے اوپر اوسکے بھاری عہد میرا کہا اونہون نے اقرار
کیا ہمنے کہا پس شاہد رہو اور مین تمہارے ساتھ شاہدون سے
ہون + اور مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا نور پیدا ہوا اور اونکے نور سے سارے انبیا کے انوار
پیدا ہوئے تو حکم کیا خدا نے اونکے نور کو کہ انوار انبیا کی طرف
نظر کرے جب حضرت کے نور نے نظر کی تو آپکے نور نے انوار
انبیا کو چھپا لیا تب سب انبیا بولے کہ اے پروردگار یہ کون ہے
کہ جسکے نور نے ہمارے انوار کو چھپا لیا اور ہم پر غالب آیا خدا نے
فرمایا کہ یہ نور محمد بن عبد اللہ کا ہے اگر ایمان لاؤ اسپر تو تم سبکو نبی
کرونگا بولے کہ ہم سب ایمان لائے اس شخص پر اور اوسکے
نبوت پر تب خدا نے کہا کہ ہین گواہ ہوا تمہارے اوپر اور یہی معنی
اس آیت کے ہین + واضح ہو کہ جب روز میثاق مین عہد و پیمان

ہو چکا تو اوسکے ساتھ یہ بھی فرق ہوا کہ جسوقت خدا نے کمالات ہدایت
نبوت و رسالت میں بھی تم سب اوسپر ایمان لانا اور اطاعت کرنا جیسا کہ اس آیت
سے ثابت ہے ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ
وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ یعنی پھر آویگا تمہارے پاس ایک پیغمبر سچا کرنیوالا
اوس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو ساتھ اوسکے اور البتہ
مدد دیجیو اوسکو یہ ایک مرتبہ محبوب رب العالمین کو مومنین نبیون قبل سے کر دیا
کہ جسکی رسالت پر ایمان لانے سے ایک لاکھ اسی ہزار نبی بھی حصہ پاتے ہیں پھر
اوسکا مرتبہ کسیکے وہم و قیاس میں کب آسکتا ہے شعر

درجے کو اوس نبی کے کہاں تک کرون بیان	اقرار کل نبی کا رسالت پہ ہو عیان
اسکے سوا و باعث ایجاد خلق ہے	ہوا کہ جسکی شان میں نازل یہ ہو بیان
سچ پوچھئے تو مرتبہ رسول کریم کا	نقطہ احد اور میم میں احمد کی ہے نہان

یہ وحی خدا کی شعر میں ہے بس شعر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دوسرا فرق یہ ہے کہ ایک لاکھ اسی ہزار نبی ہوئے اور سب کے
بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پردہ دنیا پر تشریف
لائے اسمین کیا بھید اور سبب ہے معلوم ہوتا ہے کہ اول وجہ تو اسمین یہ ہے
کہ اللہ جلشانہ نے جسقدر کہ کمالات انبیاء کی منظور تھے ہوا کہ خاتمہ اون کمالات

کا اپنے حبیب پاک پر کریں کیونکہ ابتدا کون و مکان کہ مراد عالم سے ہے
نور مبارک سے آغاز فرمایا تو اختتام بھی اوسکا آپ ہی پر ہوتا تاکہ اول
آخر تک باعث ظہور عالم کے بھی آپ ہی ہوں اور مضامین لولاک لما
خلقت الافلاک جو آپ کی شان میں نازل ہے یا بہ ثبوت تر ہو کر
پر ظاہر ہو جاوے کے صادق آویں جیسا کہ اشارہ خبر ہے کہ هُوَ الْاَوَّلُ
وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ علاوہ بریں اگر آپ سب نبیوں کے
قبل پیدا ہوتے تو بالکل بر خلاف ہوتا اور مراتب نبوت وہیں ختم ہو جاتے
اور انبیا محروم رہ جاتے اسواسطے آپ سب نبیوں کے آخر میں
پیدا ہوئے کہ جمیع انبیا اور نبی مرتبہ نبوت وغیرہ سے محروم نہ رہیں اور
یہ نکتہ بھی قابل غور کے لائق ہے کہ کسقدر خاطر اپنے محبوب کی اللہ پاک
کو منظور تھی کہ انبیا سابقین جو تھے ہو کر دنیا میں آتے گئے اور جو
لوگ نبوت کے قائل ہوتے تو واسطے تصدیق نبوت کے معجزہ دکھا
تب بعضے لوگ ایمان لاتے اور بعضے ایمان نہ لاتے اسمیں حکمت
الہی یوں تھی کہ اگر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پہلے پیدا ہوتے تو اسیطرح سے واسطے تصدیق نبوت کے
آپ بھی اپنی نبوت اور رسالت کی دلیل کو سناتے اور معجزہ
دکھاتے تب لوگ ایمان لاتے اللہ جلشانہ کو یہ منظور ہوا

کہ یہ امر خلاف شان ہمارے محبوب کے ہوگا اسکا انتظام پیشتر سے
کیا جاوے جیسا کہ رواج دنیا ہے کہ جب کوئی بادشاہ چاہتا ہے
کہ کسیکو سردار مقرر کرکے کسی ملک میں بھیجیں تو سابقاً اوسکے ارکان
دولت یکے بعد دیگرے جاکر خبر آمد آمد کی اوسکے مشتہر کرتے ہیں
تاکہ وہاں کے ساکنا کو اوسکی عظمت و شان و جلالت کا اشتیاق
پیدا ہو اور اپنی مفاخرت جانکر باسید ملازمت کے حاضر ہیں اوسیطرح
ایک لاکھ اسی ہزار نبی جو ہمارے محبوب رسالت پناہ ان کے ہیں
قبل سے دنیا میں تشریف لائے اور اپنی اپنی امتوں کو خبر حبیب
پاک کی رسالت کا مژدہ دیں اور جو خوبیاں اور اوصاف حمیدہ
اور مرتبہ کمالات پسندیدہ وغیرہ کا آپ کے واسطے تجویز ہوا ہے سارے
مخلوقات میں مشتہر کریں کہ آپ کی قدر اور مراتب سے سب لوگ پہلے
سے آگاہ رہیں اسی وجہ سے سب انبیا کو اللہ تعالے نے قبل آپ کے
دنیا میں مبعوث فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب نبیوں کے
بعد رونق افروز دنیا ہوے پیشعر خسرو اک شکار آنا سے قبل آمد
سلطان + جہان میں آنا آدم کا نشان خاتمی آمدکا + ایں شیخ اودیا
آپ کے وقت میں اسواسطے ہوا کہ وہ تینی بالکل دنیا سے
عہد لیا گیا تو ایک شرط اوس میں یہ بھی تھی کہ نبوت جناب ختم المرسلین

ذَهَاب مْمُلَّائِيم بَتَّرْشِيش مَعَاو عِشِت شِين مْعُلَّفِت سَپِّيرِيم
شُوقَاو عَمُّودِي شِيش مْيُسَّادِيم عَلْ اَدْنِي پَاز مَرْاِيهُو كَلّبَانُون
بَاحُور كَاأَرَازِيم حِكُّو مَمْتَقِّيم وْكُلُّو مَحَمَدِّيم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زِه دُودِي
وْزِه رِعِي بْنُوت يْرُوشَالَايِم ترجمہ میرا دوست

نورانی گندم گون ہزارون مین ممتاز ہے اوسکا سر جیسے کہ سونا خالص
ہے اوسکی زلفین مسلسل سیاہ مثل زاغ کے ہین اوسکی آنکھین ایسی
جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر اور دودہ مین دہلی ہوئین نگینہ سے
مانند جڑی ہوئین خال ہین اوسکے رخسار ایسے جیسے کیاری
خوشبودار بیل چہائی ہوئی اور گول صحن پر خوشبو لگی ہوئی اوسکے
ہونٹہ پہول کی پنکہریان جن سے خوشبو ٹپکتی ہے اوسکے ہاتھ مین سونیکے
کے سے ڈہلے ہوئے جواہر سے جڑے ہوئے اوسکا پیٹ جیسے ہاتھی دانت
کی تختی جواہر سے لپٹی ہوئی اوسکی پنڈلیان ہین جیسے سنگ مرمری ستون
سونیکے بیٹھکے پر چڑہے ہوئے اوسکا چہرہ مانند مہتاب کے درخشان
نوجوان ہے مانند صنوبر کے اوسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل
محمد ہے یہہ میرا دوست ہے اور محبوب اے یروسلم کی بیٹیو فقط
اسیطرح اور بھی پیشینگوئیان کتاب سابقین مین لکہی ہین اور وہ عہد
میثاق کی خبر دیتی ہین اور جسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

رونق افزا ہوئے تو اللہ تعالے نے سوافق عہد روز میثاق سارے
دینون کو منسوخ کرکے فرمایا کہ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ
الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
یعنی وہ ہے جسنے بھیجا پیغمبر اپنے کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے تو کہ غالب
کرے اوسکو اوپر دین سارے کے اور کفایت ہے اللہ شاہد سچے وا
محمد رسول اوسکا ہے بعدہ فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ یعنے
تابعداری کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اب اس کلمہ کو بغور سمجھنا چاہیے
کہ دونوں کلمے بلا فرق حرف اور لفظ کے موجود ہین ایس اوس غالب یکتا نے
حکم دیا کہ جتنے بندگان میرے ہین آپ پر ایمان لاوین اور اطاعت قبول
کرین اور جو شخص کہ میرے محبوب کی رسالت پر ایمان نلاویگا اور اوسکی
فرمانبرداری نکریگا اگرچہ کیسا ہی ولی زمانہ ہو اور ہزار سال تک عبادت
کرے تو بھی اوسکی ایک عبادت بھی قبول نکرینگے اسیواسطے اللہ تعالے
نے کل ادیان سابق کو منسوخ کیا ایس ظاہر ہے کہ جبتک عشق حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہوگا اور صدق دل سے
محمد الرسول اللہ نہ کہیگا ہرگز اوسکا ایمان کامل نہین ہوسکتا چنانچہ
مروی ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ اگر کوئی شخص ہزار برس صدق دل سے میرا ایمان لاوے مگر جبتک

ساتھ عشق اور محبت کے بغیر ایمان نہ لاویگا وہ ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا ۔ اب دیکھنا چاہیے کہ کس قدر فضیلت آپ کی اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اور کس قدر مرتبہ بخشا کہ جب تک ساتھ عشق اور محبت کے آپ پر ایمان نہ لاوے

ایمان اوسکا قبول نہیں ہے — ہزار سال عبادت کرے نمازی ہست
کہ جسکو عشق نہ اوسکو خدا و رسول حق نیست ۔
بھیجو درود و سلام نبیؐ پر — آل نبی اولاد علی پر

نکتہ تیسرا
پیدا ہونا آنحضرت کا قدم کے بل

مومنین بطور قیاس خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو پیدا کیا تو قدم کے بل اور کل انسان سر کے بل پیدا ہوتے ہیں اسمیں کیا سر تھا ۔ اب اس جگہ یہ نکتہ باریک قابل لحاظ کرنیکے ہے

نظم

ہوئی خلق دنیا جو خیر البشر — جہاں میں تھا وقت نماز سحر
بہشتوں میں بھی ہر گھڑی جا بجا — اسی وقت کو حق نے جانا کہ
بزرگی ایسی صبح کو حق نے دی — قسم خود بھی کھاتا ہے والفجر کی
شب و روز کی تھی زبس آرزو — کہ پیدا ہو ہم میں سے خیر البشر
یہ دنیا میں سب جانتے ہیں بشر — تولد ہے انسان کا پہلے سر
بدن سارا ہوتا ہے بعد از ظہور — جو ہو ذات احمدؐ پہ اب سب درود

تولد ہوئے جبکہ خیر البشر — قدم سے پہلے پیدا ہوئے لیا سر

ہوا نہیں حاصل یہ ذات نبی — بزرگی جہاں میں زمین کو ملی

ہوا جبکہ پیدا بشر کا ثبات — زمین سے کہی آسمان نے یہ بات

بالفعل اب تو ہمکو بتا — بزرگی میں تو یا کہ میں ہوں سوا

فلک نے ندامت سے سر جھکا — یہ کی عرض حق سے کہ یا رب علا

کہ سر لیکے جاؤں بیٹھوں کہیں — رہا اس بزرگی سے محروم میں

ندا حق کی آئی فلک کی طرف — کہ اک روز دینگے تجھے بھی شرف

رسول یہ سے روز معراج جب — اوسی دن تجھے اسکی ہوگی خبر

نبی عرش پر جبکہ یاں آئیگا — تو رتبہ ترا سب میں بڑھ جائیگا

یعنی جسوقت اللہ تعالے نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تو اوسوقت
دونوں میں مناظرہ ہوا آسمان نے اپنی بزرگیاں اور بڑائیاں
بیان کیں اور زمین نے اپنی بڑائیاں اور بزرگیاں بیان
کیں مگر جب آسمان نے کہا کہ مجھپر عرش اور کرسی اور لوح و قلم
ہیں اوسوقت زمین لاجواب ہوکر نہایت غمگین ہوئی تب درگاہ
خدا سے فرمان پہونچا کہ اے زمین تو غمناک نہو تجھپر اوس شخص کو پیدا
کرونگا کہ جسکے سبب سے آسمان اور عرش اور کرسی اور اٹھارہ
ہزار مخلوقات خلق ہوئی ہے اور اوسکے قدم کے سبب سے تجھکو

ایسی بزرگی اور عزت بخشونگا کہ آسمان بھی شرمندہ ہو جب اسکے
رتبہ پر قال اے یا رسول اللہ مصرع ۔ زینت آسمان ہیں قدر شان کی
قسمیہ کہا اسطرح جب خبر آمد آمد حضرت سرور دو جہان نبی آخر الزمان
خاتم پیغمبران محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشہور ہوئی اور دن
اور رات میں بھی شور ہوا دن نے التجا کی کہ خدایا وہ رسول کریم [illegible]
نبی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک سے [illegible]
التجا کی کہ پروردگارا وہ شاہ دو عالم نبی کریم کے قدم بہت [illegible]
مجھکو ممتاز کریا اسوقت اللہ تعالی نے فرمایا کہ [illegible]
اسیواسطے اوس معبود حقیقی نے حضرت صلعم کو وقت صبح صادق کے
پیدا کیا کیونکہ وہ وقت بہشت کا ہے اور اسوقت میں خیر و برکت
اور نزول رحمت ہوتی ہے اور یہ وقت تھا [illegible]
اور بہتر ہے کہ جسکی وہ قسم کھاتا ہے وہ صبح [illegible] سحر کی
اور اسیوقت بہشتیونکو لقاے پروردگار بھی حاصل ہوگی اور یہ وقت
ایسا ہے کہ نہ اوسکو دن اور رات دونونکا موجود ہے نہ دن کہا
جاسکتا ہے نہ رات کہی جا سکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ
شمس میں فرماتا ہے واللیل اذا عسعس والصبح اذا تنفس
پس اس آیت کے مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ وقت [illegible]

گی رات اور دن دونوں برابر ہیں الغرض جب حضرت حبیب الرحمن
مختار کون و مکان فخر زمین و زمان خاتم پیغمبران محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے قدوم میمنت لزوم اپنے دنیا میں رکھے اور زمین کو
اوسی قدم کے لینے کو بزرگی حاصل ہوئی تو زمین مارے خوشی کے
اپنے جامہ میں نہ سمائی حسن + سب لبادہ سبکہ خوش لشکن
بیشادی سنگ جبہ بر پیرہن + جب ہوئے پیدا نبی آئی زمین پیدا
عرش اعلی سے دو بالا مرتبہ ہو گیا + اور آسمان سے کہنے لگے کہ
اب کہہ رتبہ بڑا ہے یا تیرا + اوسوقت آسمان نے شرمندہ ہوکر
سر جھکا لیا اور جناب احدیت میں عرض کی کہ یا رب العالمین اپنے حبیب
پاک کے قدم کی زیارت سے مجھے بھی مشرف کرنا اور عزت بخشنا حکم ہوا
کہ اسی سعادت سے تو شب معراج کو مشرف کیا جائیگا + پس حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم کے بل پیدا ہونیکا بھی سبب تھا کہ اوسی
قدم مبارک کے زمین کو عزت اور بزرگی حاصل ہو جیسا کہ اللہ جلشانہ
فرماتا ہے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ قسم کھاتا ہوں ساتھ اس شہر
کے یعنی مکہ کے وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ و حالانکہ تو فرود آیا اوسی
جگہ میں کہ بنا خلق اور محل حج اور مقام بیت الحرام کا ہے اور
حلول و نزول حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسواسطے اوس شہر

جیسے کسی نے کہا آپ قدم رنجہ فرمائیں یا اپنے قدم سے حجرے اور
سیر سے مکان کو عزت بخشیں چنانچہ دو ایک مثالیں لکھی جاتی ہیں
کہ جب شب معراج کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر
پہونچے تو آپ نے چاہا کہ نعلین پاؤں سے جدا کریں خطاب ہوا کہ اے
محبوب ہمارے کس واسطے نعلین پائے مبارک سے جدا کرتے ہو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا کہ یا رب العالمین کیونکہ نعلین کو اوتاروں موسی
علیہ السلام کوہ طور پر نعلین پہنے تشریف لیگئے تھے اونکو حکم ہوا کہ اے
موسی نعلین پاؤں سے اوتار کر آؤ اور یہ تو عرش اعظم ہے
رتبہ میں کہیں طور سے زیادہ ہے کیونکہ نہ اوتاروں حکم ہوا اے حبیب
ہم نے موسی کو اسواسطے نعلین اوتارنے کا حکم دیا تھا کہ کوہ طور
کی خاک اونکے پاؤں میں لگے اور سبب اوس خاک کے اونکو شرف
اور بزرگی حاصل ہو اور تمکو پہنے رہنے کا حکم اسواسطے دیا تا کہ
تمہاری خاک نعلین سے عرش کو بزرگی دوں

نظم

تھیں حق نے جو افلاک نہ پیدا کرتے
تمکو گر صاحب لولاک نہ پیدا کرتے

تم اگر جبرا جبا ہم نہوتے تو کبھی
آتش و آب و ہوا خاک نہ پیدا کرتے

کر دیا تجھپہ فدا ملک خدائی نے
تم نہوتے تو یہ افلاک نہ پیدا کرتے

عشق ہوتا اگر اے دوست تمہارا سینے
ہم گریبان سحر چاک نہ پیدا کرتے

تمکو ہوتا اگر شناخت سے ہادی خلق — کوئی دل قابل عترت کے پیدا کرتے

تمکو معلوم ہے اگر ہو اصل وجود عالم — ہم کوئی جان و دل پاک پیدا کرتے

پاے وہ نور شہا سے جو ہوئے انسان — ایک بھی صاحب ادراک نہ پیدا کرتے

تم اگر روضۂ رضوان میں مکیں ہوتے گلگشت — ہم جہان خس و خاشاک نہ پیدا کرتے

تم اگر مرکب جنت پہ ہوتے سوار — ہم کوئی توسن چالاک نہ پیدا کرتے

اب دیکھنا چاہیے کہ یہاں بھی شرف اور بزرگی مرتبہ کو قدم ہی سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاصل ہوئی -

دوسری روایت تمام ہندوستان کے اہل بیان کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو چاہا کہ براق پر سوار ہوں تو براق اتنا بلند ہوا کہ صاحب معراج کا پاؤں براق تک نہ پہونچ سکا سب سے پہلے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حاضر ہو کے گردن اپنی سامنے جھکائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم مبارک گردن پر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے رکھکر پوچھا یہ کسکی روح ہے اسوقت روح سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے عرض کیا یا جدا یا جدا حضور ہی کی اولاد سے ہے اور یہ کہتا ہے کہ آج کے روز کچھ بزرگی عنایت ہو تو حضور کے دین کو روشن کرے اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قدم ہمارا

تمہاری گردن پر اور قدم ہمارا کل اولیا کی گردن پر چنانچہ روایت ہے
کہ ایک روز بروز جمعہ سلطان الاولیا شہنشاہ اتقیا سید ابو صالح حضرت
محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منبر مبارک پر وعظ فرماتے تھے کہ
عین وعظ میں حالت جوش عرفان لاحق ہوئی اور مست جام معرفت ہو کر فرمانے
لگے کہ قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ جب یہ کلام فیض التیام بانی
فیض ترجمان سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سرزد ہوا تو جناب
الہی سے فرشتگان عالم علوی کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ولی زندہ اور مردہ
کو اطلاع دیجاوے کہ ہمارے محبوب فرماتے ہیں کہ قدمی ھذا علی
رقبۃ کل ولی اللہ پس ہر ایک کو با ولایت اپنی اپنی گردنیں زیر قدم
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے خم کریں پس حسب ارشاد الہی سب
ولیوں نے اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں اور جب ہاتف غیب یہ حکم بحکم کردگار جب
مزار شریف حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ کے پہونچا اور حکم سے آگاہ
کیا تو حضرت بایزید رضی اللہ عنہ نے خواب استراحت سے بیدار ہو کر فرمایا
کہ آج یہ کیا علامت ہے کہ شاید روز قیامت ہے فرشتے نے کہا کہ
نہیں آج زبان سے حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے کلمہ قدمی
علی رقبۃ کل ولی اللہ صادر ہوا ہے اسواسطے ہر ایک ولی کے پاس
ارشاد الہی لیکر آئے ہیں کہ سب ولی اپنی اپنی گردنیں زیر قدم حضرت

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے قدم کیون ہوا آپ بھی تفصیل ارشاد فرماتے ہیں
حکم خدا سنکر حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ متوجہ جانب جناب ایزدی کے
ہوئے کہ الٰہی تو عادل و حکیم ہے اور کام حکیم کا خالی حکمت سے
نہیں ہوتا غرض یہ ہے کہ حضرت سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کو کیون یہ
فوقیت اس بندہ سے زیادہ ہے کہ ایسا ارشاد ہوا ہے کہ کل ولی اپنی
اپنی گردنین زیر قدم حضرت عبد القادر رضی اللہ عنہ کے قدم رکھین درگاہ
خدا سے حکم ہوا کہ محی الدین عبد القادر جیلانی کی فضیلت وجہ یہ ہے کہ تم نہیں جانتے وہ
ہی ایک تو یہ کہ وہ فرزند سعادت مند مصطفےٰ اور قرۃ العین مرتضیٰ اور
لخت جگر سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہیں اور دوسرے
یہ کہ تم فارغ مشغول اور وہ مشغول فارغ ہیں تیسرے یہ کہ وہ محبوب عزیز
معشوق مطلوب حضور اقدس ہیں اور یہ ارشاد واسطے کل اولیا کے
نافذ ہوا ہے کہ سب ولی اپنی اپنی گردنین زیر قدم حضرت محبوب سبحانی
کے جھکا دین اور سعادت دارین پاوین سو سب نے تعمیل ارشاد کرلی
تم بھی سر جھکاؤ اور نعمت دارین پاؤ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ
نے یہ ندائے غیبی سنکر سر جھکایا اور زبان مبارک سے فرمایا سمعنا و اطعنا
قدمہ علی راسی و عینی اب دیکھنا چاہیے کہ جو بزرگی اور عظمت
حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو بدولت اوسی قدم کے

ہیں یہ کہکر حضرت زمین اُونسکھا اون حضرت صلعم سے جواب دیا تھا کہ زمین نے
شکایت کی کہ یا حضرت اب تک میں حضور کے قدم سے مشرف رہی اور اب بعد
وفات کے محروم ہوا چاہتی ہوں اور آپ کے قدم کی بدولت اللہ تعالے
نے ہمکو ایسی بزرگی بخشی کہ جو چیز ہمپر پڑی ہے اگر نجس ہو پاک ہو جاتی ہے
جب قدم حضور کا ہمپر نہیں تو ہم بھی نہیں اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے درگاہ خدا میں عرض کی کہ یا رب العالمین ہمکو بھی زمین ہی
میں رہنے دے چنانچہ تکمیل تصدیق روایت مذکورہ بالا کے عبارت
لکھی جاتی ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جو پیدا کیا تو
خطاب سے انی جاعل فی الارض خلیفہ کے سرفراز فرمایا یعنی
خلیفہ روئے زمین گردانا اور سبکے بعد دیگرے کل انبیا علیہم السلام اوسکا
انتظام کرتے چلے آئے مگر اختتام اوس امر کا ذات بابرکات پر حضرت ختم
رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا اور اصل اسکی یہ تھی کہ سب
بزرگی اوسی نور مبارک کی تھی کہ جو نور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا پیشانی آدم میں تھا کہ جسکی وجہ سے آسمان پر ملایک نے سجدہ کیا
اور زمین کو انی جاعل فی الارض خلیفہ سے سرفراز فرمایا اور
کیا نازک مقام قابل سمجھنے کے ہے کہ مولد کل انبیا علیہم السلام کا ملک
شام اور عراق اور مصر وغیرہ میں ہوا اور ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوا اللہ تعالی نے کاہے کو پیدا کیا اسمین کئی حکمتین تہین جب ارادہ فرمایا حق تعالی
تعالی نے پیدا کرنے زمین اور آسمان کو پیدا کرے تو دانہ مروارید کو حکم
کیا اور اوس دانہ کو اوپر راہ ہیبت اور جلالت کے دیکہا کہ وہ گداختہ ہو کر پانی ہو
ہوگیا اور اوس دہوئین سے طبقات سماوات قائم ہوئے اور خاک
مروارید کو اوس جگہہ رکہا جہان خانہ کعبہ ہے اور پانی کو ہوا کو فرمایا
کو حکم ہوا کہ چارون طرف پہیلا دے چنانچہ ہوا نے بموجب حکم چارون طرف
گوشون میں جہانتک خواہش پروردگار ہوئی پہیلا دیا اور وہی جگہہ ہے
سمت بہی مقرر ہوئی یعنی پورب اتر پچہم اور دکہن جب زمانہ
تولد آپ کا قریب پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے بحکم خدا منادی کی کہ آج کی
رات نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحم مادر میں قرار پایا خوش
نصیب اوس امت کے کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا پیغمبر کے
اور ہے تف بر اوس شخص کی کہ جو حضرت احمد مجتبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر ایمان لاوے الغرض خبر نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مشہور ہوئی تو چارون سمتون مین مناظرہ ہوا اور چارون
نے درگاہ خدا مین التجا کی یعنی پچہم نے عرض کیا کہ بار خدایا حضرت کے
قدوم میمنت لزوم سے مجہکو سرفراز کرنا اور پورب نے التماس کی کہ
خداوندا حضرت کے قدم فیض مقدم سے مجہکو ممتاز کرنا اتر

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ یا الٰہی حضرت کے قدم پاک کو مجھ میں نزول فرما
دلہن نے یعنی تمنا بیان کیا کہ یا رحیم و کریم حضرت کون و مکان تک
زمین فدا ان کے قدم سے سبکو شادابی فرما یا اوس وقت اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ تم سب خاطر جمع رکھو ہم کسیکو محروم نہیں رکھینگے [illegible] اللہ
تعالیٰ نے اوسط کو بزرگی بخشی اور کلام اوسط کا بہت پسند کیا جیسا کہ
حدیث شریف میں موجود ہے خَیْرُ الْاُمُورِ اَوْسَطُهَا یعنی سب چیزوں میں
اوسط بہتر ہے اور کعبہ کو جو ہے اوسط یعنی ناف زمین کہ جہاں سے
بنا زمین قایم ہوئی قایم کیا اور ایسی عزت اور بزرگی بخشی کہ تکیہ
تنظیم کل عالم کی مقرر کی اب دیکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ذات از
کو عزت بخشی اور اوسی اوسط میں کعبہ کو بنایا اور اوسی اوسط سے بنا
زمین قایم کی اور سب کلام اوسط کا پسند فرمایا صرف اس نظر سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ سردار کافہ عالم اور چراغ [illegible]
پیدا کر کے کل عالم کو زیر نگین آپکے کرینگے اللہ اللہ کسقدر پاس ادب اور
اور خاطر اپنے حبیب کی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی کہ پہلے جا سے مولود
کو اپنے حبیب کے بزرگ اور جای عبادت قایم کر کے تب قدم سے
حضرت کے اوسکو مشرف فرمایا قصہ کوتاہ جب حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے قدم مکہ میں رکھا اور صغر سنی سے عالم جوانی تک پہنچے

ویسا ہی اوسکا وزیر بھی ہونا چاہیئے اسواسطے حضرت حیدر کرار شیر خدا
ذوالفقار خیبر شکن بت شکن حضرت علی علیہ السلام کو خدا نے خانہ کعبہ کے
اندر پیدا کیا اور یہ بات دلیل بخشش کی ہے کہ انبیا و مرسلین کے وقت
میں اگر خدا نے کسی پیغمبر کو بھیجا تو بھی ہوا کی اور وہ لوگ ہدایت پاتے
تھے سب سے آخر میں جب ہمارے بادشاہ کونین سلطان حضرت ختم رسل اللہ
جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پیدا کیا تو ویسا ہی وزیر بھی
پیدا کیا اسی وجہ خاص سے کہ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو خانہ خدا کعبہ میں پیدا کیا اور آپ نے بالکل بتکدے کے توڑے
جیسا کہ کتب تواریخ اور احادیث سے ثابت اور مشہور ہے ابیات

الٰہی خرد سے کے ہیں عاجز سوال	سمجھ کر کہے بندہ ذوالجلال
سبب اسکا بتلا یہ ہیں پیشوار	کہ ہے آپ میں کیا خبر پروردگار
سوا بیت کے بھی ہیں گھر کلام	نہیں ہے سبب کوئی مسجد کا نام
خدا نے اگر بیت اقصیٰ کہا	سبب اوسکا ہر ایک پر ہے کھلا
کہیں پر کہا بیت معمور گر	تو اوسکا بھی مطلب ہوا جلوہ گر
زیادہ تعجب کا ہے یہ مقام	اسی بات میں اب مجھے ہے کلام
کہ بیت اللہ کعبہ کیوں ہے کہا	نظا ہر یہ مطلب ہے جس نام کا
کہ ہے خاص یہ گھر خدا کا مکاں	میری عقل کیونکر نہ گم ہو یہاں

پس جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کو وزیر موسیٰ علیہ السلام کیا اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کیا خانۂ خدا کعبہ میں پیدا کیا جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی یعنی یا علی میرے لئے ہوا اس طرح جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھے جیسا کہ مکان ہو ویسا ہی مکین ہے ۔ یہ نور الٰہی ہے تو وہ عرش بریں کا ہے

بوصف شاہ لافتا ہست علی ۔ زینت شرع مصطفیٰ ہست علی
کعبہ معمور از تولد اوست ۔ دولت خانۂ خدا ست علی
سال فرزند خانۂ خدا شد ۔ بانیت شمول آمد خدا شد

رباعی
روزیکہ بکعبہ مرتضیٰ شد پیدا ۔ صلوات اللہ در کون و مکان
جلوہ نما شد پیدا ۔ سبحان اللہ ۔ جبرئیل بہ تہنیت فرود آمد و گفت
ای ختم رسل ۔ فرزند خانۂ خدا شد پیدا ۔ اللہ اللہ

رباعی قیصر ملگرامی
صد شکر ہوئے علی اعظم پیدا ۔ خالق کا ہوا نور مجسم پیدا
جبرئیل امین و ملک ہی کہتے ہیں ادھر ۔ کعبہ میں ہوئے قبلۂ عالم پیدا

ولہ
ہے سجدۂ خلق کو وجود کعبہ ۔ خالق کے لئے ہے بس سجود کعبہ
کعبے کے صدف سے پایا ہے وہ گوہر ۔ وہ ایک ہے سچی علی وجود کعبہ

ولہ
ہیں جو محمد و علی ایک ہوئے ۔ رشتہ میں نبی اور ولی ایک ہوئے

پیدا ہوئے سنے جیسے کے ایام تقصیر درجہ ہین کعبہ تخلی ایک خوبی

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قدم سے پیدا ہونے کا ایک سبب

یہ تھا کہ اللہ تعالے کو یہ منظور ہوا کہ حبیب ذات ہماری ذات سے جدا ہو لیا تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جسکا اور نور دونوں تھا چنانچہ دلیل یکتائی آنحضرت

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یوں سمجھنا چاہئے کہ صورت اور سیرت اور حسن

اور شمائل اور رسالت میں کوئی فرد بشر نبی و رسل نہیں تھے اور اسکے

اسی وجہ سے اللہ پاک نے حضرت کو قدم سے کل سب پیدا کیا اور آپ کے

نور کو پیشانی آدم میں تفویض فرما کر آسمان پر مسجود ملائک کیا اور یہ

یہ منظور تھا کہ قدم ہمارے حبیب کے زمین پر پڑینگے اور تعظیم اس قدم کی کل جن

و انس کو ضرور اور لازم ہے اسواسطے کل مخلوقات سے قبل پیدا کئے

گئے کہ تعظیم قدم کی ہمارے محبوب کی ہو ساوے فذالک یا حبیب اللہ

سہ خدا بیت ثنا گفت و تبجیل کرد ٭ زمین بوس قدر تو جبرئیل کرد ٭ خلاصہ

یہ کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آسمان پر مسجود ملائک

کیا اور زمین پر مسجود جن و انس فرمایا اور اوس قدم کو اللہ تعالے نے

اتنی بزرگی دی کہ بسبب قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

ابولہب کافر جسکی مذمت کلام اللہ میں صاف موجود ہے اوسکے عذاب

میں تخفیف ہوئی چنانچہ روایت ہے کہ ایک شب حضرت ع

یعنی ابو لہب نے ابو جہل کو خواب میں دیکھا اور احوال پوچھا اوسنے کہا
کہ جس روز سے میں مرا ہوں ہمراہ عذاب شدید میں مبتلا ہوں مگر ہر دو شنبہ
کو قدم مبارک حضرت صلعم کے ادس روز پیدا ہوئے ہیں ہم کو تخفیف ہوتی ہے
اور میں نے آپکی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا
اور انگشت شہادت سے آزادی کا اشارہ کیا تھا عذاب میں تخفیف ہوتی ہے
اور ادس کو اس کی انگلی کے بیچ سے پیاس کی شدت میں پانی ملتا ہے
اور دوسری یہ روایت ہے کہ سبب قدم آنحضرت کے مردہ دنیا ہوا
اور اللہ تعالی نے خطاب سے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
سرفراز فرمایا تو اوس وقت ابلیس نے درگاہ خدا میں عرض کی کہ یا رب العالمین
میں بھی عالم میں داخل ہوں مجھکو بدولت قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے عذاب سے معاف فرما چنانچہ روایت ہے کہ جبکہ شیطان
مردود ملعون ہوکر نکالا گیا تو یہ عذاب مقرر تھا کہ ایک فرشتہ روز
شیطان لعین کے منہ پر طمانچہ مارتا تھا اور دوسرے روز اوس وقت تک
اوس طمانچہ کا باقی رہتا تھا کہ پھر دوسرا طمانچہ مارتا تھا جب شیطان نے گریہ وزاری
کی اور قدم مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیا اوس روز سے
اللہ تعالی نے عذاب طمانچہ کا موقوف کیا + اے محبان اہل بیت
دیکھو اور خیال کرو کہ جب ابو لہب سے کافر اور شیطان سے

یہ مطلب نکلا اور جو دوسرا اس سے پیدا ہوا کہ اذکرکم یعنی ہم تمکو یاد کرین
تمھارا پس جب حضرت صلعم نے پاکی کو اللہ تعالے کی بیان اور اعلان
فرمایا الحمد للہ رب العالمین تب اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب آپ
ہمارے شکر سے تو آپ رحمت عالمون کے ہین اور اوسکا ثبوت
یہ فرمایا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی نہین بھیجا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو مگر واسطے رحمت عالمون کے اسکے بعد
فرمایا کہ قل ہو اللہ احد اللہ الصمد کہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہ اللہ ایک ہے اور پاک ہے پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اللہ تعالی کی پاکی کو لوگون پر بیان اور اعلان کیا تو اللہ تعالے نے
ارشاد فرمایا کہ جب آپ نے ہماری پاکی بیان اور اعلان کی تو ہمنے بھی
آپ کے نام نامی کو اپنے نام کے ساتھ ضم کیا یعنی لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ اب ایک نکتہ اس جگہہ قابل غور کے ہے کہ اللہ تعالی نے
کو پاکی اوس رحمۃ للعالمین کی اسقدر منظور تھی کہ اپنے بندونکو حکم دیا
کہ اے ایمان والو پہلے لا الہ الا اللہ کہکر اپنی زبان کو پاک کرلو
تب کہو محمد رسول اللہ صلعم اور ماسوا اسکے غور کرنا چاہیے کہ
اللہ تعالے کو باوجود نزول قرآن بوساطت جبرئیل علیہ السلام کے
اطمینان خاطر نہوئی تو یہ منظور ہوا کہ تکلم بغیر وساطت او

اشارہ ہو سکتا ہے قصہ کوتاہ جب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
اور ساتوں آسمانوں سے گذر کر حجابِ عظمت تک پہونچے تو رب العالمین
نے فرمایا کہ اے حبیب میرے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے ہو تو جواب دیا
کہ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات تو ادہر سے خطاب ہوا کہ السلام
علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ
السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اُس وقت اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ یا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ نے اپنی امت کو بھی
شامل کر لیا تب آپ نے عرض کی کہ یا رب العالمین جب تو نے
مجھے سردار امت کو بنایا اور خطاب وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
کا دیا تب میں کیونکر امت کو ساتھ نہ لوں اور جب آپ نے اپنی امت
کو شامل کر لیا تب فرشتوں نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ اسے کہا ہاں کو احمدی و فدایان محمدی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیال کرنیکی بات ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو کتنی غمخواری اور محبت امت کی منظور تھی کہ وقت پیدایش
اور معراج اور وفات کے نہ بھولے یعنی جس وقت حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم شکم مادر سے پردہ دنیا پر تشریف لائے تو فرمایا
یا رب ہب لی امتی اور بعد وفات مزار شریف میں لب مبارک

کہ شبیر داخل ہو جیسے کہ حسین کے درمیان نہ تنہم کے لفظ محمد صلعم کا خون
میں ہے کہ خلاصہ یہ ہے کہ حسین آغوش محمد میں ہر وقت موجود ہیں ولی ہر ایک طرف
خلق میں تجربہ کرو تدبیر آ ۔ **شعر** آغوش محمد میں حسین کی جا ہے
ذوق تافتہ در اک جان جو کہتے تو سچ ہے کہ ہر ایک کی دیکھو رسول کے مثل شاہ ولی
بیراہ جو ہے یہ دلبری آہ تو لی بابا رشتہ بستہ در آغوش نبی
والد شد تو لی محکم باشد تو لی + اور شان حسین رضی اللہ عنہما
کو اگر خوب غور کر کے ملاحظہ کریں تو سوا اسم احمد اور محمد کے موجود
اسکو یوں سمجھنا چاہیے کہ الف اللہ کا احد ابتدا میں آیا اور وہی احد اور محمد
کے الف کو ساتھ دو میم محمد صلعم کے ملاؤ تو لفظ امام کا ہوتا ہے اور ال
محمد صلعم کی دلالت کرتی ہے اوپر امامت امامین کے ۔

دوسری صفت اسم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں
یہ ہے کہ میم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مراد روز محشر ہے اور ح سے
حاجت اور دال سے مراد دین اور دنیا نکتہ ایمنی یہ ہے کہ درمیان دو میم محمد
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حا ہے حسین کا ہے چنانچہ اسی ح سے
روز حساب مقرر کیا گیا ہے جو ظلم کہ کافران اور ظالمان کربلا نے
اس دنیا میں حسین علیہ السلام پر کیا ہے حساب اوسکا روز حساب
کے دن لیا جاویگا یعنی روز قیامت میں سزا اوسکی دیجاویگی

جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ انبیا میں فرماتا ہے اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ
فِي غَفْلَةٍ مُعْرِضُونَ ترجمہ نزدیک آیا ہے واسطے لوگوں کے
حساب اونکا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیرے ہیں دوسرا لطیفہ

محمد کے بیچ نام ہیں تین میم
محمد سے بیچ میم اول ہے اور
یہی میم اللہ نے سب کو جو
چیز اس سے موجود کی ہیں اور
اسی لطف خلاق ہر دو جہان
پڑی میم اللہ بیچ جسد نظر

دو اول ایک آخر میں ہے تیسرا
دوم میم شریعت کہہ دیں بات
کے تیسری حقیقت اور
کیا پیدا کہ میم سے ذکر اللہ و
ہوا میم اول سے ملکیان
تو تمام ہمیشہ ہوا جاگر

تیسری صنعت نظم محمد صلعم میں یہ پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
نے جیسا اسم ذات اپنا رکھا یعنی اللہ کہ اوسمیں کہیں نقطہ نہیں
اور حرف مشدد موجود ہے اوسیطرح یہ اسم ذات حضرت صلعم کا بھی
رکھا یعنی محمد کہ اسمیں بھی کہیں نقطہ نہیں اور ایک حرف مشدد مفتوح
اسمیں بھی موجود ہے پس اسمیں کئی رمزیں ہیں کہ جب اوس معبود
مطلق نے چاہا کہ ایجاد عالم ہو تو حضرت صلعم کے نور کو پیدا کیا
اور احدیت میں رکھا او جب اوسکی خواہش متقضی عزالعرش

عظیم کے اسم پاک کو تاج شفاعت اور رحمت سے پیراستہ کر کے فتحہ مشدد
اور واو قایم کیا اور جب تک اللہ تعالےٰ نے آپ کی ذات کو احدیت میں رکھا
تب تک آپ کا کوئی نام مقرر نکیا اور جب آپکو اللہ تعالیٰ عبدیت میں لایا
تو فرمایا الست بربکم کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا جب یہ خطاب
ہوا تو حضرت صلعم نے سر کو جھکایا اور کہا کہ قالو بلیٰ یعنی کہا کہ البتہ
تب آپکا نام اللہ تعالےٰ نے محمد صلعم رکھا پس لفظ احمد میں جو فتحہ
مشدد والف تھا وہ اور لفظ محمد میں فتحہ مشدد واقع ہوا وہ سے حرف دال
فرق معبودیت اور عبدیت کے ہے اب اس جگہہ عقل و وہم کو دخل نہیں
آگے قدم کو دخل نہیں

نظم

کرے غور سو من باخدا

ملا ہے محمد سے نام خدا — سنو اسکے باعث کا مجھ سے کلام
کہ محمود ہے حق تعالےٰ کا نام — کرو واو اس نام کا جب حذف
تو نام محمد کا دیکھو شرف — بنا نام خدا شان خلقت کبھی سے
بشارت اگر ہے تو خود دیکھ لے — کہ صادق ہے نام خدائے جہات
ہے صدیق بوبکر سے عیاں — سوا اسکے عادل جو ہے نام رب
جناب عمر کا ہے عادل لقب — غنی ہے یہی اب یہ ثابت ہوا
کہ ہیں حضرت عثمان غنی باخدا — علی ولی شیر پروردگار
ہوا یا علی سے یہ آشکار — اب غور کیجئے کا مقام ہے

کہ نام حضرت صلعم کا مشتق ہے نام خدا سے وہ اسطرح پر کہ محمود نام خدا کا ہے
اور حرف دال حذف کرنے سے محمد صلعم ہوتا ہے اور شان خلفائے
راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی ساتھ ہی موجود ہے اسکو یوں
سمجھنا چاہیے کہ یا صادق نام خدا کا ہے اور صدیق خطاب حضرت
صدیق اکبر کا ہے اور یا عادل نام اللہ کا ہے اور عادل خطاب
حضرت عمر خطاب رض کا ہے اور یا غنی نام اللہ کا ہے اور غنی خطاب
حضرت عثمان غنی رض کا ہے اور یا علی نام اللہ کا ہے اور علی نام علی
کا ہے اور حضرت صلعم کی رخ مبارک میں خلفائے راشدین اور پنجتن
پاک دونوں موجود ہیں یعنی ترکیب حرفی میں ناک کے الف سے حضرت ابوبکر
صدیق رض اور یعنی آنکھ کے عین سے حضرت عمر خطاب رض اور بائیں آنکھ کے
عین سے حضرت عثمان غنی رض اسطرح پر تینوں ہیں چار ہوئے یعنی
اور لب مبارک کی جائے حلقی سے حیدر کرار رض اور شان پنجتن پاک کی یوں
ملاحظہ فرماویں کہ اوسی رخ مبارک کی پوری ہیئت کو ساتھ عین آنکھ کے
لام و نقطہ لفظ علی پیدا ہوتا ہے اور فرق مبارک کی ف سے فاطمہ اور
دونوں گوشش پاک سے حسنین اور لب مبارک سے محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

نظر رشید و کیہہ لے صنعت کردگار	از نام محمد ہیں بیت حرف ہے

حروف محمدؐ میں الف ... میم	ہو ہی جاوے سطر تو سے تقسیم
مبہوت ہوا حطی سے کیونکر بتا تقسیم	سطر کے حصے سے حسنین و حیدر تجسیم
علی کا سنہ سطر سے ثنا سے قبول	خود زادی کونین بنت رسول
حیدر اور نبی سے بہم جمع علی	کرو عین آنکھوں کا تب ہو علی
لب و گوش سے نام حسنین کا	جمال محمدؐ سے پیدا ہوا

اب خیال کرنا چاہیے کہ جو کچھ تکلم اور کلام ہوتا ہے وہ لب ہی سے
ہوتا ہے اور عین کے معنی آنکھ کے ہیں اور آنکھ روشن ہوتی
ہیں لب مبارک سے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جو حدیث نکلی
اوسکو حضرت علی علیہ السلام نے بعینہ روشن کیا کہ اظہر من الشمس ہے
جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اَنَا مَدِینَةُ العِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا یعنی ہم
شہر ہیں علم کے اور علی دروازہ ہیں اوسکے اور دیکھنا چاہیے
کہ اللہ تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام نامی یعنی محمد
صلعم میں کیا کیا صفتیں پیدا کی ہیں منجملہ اونکے یہاں پر دو ایک
صفتیں لکھی جاتی ہیں مگر اوسکو خوب غور سے سمجھنا چاہیے یعنی لفظ
محمد صلعم میں چار حرف ہیں دو میم ایک حے ایک دال ہیں غور کرنا چاہیے
کہ حروف صلعم کو اگر الگ لکھیے تو تین حرف مفرد ہوتے ہیں یعنی م ح د

اور تین سو تیرہ نام ہیں حضرت صلعم کے یعنی تین سو تیرہ اول [illegible] اور تیرہ [illegible] اور

ایک سو تیرہ مشہور کہ اصل ہیں اور یعنی [illegible] کا [illegible] سے [illegible] ہیں تین سو

[illegible] اگر جدا ہو ترکیب حرفی سے یعنی [illegible] کہ سب ملکر تین سو تیرہ [illegible]

ہوتا ہے واضح ہو [illegible] عدد نکلے [illegible] تین سو تیرہ [illegible]

تین اور [illegible] عدد سے عدد وال کے [illegible] ہوتے ہیں یعنی [illegible] اور

ل ہے اور ح کو بلا اضافہ یعنی بغیر ملائے دوسرے حرف کے واحد کو [illegible]

تو آٹھ عدد ہوتے ہیں پس سبکو ایکجا کرنے سے تین سو تیرہ عدد ہوتے

ہیں پس اے بھائی یہ باریکیاں اللہ تعالے نے رکھی ہیں کہ اعداد سے ان

سب حرفوں کے تین سو تیرہ نبی مرسل پیدا کیے کہ جنکی رسالت کا ذکر

کلام اللہ اور کتب ہائے معتبرہ سے ثابت ہے اور دوسرے جنگ بدر میں

ہمراہ حضرت صلعم کے تین سو تیرہ صحابی تھے کہ اللہ تعالے ورضا اور

رشد اعطا اون لوگوں کا کیا اور بعض روایت سے یہ بھی ثابت ہو کہ باعث

اسکے کہ لشکر اسلام میں غازیان کم تھے اور کفاران زیادہ تھے تین سو تیرہ

فرشتے کو اللہ تعالے نے واسطے مدد کے بھیجا اور فرشتوں میں اونکو فضیلت

و منزلت دی چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا حضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے کہ یا حضرت جبکہ خدا تعالے کے نزدیک صحابیوں میں

اون سمجھنا چاہئیے کہ اوسی کا عدد جو ہیں سے بڑا نکلا ہے دوسرے حرف سے کے
تین حرف سے تین باقی رہیں ہیں یعنی اول حرف بسم کہ عدد
اوسکے کہ عدد اوسکے چالیس ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ بسم اللہ کے سے جنت الفردوس میں
پہنچاوینگا ہر دروازے بہشت کے کہ ہر دروازہ سے ہر درجہ کا آدمی اسکا داخل ہو
یعنی صدیق اور شہید اور صالح اور زکوٰۃ دینے والا اور حاجی اور نمازی
و علی ہذا القیاس جیسا کہ تفسیر اسکی کتاب سے معتبر سے تفسیر حسینی ہے

ز در دو شش ہشت اشتباہ	خوشا آنکہ باشد فدا رسول
کہ باشد در این مدارج حصول	باخلاص صدقش بجا سے رسد
کہ از باب جنت شدا سے رسد	اور حرف رحیم سے کہ جسکے عدد آٹھ

ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے آٹھ بہشت ثابت ہوتے اور حرف ن سے
کہ جسکے عدد چار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہشت میں چار ہی نہریں بنائیں
کہ حدیث موجود ہے فرأیت نہر الماء یخرج من میم بسم اللہ و نہر اللبن
من ھاء لہ اللہ و نہر العسل من میم الرحمن و نہر الخمر من میم الرحیم
یعنی دیکھا میں نے کہ نہر پانی کی بسم اللہ کے میم سے اور نہر دودھ کی اللہ
کی ہا سے اور نہر شہد کی رحمن کے میم سے اور نہر شراب کی رحیم کے
میم سے جاری ہے اب دیکھنا چاہئے کہ نہر دودھ کی اللہ کی ہا سے
اور نہر شہد کی رحمن کے میم سے جاری ہے اور دونوں نہریں ملکر

نظم سرشار ہو گیا مین پیتے ہی جام احمدؐ	نکلے ہے منہ سی میرے ہر دم جو نام احمدؐ
ہے میم ہی کا او سنے منہ پر نقاب ڈالا	نبکر احد وہ آیا آپھی بنام احمدؐ
بھیجو درود و سلام نبیؐ پر	آل نبیؐ اولاد علی پر

نکتہ ششم

نہونا سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور سوال کرنا بادشاہ کا اور جواب دینا حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا

اب دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو سایہ نہ تھا اسمین
بہت سی وجہین لاتعداد موجود ہین مگر اس جگہہ مختصر چند وجہ لکھی
جاتی ہے اولاً تو یہ کہ آپ محبوب خدا تھے اور محبوب کا یکتا
ہونا ضرور ہے کیونکہ دنیا مین بھی یہی قاعدہ ہے کہ اپنے
محبوب کو آدمی یہی چاہتا ہے کہ ہمارا محبوب سب سے بہتر
اور یکتا رہے اور آپ تو محبوب خالق یکتا کے تھے منظور یون
ہوا کہ جسطرح ہم واحد ہین اوسطرح ہمارا محبوب ہر فرد بشر
مین یکتا اور فرد رہے سایہ نہ بنایا دوسرے یہ کہ آپ کا
جسم مطہر نور تھا پس نور کو سایہ کہان میسر ہے اگر آپکا سایہ ہوتا تو
یعنی ظل اللہ پس سایہ کو سایہ کیونکر ہو سکتا ہے چنانچہ روایت ہے کہ وقت
مین والعجائب امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے بادشاہ وقت نے

کہ کافر تھا کل علما اور فضلا سے علام الدہر کو طلب کیا تو اوس وقت
ساٹھ سو فاضل منتخب ٹھہرے اون لوگوں سے بادشاہ نے چند سوال
پوچھے اور کہا کہ اگر جواب باصواب ان سوالوں کا تم لوگوں سے دیا جاویگا
اور نہیں تو سب لوگوں کو قتل کرینگے منجملہ اوسکے چند سوال یہ تھے
لکھے جاتے ہیں اول یہ کہ خبر سے ثابت ہے کہ بہشت میں اہل بہشت ہونگے
مگر نہیں کھاویں اور پاخانہ کو نجاوینگے دوم یہ بھی ثابت ہے کہ ہیچ درخت
طوبی کا عرش سے ہے اور شاخیں اوسکی ہر بہشت میں ہیں یہ کیونکر ممکن ہے سوم یہ کہ کیا
تھی کہ جسم مبارک حضرت صلعم کا سایہ نہ تھا چہارم یہ کہ بہشت میں ایک
کھاوینگے پیوینگے اور بول و براز نہیں ہوگا یہ کیونکر ہو سکتا ہے پنجم
یہ کہ وہ کون شخص ہے کہ پیدا ہوا اور مرا اور جو نہیں پیدا ہوا وہ مرا
ششم یہ کہ وہ کون زمین ہے کہ جسپر روشنی آفتاب کی ایکبار پہونچی
تھی اور پھر تا قیامت نہ پہونچیگی ہفتم وہ کون قبر ہے کہ گرد عالم کے
پھری اور صاحب قبر حیات رہے ہشتم حضرت صلعم کو اور خدا
کیونکر معلوم ہوتا تھا کہ اسوقت یہ جواب شافی ہے نہم یہ کہ اسوقت اللہ تعالے
کیا کرتا ہے دہم یہ کہ اول کون تھا اور آخر کون ہے غرض یہ
سب سوالات اوس بادشاہ نے فضلا سے پوچھے اور کوئی جواب اون
لوگوں سے نہو سکا آخر ہفتہ یا دو ہفتہ کی مہلت واسطے جواب کے بادشاہ

دی اور یہ حکم کیا کہ اگر اس عرصہ میں جواب باصواب تم لوگوں نے دیا تو
بہتر ورنہ تمہیں قتل کئے جاؤ گے غرض اسی تردد میں حضرت امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ
کے والد مکان پر آئے اور نہایت متفکر تھے اسی میں حضرت امام اعظم
کا اس وقت بارہ برس کا سن تھا اور انہوں نے اپنے والد سے پوچھا کہ سبب
تردد اور انتشار کا کیا ہے والد نے ان سے بہت سا حیلہ و حوالہ کیا
آخر جب حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بہت جد و جہد کیا تو والد
نے آپ سے بیان فرمایا کہ وجہ تردد کی یہ ہے کہ بادشاہ نے تین
سوالات کل فقہا سے کئے ہیں اور یہ حکم دیا ہے کہ اگر اتنے عرصہ میں
جواب باصواب نہ ملیگا تو کل عالموں کو دار پر کھینچ دونگا اور جواب
ان سوالات سے کل علما عاری اور عاجز ہیں حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
نے پوچھا کہ وہ سوالات کیا ہیں آپ کے والد نے سب سوالات بیان فرمائے
حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سنکر کہا کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائیں اور
کل میں فرمانبردار کو ہمراہ لیچلیں انشاء اللہ بمدد خدا و افضال رسول اللہ
صلعم حضور جواب دیگا آپ کے والد نے بہت کچھ انکار کیا اور کہا کہ تم صغیر
سن ہو اگر جواب نہ ہو سکا تو ہمارے ساتھ تم بھی قتل کئے جاؤ گے
تب حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے خدمت میں اپنے والد کے
عرض کیا کہ اگر حضور ہمراہ نہ لیجا سکینگے تو میں خود جاؤنگا بلکہ حضور

بادشاہ وقت فرماویں کہ ایسے ایسے ادنیٰ اور اسوالون کا جواب بھی
جو بہت لڑکے دیتے ہیں اور اوقات ایسے ذرا سے لڑکین سے ہوا ہے
تو تمام عمر آپکی ہے تمین تو تن ہمتہ ہے مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ
آخر آپ کے والد بہت خوش ہوئے اور دوسرے روز کو سب علما مجلس بادشا
مین حاضر ہوئے بادشاہ نے پوچھا کہ تم لوگون نے ہمارے سوال کا
جواب ٹھہرایا اوسوقت حضرت ابوحنیفہ کے والد نے فرمایا کہ کون سخت
سوال ہے جسکا جواب نہ ہو آپ سوچکر دین ایسے سوالون کا جواب ہمارے
لڑکے دے سکتے ہین اسوقت حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اوٹھکے
اور بادشاہ سے کہا کہ اگر ہم لوگ جواب سوال کا تمہارے نہ دے سکے
تو اوسکے بدلے مین قتل کئے جاوینگے اور اگر جواب باصواب تو نے پایا
تو اوسکے بدلے مین تو کیا کریگا اوسوقت بادشاہ نے کہا کہ اگر ہم جواب
معقول پاوینگے تو تمہارا دین اختیار کرینگے آپ نے فرمایا کہ اچھا پوچھو
غرض بادشاہ نے پوچھنا شروع کیا سوال اول بہشتیو کو بہشت مین ستر
من کا تاج اور حلہ پہننے کو ملیگا وہ لوگ کیونکر بوجھ اوسکا اوٹھاوینگے جواب
حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بادشاہ دریا کے کنارے چل تو
اسکا جواب دون غرض بادشاہ مع ارکان سلطنت اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
متصل کنارہ دریا کے گئے اوسوقت حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو فرمایا کہ دریا مین غوطہ

سوال تیسرا یہ ہے کہ حضرت کے جسم مبارک کو سایہ نہ تہا اسکی کیا وجہ
جواب ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اول تو آپکا جسم محض نور خدا تہا
پس نور کو سایہ نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ دو تین دن کو خلق نے دیکہا تہا
یہ کہ جسم آپکا کل معجزہ تہا چونکہ نہایت لطیف و صاف تہا اسکا باعث نظافت
کے نظر نہیں آتا تہا بسبب اسی کے برہنہ جو اوسکی سایہ نہ تہا کہ رنگ ہو
دار ان سایہ نہ تہا ہر چیز کا سایہ کے تہا یہ سبب ہوا حضرت کے جسم مین
وہ فدا سے لئے تہا سایہ نگن کہ تہا کل وہ ایک معجزہ کا بدن تہا سایہ اور
لطیف و صاف نہ آیا لطافت کے باعث نظر بعد فرمایا کہ شمع روشن
کر کے لاؤ موجب حکم شمع روشن ہو کر آئی اوسوقت حضرت ابو حنیفہ
عنہ نے پوچھا کہ اے بادشاہ بتلا اسکو سایہ کہاں ہے بادشاہ لا جواب
ہوا تب حضرت ابو حنیفہ نے فرمایا کہ یہ نور دنیاوی ہے یعنی آگ کو
لئے یہ قدرت وہی ہے اور ہمارے حضرت تو نور خاص پروردگار کے
تہین اگر سایہ نہوا تو کون بڑی بات ہے بادشاہ نے تصدیق کی
اور کہا کہ سچ ہے سوال چوتہا یہ ہے کہ بہشت مین لوگ کہانا پینگے
اور بول و براز نہوگا جواب خیال کرنا چاہئے کہ جو عورتین حاملہ ہوتی
ہین تو حیض کا خون لڑکے کی غذا ہو جاتا ہے اگر لڑکا اندر شکم مادر کے
بول و براز کرے تو انتڑیان سڑ جائین اور حاملہ بیمار ہوتے ہین حق

یہ فوقیت ہے کہ لڑکا ان کے شکم میں حیض کا خون پیتا ہے اور اسکو
تحلیل کرا دیتا ہے اور بہشت میں تو بہشتیوں کو غذا ای لطیف نورانی کھانیکو
ملیگی تو وہ سبکے تحلیل ہوتے ہیں کیا تعجب ہے اور پاخانہ اسکے بدن لوگوں
کے جسم سے پسینا جاری ہوگا اور وہ غذا تحلیل ہو جائیگی بادشاہ نے تصدیق
کیا اور کہا بیشک یہی جواب ہے سوال پانچواں وہ کون شخص ہے
کہ جو پیدا ہوا اور نہ مرا اور جو نہ پیدا ہوا وہ مر گیا جواب حضرت آدم
علیہ السلام سب کے بطن سے پیدا ہوئے اور انتقال کیا اور حضرت عیسیٰ
بطن سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پیدا ہوئے اور زندہ ہیں بادشاہ نے کہا
کہ سچ ہے سوال ششم وہ کون زمین ہے کہ جسپر ایک مرتبہ حرارت آفتاب
پہونچی ہے اور بار دیگر قیامت تک نہ پہونچے گی جواب وہ زمین دریا
نیل ہے کہ ایک عصا سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خشک ہو گیا
تھا اور اسوقت حرارت آفتاب اوس زمین پر پہونچی تھی پھر وہ دریا ملگیا
ہو گیا اور رواں رہا سوال ہفتم وہ کون قبر ہے کہ گرد عالم
پھری اور صاحب قبر زندہ رہا جواب حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی میں
گئے اور وہ مچھلی گرد عالم کے پھرا کی اور حضرت یونس علیہ السلام زندہ رہے
اور قبر سے اشارہ طرف اوس مچھلی کے ہے اور صاحب قبر سے اشارہ طرف
حضرت یونس علیہ السلام کے ہے سوال ہشتم حضرت صلعم کو اذا وہ خدا کی یک

صلوٰۃ بھی ہوتا تھا چونا سبب اسکو یون تصور کیا چاہیے کہ روشنائی چیز
دو ہیں ایک قلم جو دوسری اوسکا نفس شے دیگر اور ہاتھ شے دیگر اور
شے سیاہی چیز دیگر اور دوات چیز دیگر جو بات دل مین آتی اوسکو قلم
کی مدد سے بوساطت ہاتھ کے لکھا اب خیال کرنا چاہیے کہ دل کو زبان نہیں
ہے کہ کسیسے کچھ کلام کر سکے اور ہاتھ کو کان نہیں کہ کچھ سنے مگر یہ
خدا کی قدرت ہے کہ اسکو قلم جو یوں لکھتا ہے اب خیال کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ
نے قلم میں یہ قدرت بخشی کہ ہمارے تمہارے دل کا حال لکھے تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا دل کیسے قدرت مین اوس عالم الغیب کے ہے پھر اگر ایسا
ارادہ خدا معلوم ہوا تو کیا غلط ہے بادشاہ نے تصدیق کی اور کہا کہ کچھ
شک نہیں بات ہے سوال نہم یہ بتلاؤ کہ اسوقت اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے
جواب حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بادشاہ یا تو تخت
سے نیچے آیا ہمکو تخت پر بلاؤ تو البتہ جواب اس سوال کا ہو سکتا ہے بادشاہ نے
تخت پر بلایا مناسب تھا خود تخت سے نیچے اترا تھا اور پہلے اوسکے حضرت
ابو حنیفہ تخت پر جا بیٹھے اور فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ یہی کرتا ہے کہ تجھکو
تخت سے اتارا اور مجھکو بٹھایا یعنی تجھ ایسے اعلیٰ کو ادنیٰ کیا
اور مجھ ایسے ادنیٰ کو اعلیٰ کیا بادشاہ نے کہا کہ سچ ہے
سوال دہم اول خدا کے کون اور آخر خدا کے کون ہے

نکتہ ہفتم قاب قوسین میں

اب دیکھنا چاہیے کہ قاب قوسین میں بہت سی رمزین صوفیان کرام نے لکھی ہیں کہ قاب قوسین مراد گوشہ کمان سے ہے یعنی شب معراج کو آپ ایسے وصل ہوئے کہ جیسے دونون گوشے کمان کے اور دوسری رمز قاب قوسین میں اہل تحقیق نے پائی ہے یعنی عرب میں مشہور ہے کہ جب دو گروہ میں نزاع ہوتی ہے اور پھر آپس مین صلح ہو جاتی ہے تو گروہ کے رئیس اپنی اپنی کمانون کے زہ اوتارتے ہین اور ہر ایک اسکی زہ وہ اپنی کمان پر چڑھا لیتا ہے اور اسکی زہ یہ اپنی کمان میں لگا لیتا ہے پھر کمان اپنی اپنی گھر لیجا کر لٹکا دیتے ہین قتال موقوف ہو جاتی ہے اور دونون فرقون میں امن و امان کی شکل پیدا ہوتی ہے پس گویا کہ حق تعالی فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری کمان شفاعت میری کمان رحمت کی ہے تو زہ میری رحمت کی اپنی کمان شفاعت پر باندھ مین زہ تیری شفاعت کی اپنی کمان رحمت پر باندھون اور دونون کمانون کو ساق عرش پر لٹکا دون جب تک کہ عرش باقی ہے عقد محبت اور صلح کا ساتھ تیری امت کے جانبین سے باقی رہے تیسری رمز قاب قوسین سے یہ پائی جاتی ہے کہ گویا حق تعالی فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تیر شفاعت کا میری قوس رحمت پر چڑھا اور میں تیر رحمت کا تیری قوس شفاعت پر چڑھاؤن پھر تو سہم عنایت درمیان امت کے لگا اور میں تیر کرامت کا درمیان معرکہ صفا پر امت تیری کے لگاؤن تاکہ جو

گویا پیر انکا مدد و شفاعت تیری سے بھاگے اور لشکر صغائر کا بحکم رحمت سپر کی
سے دفع ہوا اور بعضے ارباب اشارت نے لکھا ہے کہ قوسین کنایت حاجبین سے
اور ادنیٰ سے عبارت قرب سیاہی چشم سے ہے ساتھ سفیدی چشم کے
یعنی ابرو قرب حضرت کا جناب اقدس الٰہی سے ایسا نزدیک ہوا جیسے قرب
دونو ابرو کا آپس میں بلکہ اس سے بھی نزدیک تر اور بعضے نے یہ بھی لکھا ہے
کہ قاب قوسین سے کہتے ہیں گوشہ کمان کو اب دیکھنا چاہیے کہ شکل آنکھ کی
بھی شکل کمان کے ہوتی ہے اور کمان کے واسطے تیر کا ہونا بھی ضرور ہے
چنانچہ اس کمان کا تیر کیا ہوا کہ نگاہ جب آپ فضای قربت میں پہنچے تو
ادھر کمان عشق سے نگاہ وصل آواز کے کا نشانہ ہوا اور ادھر کمان محبت
سے مازاغ البصر وما طغیٰ کا نشانہ ہوا غرض دو لفظ طالب و مطلوب ایسے وصل
ہوئے کہ کچھ فرق باقی نہ رہا ॥ نظم ॥ اے طلب کر کے مطلوب کے مطلب تھا
تا سمجھ لیں کہ وہی جلوہ ہے جلوہ اپنا ॥ مل گئے دونو حدوث اور قدم کے ایسا
فرق کچھ طالب و مطلوب میں باقی نہ رہا ॥ اور ذات احد اور احمد کو یوں سمجھنا
چاہیے کہ جیسے دونو آنکھیں یعنی آنکھ ظاہر دو ہیں مگر نور نگاہ ایک ہے
جب دونو آنکھ سے انسان کسی چیز کو دیکھے گا ایک ہی چیز نظر آئیگی
لازم یہ تھا کہ جب انسان دونو آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتا تو دو چیزیں نظر آتیں
مگر ایسا نہیں ہے اسیطرح ذات احد اور احمد کو سمجھنا چاہیے اگرچہ ظاہر دو ہیں لیکن در اصل ایک ہیں

نور ہے تو اوسکی مثال ایسی ہے جیسے سراج کو آپ وصل جیسے کہ روشن کرتا رہتا ہے
شوق ہو کہ مجھ کو پہچانیں تب میں نے پیدا کیا یا پہچان کہ ایک فرد وقت اہل بیت سے ہو جو ہدایت طریقت
سے کیونکر ہوتی ہے یعنی وہ کیونکر پاتا ہے کہ روشنی آفتاب کی تمام محیط ہے اگر انسان چاہے
کہ آفتاب سے فروغ لے یعنی آگ کسی چیز میں لگا سکے تو ممکن نہیں ہے جب تک کہ سیسہ
یعنی پاک عینک آتشی یعنی آفتاب سے لگا دے اور جس چیز
میں تو یعنی آگ اوسکی لینا منظور ہو جیسے شمع یا بارود یا اور کوئی چیز
ہو اوسکو عینک سے متصل رکھے اور عینک کو آفتاب میں
دکھاوے جب جوت آفتاب کی عینک پر پڑے گی اوسکی حدت
سے شمع خواہ کوئی چیز ہو منور ہو جائیگی یعنی آتش حرارت آفتاب سے
بوساطت عینک کے اوس شے میں نور آویگی اسیطرح جناب سرور
کائنات کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالے نے آپ کی ذات کو آئینہ
خدا نما بنایا جو شخص اہل شغل آئینہ روئی احمدی کا تصور صبح کرے
یا شب میں بوساطت آپ کے انوار کبریائی طرح دل میں اوتر
آویگا اور دل مانند شمع کے منور ہو جائیگا۔ ص

بھیجو درود و سلام نبی پر — آل نبی اولاد علی پر

در فضائل اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین

شب عید سے جو ہو سفید ہیرا — بنگیا در نجف دل کا نگینہ میرا

چھٹویں باب نکاح دربیہ شیعہ تیسرا لیکن جو سر رشتے دلائل ہونے کی بابت ہیں
اسپر دیکھنا چاہئے کہ فضیلت اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی حد بیان سے
باہر ہے بشر کو طاقت نہیں کہ عشر عشیر کہہ سکے کیونکہ فضیلت اور
بزرگی کلام اللہ اور حدیث سے ثابت ہے اور بجملہ نصوص واضحہ کے
آیت مباہلہ اور آیۂ تطہیر صادق موجود ہے آیۂ مباہلہ یہ ہے فَقُلْ تَعَالَوْا
نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ
نَبْتَهِلْ پس خیال کرنا چاہئے کہ اس آیت سے مخصوص آل عبا مراد ہیں
جو خاص ہیں اور قریب تر ہیں اور تمام آفات و بلیات اور مصائب
اور اضافات سخت تر انہیں اشخاص کے واسطے خاص ہیں کہ جنکی فضیلت
اور پاکی میں آیۂ تطہیر نازل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب میں
کمال عنایت کی راہ سے فرماتا ہے إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا یعنی اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ لیجاوے
تم سے ناپاکی کو اے گھر کے لوگ اور پاک کرے تمکو جو حق ہے پاکی کا
جیسا مسلم نے روایت کی ہے حضرت عائشہ سے کہ ایک روز باہر تشریف لائے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم صبح کو اس حال میں کہ اوڑھے تھے کمل نقش سیاہ بالوں کا پس آئے حضرت امام حسن وہ بھی داخل
ہوئے اوسمیں آئے حضرت امام حسین علیہ السلام وہ بھی داخل ہوئے اوسمیں پھر آئیں حضرت فاطمہ زہرا اونکو بھی حضرت
نے داخل کیا بعد اوسکے آئے حضرت علی اونکو بھی حضرت نے داخل کیا بعد اوسکے فرمایا اللہ تعالیٰ

چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے پلیدی اور برائی نفس کی اور کرے تم کو پاک ستھرا
اور پاک کرے واضح ہو کہ مفسرین نے درباره یطہرکم تطہیرا
تفسیریں لکھی ہیں ایک تو مراد طہارت اور پاکی سے یہ ہے کہ ستھرا پاک
اللہ تعالیٰ نے برائی نفس اور حسد و غل اور لہو لعب دنیاوی سے ستھرا
اور پاک بنایا دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پنجتن پاک کو روز ازل سے ہی
ستھرا اور پاک پیدا کیا تھا یہاں یطہرکم تطہیرا سے یہ مراد ہوتی
جاتی ہے کہ پاک کرے تم کو حق پاکی کا ہے اور اس پاکی اور طہارت سے
یہ مطلب ہے کہ جو امر مشیت عورتوں کو ضرور اور لازم ہے یعنی
حیض و نفاس اوس سے حضرت فاطمہ کو اللہ تعالیٰ نے
ستھرا کیا ہے یعنی جو علائق دنیاوی اور عورتوں کو ہوتا ہے جیسے کہ
تکالیف بار حمل وغیرہ ان سب امور سے اللہ تعالیٰ نے ستھرا کیا
چنانچہ جس وقت پیدا ہوئے حسنؓ اور پیدا ہوئے حسین علیہ السلام
تو بھی ستھرے اور پاک تھے آپ لوگوں کو ضرورت طاہر اور پاک کرنے
کی نہ تھی پس یطہرکم تطہیرا سے یہی مراد ہے کہ حضرات حسنین علیہم السلام
دنیا سے پاک اور ستھرے پیدا ہوئے جیسا کہ آن سرور عالم صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ستھرا اور پاک پیدا کیا ضرورت طاہر کرنے کی نہ تھی
کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ خاتون بار حمل وغیرہ سے ستھرا اور پاک

تھے پس جسطرح سے اللہ تعالیٰ نے اہلبیت رسالت کو بھی منزہ اور پاک پیدا
کیا تھا جنکی پاکی اور طہارت کو کلام اللہ مین فرمایا ہے اور بہت سی فضیلت اور
بزرگی حسنین کی احادیث وغیرہ سے ثابت ہے جیسا کہ وارد ہے
حدیث ان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ الحسن
والحسین فقال من احبنی و احب ھذین و اباھما و
امھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ و قال ھذا حدیث المنکر
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات حسنین علیہم السلام کو اوٹھا لیا اور
فرمایا کہ جو مجھکو بہت دوست رکھیگا اور ان دونوکو دوست رکھیگا اور
اونکے ماں باپ کو دوست رکھیگا تو وہ شخص میرے ساتھ ہوگا روز قیامت میں
حدیث مثل اہلبیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا
نجی ومن تخلف عنھا غرق یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ اہلبیت میرے تم لوگون مین مثل کشتی حضرت نوح علیہ السلام کے ہین جو
شخص سوار ہوا اوس کشتی پر اوسنے طوفان سے نجات پائی اور جس شخص
نے مخالفت کی اوسکی وہ غرق ہوا حدیث ان رسول اللہ صلعم قال
الحسن والحسین سید شباب اہل الجنۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ حسن حسین سردار بہشتی جوانون کے ہین روایت ہے
کہ ایکبار حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے حسن و جمال کو دیکھکر فرمایا کہ

حق تعالے نے کسی مین زیادہ اسکو نہین پیدا کیا ہے اور خوبان دو عالم
کو بھی ایسا جمال نہین دیا ہے جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم آدم علیہ السلام
اور حوا کو بہشت سے فردوس اعلے مین لیجاو اور دونکی سیر کراو غرض
آدم اور حوا علیہم السلام جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ فردوس اعلی مین گئے
دیکھا کہ ایک شاہزادی سوتی ہے کہ محل مین بڑے شان و شوکت سے
بیٹھی ہے ایک تاج نور کا اوسکے سر پر اور دو گوشوارے نور کے
اوسکے کان مین ایسے لٹک رہے ہین جنکی چمک سے سارے در و دیوار و بام
تمامی گل گلزار جنت کے چمک رہے ہین حضرت آدم اور حوا علیہم السلام نے
پکارا اللہ رے حسن اللہ رے جمال اللہ رے شان یا اللہ رے جلال
پھر نہایت متحیر ہوکر جبرئیل امین سے پوچھا کہ یہ کون شاہزادی ہے
کسکی صاحبزادی ہے کہ جسکے نور سے سارا باغ جنت نور علی نور
ہو رہا ہے حوران بہشتی کے دلون مین سرور ہو رہا ہے وہ دونو
گوشوارے ایسے دمک رہے ہین جنکے نور سے گل بوٹے چمک رہے
ہین تب جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا مخدومہ دو جہان سیدۂ زنان
مریم تحیر عصمت و جلال قبہ محلہ حسن جمال و کمال عروس جہان
خاتون سراپردہ اعزاز فاطمہ زہرا بتول بنت حضرت محمد الرسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پھر پوچھا کہ اونکے سر پر تاج کیسا ہے

کہا کہ یہ تابدار سورہ ہل اتیٰ شہسوار فرس لافتیٰ وصی مصطفےٰ اسد اللہ
ولا فتیٰ مرتضیٰ اونکے شوہر ہیں تاج ولایت کے گوہر ہیں کہ یہ جو چھپا
ندہ ہیں دونوں گوشوارے کہے ہیں کہا یہ اونکے دو فرزند پیارے
آنکھوں نکے تارے چرخ شہادت کے ستارے حسن و حسین علیہم السلام
ہیں آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام کیا یہ لوگ مجھ سے
پہلے پیدا کیے گئے ہیں کہا اے آدم علیہ السلام یہ لوگ علم الٰہی میں
چار ہزار برس تمہاری خلقت سے پہلے موجود تھے جب آدم علیہ السلام
نے ایسا دیکھا اور سنا تو یوں بولے ﴿ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ﴾ روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
جسم مبارک سے ایک ٹکڑہ گوشت جدا ہوکر گود میں ہمارے آیا ہے جب خواب سے
بیدار ہوئیں تو آئیں خدمت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کی کہ
میں نے خواب متوحش دیکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ بیان کرو حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو دیکھا تھا وہ بجنسہ بیان کیا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا ام سلمہ یہ خواب تمکو مبارک ہے
اور تعبیر اسکی یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حاملہ ہیں
اونسے فرزند تولد ہوگا وہ گود میں تمہارے پرورش پاویگا

اور تکیہ و گوشت سے اشارہ طرف اوسی فرزند ارجمند کے ہے کہ
حدیث تفسیر کشاف میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ اے علی علیہ السلام پہلے بہشت میں ہم اور تم اور حسن اور حسین
علیہم السلام جاوینگے اور بی بیان ہماری داہنی ہونگی اور باقی الذ
ہمارے پیچھے کی ہوون ہمارے سنہ ہونگے حدیث فرماتے ہیں حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خیمہ کے
اندر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور خیمہ میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہرا
اور حضرت حسن اور حضرت حسین علیہ السلام اجمعین تھے پس آپ نے
فرمایا کہ اے مسلمانوں میں صلح کرونگا اوس سے جو اہل خیمہ سے صلح
رکھیگا اور لڑونگا اوس سے جو اہل خیمہ سے لڑیگا اور دوست ہونا
اونکا جو دوستی رکھیگا اونسے اور نیک بخت پاک ذات پاک طینت
ہوگا وہ اونسے جو دوستی رکھیگا اور محبت اور تابعداری کریگا اور
اونسے وہی شخص بغض رکھیگا جو شخص کمبخت اور کم نصیب بدخصلت
بدطینت ناسزا بدکردار ہوگا روایت ہے کہ ایکروز ام ایمن
کہلاتی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی در دولت پر حضرت
خاتون قیامت کے گئی دیکھا کہ دروازہ بند ہے جوف دروازہ سے
جو نگاہ کی تو دیکھا کہ حضرت بتول بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نزدیک چکی کے آرام فرما رہی ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے مگر چلانے والا
چکی کا کوئی معلوم نہیں ہوتا ہے اور گہوارہ حسین علیہ السلام کا ہل رہا ہے اور
ہلانے والا کوئی نظر نہیں دیتا ہے اور تسبیح دست مبارک میں حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالے عنہا کے خود بخود پھر رہی ہے اور تسبیح پھیرنے
والا کوئی معلوم نہیں ہوتا ام ایمن یہ کرامت عجیبہ غریبہ دیکھکر خدمت بابرکت
میں حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہوئی اور یہ حالات
عجیبہ عرض کیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ام ایمن آج دو
تین روز سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے بسبب علالت طبیعت
حسین علیہ السلام کے آرام نہیں فرمایا تہا اور اسوقت واسطے صاحبزادوں
کے آٹا پیستی تہیں اور گہوارہ کو بھی ہلاتی جاتی تہیں اور تسبیح بھی پڑھتی
تہیں کہ اتفاقاً آپ کو غنودگی آگئی اسوقت فرشتوں کو حکم خدا ہوا
کہ ایک فرشتہ چکی چلاوے اور ایک گہوارہ ہلاوے اور ایک تسبیح پڑھے
کہ جسمین کوئی کام موقوف نہ ہے اسواسطے کہ اگر آٹا پیسا نہوا تو حسنین
علیہم السلام بہوکے رہینگے اور اگر گہوارہ نہ ہلایا گیا تو بیدار ہوجاوینگے
اور انکی بیداری کی وجہ سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بھی
بیدار ہوجاوینگی اور اگر تسبیح موقوف ہوئی تو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
کے روزمرہ میں فرق پڑیگا اے محبان اہلبیت ذرا خیال تو کرو کہ انکی

تو کسقدر خاطر منظور تھی کہ فرشتون سے چکی چلوائی اور گہوارہ ہلوایا ایسی بہت سی
فضیلت اہلبیت کثیر جو کہ پائی جاتی ہے کہ حد بیان سے باہر ہے مگر کیا حیرت
اور افسوس کا مقام ہے کہ حسن حسین کا گہوارہ فرشتون نے ہلایا اور انہی حسین
علیہ السلام کو ظالمون نے تشنہ آب و بہ ادا تشنہ ذبح سے میدان کربلا مین بانواع
انواع ایذا کی شہید کیا اوسوقت روح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کی کیا صدمہ گذرا ہوگا ۔ بیت ۔ صد درود و سلام نبی پر
آل نبی اولاد علی پر ۔ روایت ہے کہ ایکروز
حضرت صلعم ساتھ جماعت کے نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت امام حسین
مسجد کے اندر آئے اور حضرت رسول صلعم کی پیٹھ پر سوار ہو بیٹھے
حضرت نے سر مبارک کو نہ اوٹھایا بہت دیر تک سجدہ مین رہے
جب حضرت امام حسین پیٹھ سے اوترے تو حضرت صلعم نے سر کو
اوٹھایا بعد ادائے نماز صحابیون نے عرض کیا کہ آج سجدہ مین
کیا وحی نازل ہوئی تھی جو حضور نے اسقدر توقف فرمایا حضرت نے
کہا کہ میرا بیٹا میری پیٹھ پر بیٹھا تھا مجھے ناگوار ہوا کہ جب تک وہ
ہی بیٹھ نہ لے سر کو نہ اوٹھاؤن اسوجہ سے مین نے سجدہ مین
توقف کیا روایت منقول نور الائمہ مین لائے ہین کہ ایک وقت
حضرت امام حسین علیہ السلام لڑکون کے ساتھ گلی مدینہ منورہ مین کہیل رہے

ساتھ کہ اسوقت میں حضرت تشریف لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گوشہ سے
آگے اور قصد کیا کہ حضرت حسینؑ کو پکڑیں امام علیہ السلام نے اپنے
کو درمیان لڑکوں کے چھپایا اور حضرت صلعم پیچھے حضرت حسینؑ کے
دوڑے قصد کرتا حضرت حسین علیہ السلام بھاگتے پھرتے تھے اور
حضرت صلعم تعاقب کرتے تھے آخرش حضرت صلعم نے فرمایا کہ اے
حسین علیہ السلام کیوں بھاگتے پھرتے ہو حسینؑ نے فرمایا ای شاہ
دو عالم میں بھاگتا نہیں ہوں حضور کی محبت وجہ تلاش میں ڈالتا ہوں
جیسے معشوق عاشق سے پرہیز کرتا ہے گویا فکر اور طلب کو اوسکی تیز
کرتا ہے القصہ حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت امام حسین علیہ السلام
کو پکڑا اور گود میں لیا اور ہاتھ واسطے دعا کے اوٹھائے اور
فرمایا اللہم واحبہ واحبہ بار خدایا میں حسینؑ کو دوست
رکھتا ہوں تو بھی اونکو دوست رکھ اور جو اونکو دوست رکھے
تو اونکو دوست رکھ روایت میں آیا ہے کہ حضرت صلعم
ساتھ جماعت یاروں کے بازار میں گذرے ایک جماعت لڑکوں کی
کھیلتی تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نزدیک گئے اور
اونمیں سے ایک لڑکے کو پکڑا اور پیشانی کو بوسہ دیکر گود میں لیا
یاروں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس لڑکے پر جو آپ نے اتنی

امام علیہ السلام دوش نبوت پر سوار تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مکان کے اس گوشہ سے اوس گوشہ میں اور اوس سے اوس گوشہ
میں گھٹنوں جاتے اور آتے تھے اسوقت میں حسین نے کہا کہ نانا جان
سب کے شتر ہوتے ہیں ہمارا شتر نہیں ہوتا ہے حضرت صلعم نے دیکھا یا
ارادہ اور قصد کیا کہ بازار کو جاویں اسی اثنا میں حضرت جبرئیل تشریف
لائے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ بعد تحفہ درود وسلام کے
فرماتا ہے کہ ایک بار دو آپ نے کلمہ عفو اپنی زبان مبارک سے فرمایا
تو بعد حسین کو دوزخ سے آزاد کرتا پھر سکیا بلکہ آل و ذریت کی سرور جاوینگی
اے محبان حسین ابن بہا نیسے قدر و مراتب کو حسین علیہ السلام کے
خیال فرماؤ کہ مقصد تھا سیدانی کی اللہ اور رسول کو منظور تھی کہ حضرت
نے پشت مبارک پر سوار کیا مگر افسوس کہ ظالمون نے اوسی حسین کو
کہ جو پشت آفتاب رسالت پر سوار ہوا اور اون گیسو نکو دست
مبارک میں لیا کہ جسکا ایک بال بخشایش دو نوجوان کے لئے کافی
اور بسبب انواع ظلم اور ستم خنجر ظلم سے تین دن کا بھوکا
پیاسا شہید کیا اور لاش گھوڑون کے سمون سے روندا
اوسوقت کیا صدمہ روح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوا ہوگا
روایت لطایف اشرفی میں ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے داہنے زانو پر حضرت امام حسین علیہ السلام اور بائیں زانو
پر حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیغام لائے
کہ حق تعالیٰ نے کہا ہے تو آپ کے پاس نہ رکھیگا آپ کو آپ کے پاس
لیا جائیگا آپ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کریں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حسین علیہ السلام فوت ہونگے تو میری بیٹی اونکے فراق
میں جلیگی اور حضرت علی اور فاطمہ اور حسن علیہم السلام کو بڑی بیتابی پہنچیگی
اور اگر ابراہیم فوت ہونگے تو مجھکو زیادہ قلق ہوگا میرا جگر شق ہوگا میں نے
اپنا ہی رنج اختیار کیا ہے ان لوگوں کا اور تب میں علیہ السلام نے ابراہیم
علیہ السلام کا مرنا قبول کیا پھر اسکے تین دن کے بعد حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا انتقال ہوا بعد اسکے جب حضرت امام حسین علیہ السلام
حضور نبوی میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے بوسے
لیتے اور فرماتے اھلاً ومرحباً من فدیتہ بابنی کہا ہے سے فرمایا
اے حسین کہ تیرے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کیا اے محبان
اہلبیت دیکھو اور خیال کرو کہ فرط محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو تھی کہ آپ نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کو حضرت حسین
علیہ السلام پر فدا کیا واسطے بیحال اون ملعونوں کے جنہوں نے

اور ہمین شفقت جگر بتول و سرور سینہ رسول تو کبھی بھی آپ کے
ساتھ ہو کھاتا پیتا ہماہ بیان کر ان شہید کیا اور جو قسمت حضرت
صاحب کی روح اطہر کو کیا کچھ صدمہ ہوا ہوگا روایت بحار الانوار
مین ہے جناب حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہین کہ ایک دن نبی
صاحب بزرگوار کے حضور مین گیا ابی بن کعب حضرت کے پاس موجود تھے
آپ نے مجھے دیکھکر فرمایا مرحبا یا ابا عبد اللہ یا زین السموات
والارض مرحبا کہتین ای ابن کعب زینت آسمان اور زمین کا ابی نے
کہا یا رسول اللہ صلعم آپ کے سوا اور کسی سے بھی زینت اور آسمان
اور زمین کی ہوتی ہے آپ نے فرمایا اسے ابی قسم خدا کی حسین علیہ السلام
کی بزرگی آسمان مین دنیا سے زیادہ ہے اور نام انکا مین عرش
مین مصباح ہدی اور سفینہ نجات لکھا ہے روایت ہے
کہ جب حق سبحانہ تعالی نے بہشت کو پیدا کیا تو اوسکو خطاب کیا
کہ اے بہشت تو منزل میرے عشاق اور دوستون کی ہوگی اور مسکن
فقرا اور مساکین کی ہوگی بہشت نے بادل مغموم عرض کیا کہ خداوندا
اس حسن و خوبی کے ساتھ تو نے مجھ کو عدم سے وجود مین لایا
مگر مجھے فقرا اور مساکین کا مسکن بنایا ندا آئی ای بہشت کیا تو راضی
نہین ہے کہ حسن اور حسین سے تیرے ارکان کی زینت فرماؤنگا

اور اپنے عرش کے دونون گوشوارے اونکو بناونگا بہشت نے
عرض کیا کہ خداوندا اب مین راضی ہون اور کسی چیز کی تقاضی نہین
ہون سبحان اللہ اگر بہشت ہے تو آرایش اوسکی ارکان کی حسن
اور حسین علیہم السلام ہین اور اگر عرش کو رونق ہے تو انہین دونون
حسن اور حسین علیہم السلام سے اور اگر دل مومنان ہے تو روشنی اوسکی
محبت حسنین سے ہے **روایت** ہے کہ ایک روز حسن اور حسین علیہم السلام
دونون صاحبزادون نے کوئی کتاب لکھی اور حضور مین حضرت محمد
مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گئے اور کہا کہ نانا جان حضور ہم دونون
کے حرفون کو دیکھ کر فرما دیجئے کہ کسکا حرف بہتر ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دل مین خیال گذرا تا کہ اگر مین دونون مین سے
کسیکے حرف کو بہتر کہتا ہون تو البتہ ایک کو رنج پیدا ہوتا ہے یہ سمجھ کر
آپ نے فرمایا کہ جاؤ علی علیہ السلام سے پوچھو دونو صاحبزادگان خدمت
مین حضرت علی علیہ السلام کے آئے اور فرمایا بابا جان آپ دیکھئے کسکے
حرف بہتر ہین آپ نے بھی اوسی خیال سے کہ دو مین ایک کو رنج پیدا
ہوگا فرمایا کہ جاؤ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے پوچھو آپ لوگ
خدمت بابرکت مین حضرت خاتون قیامت رضی اللہ عنہا کے تشریف
لیگئے اور کہا کہ اماجان حضور دیکھئے ہم دونون کے حرفونکو کسکے

اچھے ہین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دل مین خیال کیا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام پر حوالہ کیا
اور باوا ہونون سے بہی حوالہ کیا اب مین کسپر حوالہ کرون اگر دو مین سے
ایک حرف کو اچھا کہتی ہون تو دو مین ایک کو ضرور رنج ہوگا یہ خیال
کرکے آپ نے تین موتیان نکالین اور کہا کہ مین ان تینون موتیونکو
لوٹاتی ہون تم دونون مین سے جو وہ پاوے اوسکا حرف اچھا
حسنین علیہ السلام اسبات پر راضی ہوگئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا نے موتیونکو لوٹایا اوسیوقت حکم خدا جبرئیل علیہ السلام کو ہوا
کہ جلد جاو اور ایک موتی کو دو ٹکڑے کردو کہ حسنین کسی
صاحبزادے کو رنج نہو کیونکہ ہمارے نزدیک دونو برابر ہین
فورا جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے جو موتی زمین پر
گرنے نپایا تہا کہ دو ٹکڑے کیا غرض ڈیڑہ موتی بڑے
صاحبزادے اور ڈیڑہ موتی چہوٹے صاحبزادے نے پایا جب
حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم دونو کے حرف بہتر ہین
ای عاشقان حسین علیہم السلام دیکہو تو رتبہ حسنین علیہم السلام کا کسقدر ہے کہ دیکہو
آپ دونوکو اللہ تعالی کو منظور تہی کہ موتی دو ٹکڑے کیا گیا وہ اور جاہل و
ظالمان جفا کار سے کہ حسنین علیہ السلام کی خاطر اللہ تعالی نے موتی دو ٹکڑے کیا

افسوس صد افسوس کہ ایسی حسین علیہ السلام کے سر کو ظالموں نے خنجر ظلم سے دو ٹکڑے کیا بیت مولیٰ پہ جبرئیل سے جس کے لئے تھے تشنہ وہ ذبح ہم آج ہے نیزے سر خنجر روایت ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ فضیلت میں میں زیادہ ہوں یا تم حضرت حسین علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپکو تو اللہ تعالیٰ نے سب سے افضل بنایا مگر میں فضیلت میں زیادہ ہوں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا کیونکہ حضرت امام حسین نے فرمایا کہ یہ تو فرما کہ ہمارا نانا خاتم رسل شافع روز محشر ہادی انس و جان باعث نزول قرآن پیغمبر آخر الزمان ایسے بیچارگان ہے آپ کا نانا ایسا کہاں ہمارا باپ علی شیر خدا صاحب لا فتیٰ خیبر شکن اژدر شگافتہ ہے آپ کا باپ ایسا کہاں ہماری ماں فاطمہ زہرا بنت رسول خاتون قیامت ہے آپ کی ماں ایسی کہاں ہمارا بھائی حسن مجتبیٰ سرور سینہ مصطفےٰ لخت جگر مرتضےٰ نور دیدہ فاطمہ زہرا ہے آپ کا بھائی ایسا کہاں ہمارا دادا امیر حمزہ صاحب لوا گردن کش اشقیا ہے آپکا دادا ایسا کہاں ہماری نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپ کی نانی ایسی کہاں سبحان اللہ کیا لازو نیاز تھا کہ حسین علیہ السلام فرمانے جانے سے

اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے کہ کیا فرط محبت تھی
اور کلمات معشوقانہ تھے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمان
غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معہ صحابہ کبار دعوت
فرمائی اور بڑی تعظیم و تکریم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اپنے مکان پر لیگئے اور مسجد سے مکان تک جتنے قدم حضرت
کے گنتی میں آئے اوتنے غلام آزاد کیے قصہ مختصر جب دعوت سے
فراغت ہوئی تو حضرت شیر خدا اصحاب لا فتےٰ علی مرتضیٰ اپنے
مکان پر تشریف لائے اور ذکر دعوت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا اور یہہ کہا کہ ہم نے تقاضائے
سے اپنی مجبور ہیں نہیں تو ہم بھی دعوت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی کرتے یہ بات سنکر حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یا علی
کچھ غم نہ کیا اور جاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ کل
آپ کی معہ صحابہ کبار بلکہ کل اہل مدینہ کی ہمارے یہاں دعوت
قبول فرمائیے قصہ کوتاہ حضرت علی علیہ السلام حضور میں حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کل آپ کی اور سب اہل مدینہ کی ہمارے یہاں دعوت ہے
قبول فرمائیے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی تمہارا

حال ہمہ خوب روشن ہے حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ آپکا فرمانا
سب صحیح ہے لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ فرماتی ہیں کہ مجھکو اعتراض مطلق
کا ہے الغرض حضرت بلال نے بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام
مدینہ میں منادی کی کہ کل اہل مدینہ کی دعوت حضرت علی علیہ السلام
کے یہاں ہے المختصر دوسرے روز کل اہل مدینہ مسجد نبوی میں جمع
ہوئے اور دوپہر ہو گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سامان دعوت تیار ہے یا نہیں
حضرت علی علیہ السلام حضور میں حضرت فاطمہ زہرا کی گئے اور فرمایا کہ لوگ
جمع ہوئے آپ نے فرمایا کہ جاؤ بے خوف و ہراس بلا لاؤ ادھر تو یہ فرمایا
اور ادھر سربسجود ہوئیں کہ ای پروردگار تیرے محبوب کی بیٹی نے
دعوت اہل مدینہ کی کی ہے سامان دعوت جلد غیب سے عنایت فرما اسی وقت
دریائے رحمت ایزدی جوش میں آیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو
حکم ہوا کہ ستر ہزار فرشتے ہمراہ لو اور نعمتہای جنت لیکر در دولت پر
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جلد حاضر ہو اللہ اللہ آپ ابھی
سجدہ میں تھیں کہ کل سامان دعوت معہ فروش زربفت وظروف ہای
طلائی موجود ہو القصہ کوتاہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ کل اہل
مدینہ تشریف لائے اور یہ سامان دیکھکر بہت لوگ حیران ہوئے آخرش

لوگون کے آگے ظروف طلائی مین کھانے جنسے اور حکم ہوا کہ جو لوگ
کھانا کھا دین وہ برتن ہمراہ لیجا دین بسبب طول کے احوال مفصل نہیں لکھا
یعنی ایک ظرف کی قیمت ہفت اقلیم کے بادشاہت بہر کافی تھی اسی مسلمانو
یہ جگہ نہایت خوشی کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت
فراغت پائی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ
اللہ تعالی بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے کہ سبب سے جتنے قدم
آپ کے دروازے تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گنتی مین
آئے اُتنے دوزخیونکو جنکو محض مایوسی ہے آزاد کیا اور دوسرے
روایت مین ہے کہ جتنے قدم آپکی گنتی مین آئے پیچھے ہر قدم
کے ایک دفعہ اور اوس دفعہ مین جتنی روئیں ہین سب سے اُتنے دوزخیونکو
دوزخ سے آزاد کیا اب وفور رحمت اور کرامت کو خیال کرنا چاہئے
کہ کتنی بڑی امید امت عاصی کو ہوتی مگر افسوس صد افسوس
کہ جسکی خاطر ایسے دوزخی آزاد کئے جاتین کہ نا امید مطلق تھے اور اسکی
فرزند لخت جگر کو اُمتان بے وفا تشنہ اور گرسنہ معہ اہل وعیال شہید کیا
اُسوقت کیا حال حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ہوا ہوگا شیخ معید علیہ الرحمہ
لائے ہین کہ جسوقت جبرئیل علیہ السلام واسطے تہنیت ولادت حضرت
امام حسین علیہ السلام کے آتے تھے اثناء راہ مین دیکھا کہ ایک فرشتہ

زمین پر پڑا ہوا زار زار روتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے اُس فرشتہ کو پہچانا کہ وہ ایک بڑے آسمان اور مقدم ستر ہزار فرشتہ کا تھا اور نام اُسکا فطرس ہے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے فطرس یہ تیرا کیا حال ہے اُس فرشتہ نے کہا کہ یا روح الامین حق جل شانہ تعالیٰ نے مجھکو ایک خدمت کا حکم فرمایا تھا تھوڑی غفلت واقع ہوئی برق غضب سے اگر پر و بال میرے جلا دیئے گئے روز مسند عزت پر بیٹھا تھا آج کے روز خاک ذلت پر ہوں اے جبرئیل علیہ السلام کہاں جاتے ہو جواب دیا کہ مبارکباد کے واسطے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے مبارکباد مولود حسین علیہ السلام کو جاتا ہوں فطرس نے کہا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر مجھکو ہمراہ لیکر چلتے شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت ہماری کر دیں اور پر و بال ہمارے ہو جاویں جبرئیل علیہ السلام اُس فرشتہ کو ہمراہ لیکر خدمت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئے اور بعد ادائے مبارکباد کے حال اُس فرشتہ کا عرض کیا اُسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام کنار عاطفت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے فطرس آؤ اور اپنا جسم حسین علیہ السلام کے ملو فطرس نے بموجب حکم کی تعمیل کیا فوراً پر و بال اُس کے بنکر درست ہو گئے بعدہ اپنی جگہ پر جا کر

عبادت مین مشغول ہوا بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کو جب
اوسپر اُس قصہ سے آگاہ ہوا تو کہا کہ یا الٰہی کیا بہتر ہوتا کہ اسوقت حیٖر
ہوتی تو مین بھی ساتھ رفیقان اپنے دشمنان حسین علیہ السلام سے
حرب کرتا خطاب آیا کہ اگر وہ بات نہین ہوتی تو اب معتکف ہو اندر حیٖر
کے ہوتا بعد اسکے وہین جا اور اوپر روضہ مقدسہ حضرت امام حسین
علیہ السلام کے خدمت کر اور صبح اور شام اوپر مصیبت امام مظلوم کے
رو یا کر اور ثواب رونے کا اپنے اُن لوگون کو بخش کہ جو لوگ
مصیبت امام حسین علیہ السلام مین روتے اور رلاتے ہین ما بیجو
درود وسلام نبیؐ پر آل نبیؐ پر اولاد علیؑ پر روایت ہے کہ ایک روز
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہین سفر مین تشریف لیجانیکو
مستعد تھے اور گھوڑا دروازہ پر معہ زین و لگام تیار تھا اور حسین
علیہ السلام اُن دنون بہت صغیر سن تھے آپ حضرت امام حسین علیہ السلام
کو گود مین لئے ہوئے باہر نکل آئے اور گھوڑے کے پاس کھڑے
ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام طرف گھوڑے کے ہمکے حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹا حسین کیا گھوڑے پر سوار ہونیکو جی چاہتا ہے
فوراً حکم گھوڑے کو ہوا کہ جلد چارون زانو سے آگے حسین علیہ السلام
کے بیٹھ جا گھوڑا فوراً چارون زانو سے آگے حسین علیہ السلام کے

بیٹھ کر کیا اب غور و انصاف کا مقام ہے کہ جسکی خاطر اللہ پاک کو اسقدر
منظور ہو اور اُسکی سر کو ظالمون نے ساتھ انواع ظلم کے تن سے جدا کیا
کیسا غصہ پروردگار عالم کو ہوا ہوگا اور کیسا بدلا اُن ظالمون سے قیامت
مین لیا جاویگا روایت ہے کہ ایک شخص تھے خوشخو خوشرو دوستون سے
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام اُنکا دحیہ کلبی تھا جب وہ حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پاس آتے تو آپ اُنکی بڑی خاطر اور توقیر فرماتے
اور جو دحیہ کلبی آتے تو کبھی خالی ہاتھ نہ آتے حضرت امام حسین علیہ السلام
علیہ السلام کیواسطے کچھ ساتھ لاتے اور دونون شاہزادے بھی
اُن سے مانوس تھے جب وہ آتے تو آپ لوگ بے تکلف اُنکی
گود مین جا بیٹھتے اور گریبان اور آستین کو اُنکے ٹٹولنے لگتے اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام بھی کبھی بصورت دحیہ کلبی کے حضور مین حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حاضر ہوا کرتے تھے غرض ایک دن
جبرئیل علیہ السلام بصورت دحیہ کلبی کے تشریف لائے اور اُسوقت دونون
شاہزادے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گود مین تھے جبرئیل
علیہ السلام کو بصورت دحیہ کلبی کے دیکھکر گود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے اُٹھکر گستاخانہ جبرئیل علیہ السلام کی گود مین جا بیٹھے
اور آستین اور گریبان مین اُنکے ہاتھ دینے لگے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

نے چاہا کہ شاہزادونکو گود سے اٹھا دین جبرئیل علیہ السلام نے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ خاموش رہین مجھکو کچھ نہ کہین حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فرمایا اخی جبرئیل کیونکر نہ کچھ کہون کسطرح چپ رہون یہ لوگ
تمہاری قدر اور حرمت جانتی ہین تمکو جیسا کبھی سمجھکر گستاخی کر
ساتھ پیش آتے ہین کبھی گریبان اور کبھی تمہاری ڈاڑھی پر ہاتھ
لاتے ہین جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ انکو انکی اسی
گستاخی پر اسقدر ملال ہوتا ہے آپکا یہ حال ہوتا ہے حضرت اکثر
اتفاق ہوا ہے کہ انکی والدہ ماجدہ خاتون کبری حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ تعالی عنہا نماز تہجد پڑھکر سو گئی ہین شاہزادون سے
غافل ہو گئی ہین اور اگر ان دونون پیارون کو اسوقت گہوارہ مین
بیداری ہوتی رونیکی تیاری ہوتی ہے تو اسوقت مجھے فرمان باری
ہوا ہے کہ ہان جبرئیل دیکھو جلد جاؤ اور حسنین علیہم السلام کا
گہوارہ ہلاؤ اگر یہ لوگ روئینگے تو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
کی نیند کی مخل ہوینگے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مینے اکثر
راتون کو گہوارے انکے جھولائے ہین اگر یہ لوگ میری گود مین
بیٹھے اور ہاتھ جیب اور گریبان مین ڈالین تو اسمین کیا ہوا اگر مین
اسمین حیران ہون سر بہ گریبان ہون کہ میری آستین اور گریبان مین

یہ لوگ کیا تلاش کرتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ یا اخی جبرئیل تم اسوقت بصورت دحیہ کلبی کے آئے ہو اور جب دحیہ کلبی
یہان آتے ہین تو لڑکون کے واسطے کچھ میوہ کوئی سوغات لاتے ہین
لوگ تمھارے کپڑون مین وہی سوغات ڈھونڈھتے ہین جبرئیل علیہ السلام
نے عرض کیا اچھا مین بہشت مین جاتا ہون اور پروردگار عالم سے
عرض کرکے ابھی بہشتی میوہ لاتا ہون غرض جبرئیل علیہ السلام نے ایک
خوشہ انگور کا اور انار بہشت سے لاکے حسنین علیہم السلام کو دیا اتنے مین
ایک سائل آیا اور حرف سوال زبان پر لایا کہ ای اہلبیت نبوت مجھپر کرم
کیجئے بندہ مجھے کچھ دیجئے خصوصاً انگور کہ مدت سے مجھے اسکا شوق تھا
مین از بس ذوق سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ
اُس سائل کو خوشہ انگور مین سے کچھ دین اُسپر ایثار کرین جبرئیل علیہ السلام
نے روکا کہ یہہ شیطان بدانجام ہے اسپر میوہ بہشتی حرام ہے
غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ انگور اور دانہ انار کو تھوڑا
تھوڑا شاہزادون کے منھہ مین دیتے تھے اور بڑے پیار اور
محبت سے اُنکے رخسارون کو چومتے تھے جبرئیل علیہ السلام
نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حسنین علیہم السلام کو بہت
پیار فرماتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ کیون نہین

اولادنا و اکبادنا میرے اولاد میرے جگر ہین پھر جبرئیل علیہ السلام
نے فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن اشقیا امت یہ
دونون باغ اور چشم چراغ کو شربت شہادت پلا دینگے اس صورت
زیبا کو انکے خاک وخون مین ملا دینگے ایک کو زہر ہلاہل پلاکر اور دوسرے کو
خاک کربلا پر لاکر ساتھ انواع ظلم اور مصیبت کے شہید کرینگے اور مصیبت
انکی باعث نجات اور شفاعت کی ہوگی شعر بروز حشر یہ بینی بدست پیغمبر
کلید گنج شفاعت بخون پاک حسین + حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ بات سنکر بہت اندوہگین ہوئے اور آنکھین ڈبڈبا آئین نہایت
غمگین ہوئے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
اسوقت ایک انار اور ایک سیب اور ایک بہی بہشت سے لیکر شاہزادونکو
دیے صاحبزادے بہت خوش ہوے آپ نے فرمایا گھر لیجاو ماں
باپ کے ساتھ ملکر کھاو مگر سب نہ کھا لینا تھوڑا تھوڑا تینون مین
سے رہنے دینا صاحبزادے اُن میوون کو گھر لیگئے معمول تھا
کہ ہر روز اُنمین سے گھر کے سب لوگ کھاتے تھے مگر تینون میوے
دوسرے دن مسلم اور درست ہو جاتے تھے جب حضرت سیدہ نے
قضا فرمایا انار گم ہوگیا پھر جب شیر خدا نے شہادت پائی بہی کا پتہ نہ ملا
مگر سیب حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس ہمیشہ رہتا تھا کربلا مین وقت

پیاس کے جب نوبت اُسکے سونگھنے کی آتی تو تشنگی فرو ہو جاتی جسنے
شہادت پائی وہ سیب بھی غائب ہو گیا مگر اب تک بھی اے عاشقان
و محبان حسین علیہ السلام جو روضۂ انور پر اُنکی زیارت سراپا فیض برکت
کو جاتی ہین وہی مہک سیب بہشتی کی پاتے ہین اے محبان اہلبیت
نبوی دیکھو اور خیال کرو کہ جن حسین علیہ السلام کے واسطے جبرئیل
علیہ السلام بہشت سے میوہ لاتے اور رونا اُنکا گوارا نکیا افسوس
صد افسوس کہ اُسی حسین علیہ السلام کو ظالمان خدا ناترس نے
تین روز تک بے آب و دانا رکھا کیا اور مع اُسکے معہ خویش
و اقارب و رفیقان دلبند کو اُسکے انواع انواع ستم کے ساتھ
خنجر ظلم سے شہید کیا روایت ہے کہ جسوقت حشر مین انصاف
گنہگاران اور نیک کاران کا ہوگا اور بہشتی بہشت مین اور دوزخی
دوزخ مین داخل ہونگے تو اُسوقت تک دوزخ یہی کہیگی کہ [illegible]
ہنوز پیٹ ہمارا نہین بھرا اُسوقت اللہ تعالی حضرت جبرئیل علیہ السلام
کو حکم دیگا کہ عرش کے گوشہ مین شیشیان رکھی ہین اُنمین سے
ایک شیشی اُٹھا لاؤ اور عرق اُسکا دوزخ مین ڈالو جبرئیل علیہ السلام
ویسا ہی کرینگے ہنوز دو تین قطرہ دوزخ مین نہین پڑے ہونگے
کہ دوزخ فریاد لائیگی کہ یا رب العالمین اگر ایک قطرہ اور پڑا تو بالکل

آگ دوزخ کی سرد ہو جائیگی اُسوقت اللہ تعالی فرمائیگا کہ ای جبرئیل بس کرو تب جبرئیل علیہ السلام عرض کرینگے کہ خداوندا اس شیشہ مین کیا چیز ہے کہ جس سے دوزخ پناہ مانگتی ہے تو اللہ تعالی فرمائیگا کہ یہ اشک چشم محبان اہلبیت ہے یعنی جو شخص دیدہ دل سے محبت اہلبیت مین روتا ہے اُسکے آنسوون کو مین خود اُٹھا رکھتا ہون ای مومنین دیکھو تو کیا درجہ محبان اہلبیت کا ہے کہ ایک قطرہ آنسو جو شخص محبت اہلبیت بنوت مین گرادے تو اُسکی اوپر آگ دوزخ حرام ہوجائے ۔ بھیجو تو درود و سلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر ۔ در ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام اور یہ بزم ذکر شہنشاہ کربلا + عطر گل حدیقہ ایمان کو بو بسا + اور ایمان کہ فضل خدا دستگیر ہے + حاضر ہو سر کے آنکھون سے با صدق با صفا اور یہان سعادت کونین ہے یہان + اور یہان کہ فیض ہے اور عز و علا + یہ بزم وہ ہی جسکے لئے قدسیان عرش + سرگرم اہتمام ہین از صبح تا مسا + یہ بزم وہ ہے رحمت حق ہے جہان نثار + جلوہ کنان ہے نور خداوند دوسرا + باندھے صفین کھڑے ہین دو رویہ جہان ملک + ملتی نہین ہر ایک کو یہان بیٹھنے کی جا + دیران کارگاہ علم نیرنگی و سینہ چاکان اسرار شہادت خفی و جلی نے اس معرکہ جانکاہ کو قبل

ازظہور آدم کہ ہنگام تزئین عرش معظم کے ہویدا کیا اور منظور یہ ہوا کہ تکمیل
اس کرامت کو اس یکتا سے زمانہ کا سراپا افتخار جسکا نام ساق عرش
پر ہمارے نام نامی کے ذیل میں مندرج ہے بہ سرخی پر ثبت
کیا وہ اٹھارہ ہزار عالم اور خلقت خلاصہ بنی آدم کے کھلیگا اور پھر اس
اہتمام و انتظام کا اس محبوب الٰہی شمع حریم کبریائی کو ملیگا ابھی تک
محل لاہوت سے نہ عالم ناسوت و ملکوت چنانچہ جب روح اطہر
جناب ختم رسل میں پیدا ہوئی اور ظہور سب خلقت کا ہوا تو اس وقت ملائکہ
مقربین کو حکم ہوا کہ عالم جبروت میں میرے حبیب پاک کی زیارت
کرو اور معاملات کو بطور اخبار آئندہ حضور میں اس سرور انبیا کی مجملا
عرض کرو مگر اخفای خفی اور جلاے جلی ملحوظ خاطر ہے اور تابع اس
حکم میں صرف اوقات سر بسر ہے چنانچہ تا وقت ظہور جناب خاتم رسالت
محبوب رب المشرقین صاحب اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا یہ راز کہ جسکے
سمجھنے سے جگر اور جگر بنا مدشق ہوتا ہے پوشیدہ اور مستتر رہا اور اسکا
کسی طرح پر ظاہر نہ ہوا جبکہ تکمیل رسالت اور نزول وحی کی شوکت
اور جلالت ہوئی اور حضرت حسین قرۃ العین نبی آخر الزمان شافع
گناہ امتان جگر گوشہ طٰہٰ و یٰسین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بطن مقدس
حضرت سیدۃ النسا شفیع گناہ ما و شما حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا با ہزاران ناز

زیب و زینت و شوکت و جلالت و حشمت و مرافقت رونق افروز ہوگی
اُسوقت حقتعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو حضور نبوی مین
بھیجا کہ میرے حبیب کو تولد فرزند ارجمند کی مبارکباد دو اور اُسکی ساتھ
حسین علیہ السّلام کی تعزیت بھی کرو حضرت جبرئیل علیہ السّلام آئی
اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُسوقت حضرت امام حسین علیہ السّلام
کو آغوش مین لئے تھے اور حلقوم تا زمین کو بوسہ دے رہے تھے
جبرئیل علیہ السّلام نے پہلے حقتعالی کیطرف سے مبارکباد دی بعدہٗ
تعزیت شروع کی حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے اخی
جبرئیل مبارکباد کا سبب تو معلوم ہے مگر یہ تعزیت کا کیا سبب ہے
کو سنا موقع ہے عرض کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس
شاہزادے کے حلقوم پر جس جگہ حضور بار بار بوسے دے رہے ہین بعد
وفات آپکے اور اسکے ماںکی اور بعد شہید ہوجانے اسکے باپ اور بھائی
کے اشقیای اُمت خنجر آبدار چلاتنگے اور خیمہ اہلبیت نبوت کو آتش
جور و جفا سے جلا تنگے اور کچھ واقع کربلا حضور مین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے عرض کیا آپ سُنکر بہت روئے اور حضرت علی علیہ السّلام بھی
یہ حال سُنکر رونے لگے اور روتے ہوئے حجرہ مین حضرت فاطمہ زہرا کے
کے تشریف لے گئے حضرت سیدہ نے فرمایا خیر تو ہے آج دل غمگین کیا ہے

نہ غم کا مجھے بڑا تعجب ہے کہ اسوقت رونیکا کیا سبب ہے شیر خدا نے
فرمایا کہ غم حسین علیہ السلام میں روتا ہون اسوقت حقتعالے کیطرف
سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مبارکبادی ولادت
حسین علیہ السلام کی آئی ہے اور بعد مبارکبادی کے فوراً جبرئیل
علیہ السلام نے خبر شہادت حسین علیہ السلام کی سُنائی ہے حضرت
سیّدہ یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی زار زار رونے لگین اور یون
فرمانے لگین کہ بابا جان میری جان آپ پر قربان میرے حسینؑ نے
کیا خطا کی ہے کہ یہ رحمان امت اسکو تشنہ بے آب و دانہ کربلا مین
شہید کرینگے اور خوشادی عید کرینگے آپ نے فرمایا ای فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا یہ واقعہ ابھی نہ ہوگا بلکہ اُسوقت ہوگا کہ نہ تو مین
ہونگا نہ تم اور نہ علی اور نہ حسن علیہ السلام حضرت سیّدہ نے دوسری بار
ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر فرمایا کہ اے مظلوم مادر وای
شہید مادر وای بیکس مادر جب اُس زمانہ مین نانا ماں باپ
بھائی تیرے کوئی نہ رہینگے تو تیری مصیبت پر کون رویگا کاشکہ
مین زندہ رہتی نہ مرتی تو اقامت مراسم مصیبت کی تیری بوجہ احسن
کرتی ہاتف غیبی سے آواز دی کہ شرائط تعزیت کی اُسکے مصیبت زدہ گان
امت قیامت تک بجالائینگے سیلاب خون دیدہ غم سے بہاکر نعرہ

عرش تک پہنچا سنینگے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ام الفضل
بنت حارث رضی اللہ عنہا حضور میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئین
اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو آپکی گود میں بٹھا دیا اور حضرت کیطرف سے
رخ پھیر کر دوسری جانب کچھ دیکھنے لگیں بعدہ کہنے لگیں کہ ابھی تو میری
آنکھ پھری پھر جو میری نظر آپ پر پڑی تو کیا دیکھتی ہوں کہ دونوں
آنکھوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر آنسو بہہ رہے ہیں
یہ دیکھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضور کیوں روتے ہیں حضرت نے فرمایا
کہ ہمارے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ عنقریب
امت بے وفا اس بیٹے کو شہید کریگی میں نے متعجب ہوکر عرض
کیا کہ حضور اس شاہزادے کو فرمایا ہاں اور دی مجھے جبرئیل
علیہ السلام نے مٹی سرخ اسکے مقتل کی اور ایک روایت میں یوں
ہے کہ یہ واقعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے چار مہینہ کے
سن میں ہوا تھا ام الفضل کہتی ہیں کہ اسوقت شاہزادے کو منھ کی
رال بہی اور ایک قطرہ اسکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جامہ پہ
پڑا اور آپ منھ اپنا صاحبزادے کے حلق پہ ملتے تھے اور متواتر
بوسے لیتے تھے تھوڑی دیر کے بعد میں نے چاہا کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام کو آغوش ناز سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اُٹھا لیا صاحبزادے نے رو دیا آپ نے فرمایا کہ ای اُمّ الفضل
اَھلًا وَسَھلًا یعنی آہستہ اور دھیرے ہاتھ سے اسکو لیا کرو
اسے تکلیف نہ دیا کرو اسواسطے کہ یہ رنج جو میرے جگر گوشہ کو
پہنچا کسی چیز سے دفع ہوگا اور یہ صدمہ جو اُسکے قلب کو پہنچا
کونسی شئے سے رفع ہوگا اتنے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام
آئے اور یہ پیغام باری لائے کہ ای حبیب میرے ذرا سی
رونے پر حسین علیہ السلام کے آپکو اسقدر درد وملال ہوتا ہو
دل نازنین آپکا بیحال ہوتا ہے جسدم حلق تشنہ پر انکی خنجر آبدار
چلاوینگے اور تن نازنین کو انکے اُنھین کے خون مین نہلاوینگے
اور انکے سر کو تن سے دور کرینگے جسم نازک کو انکے گھوڑونکی
ٹاپ سے چکنا چور کرینگے اُسدم آپکا کیا حال ہوگا کسقدر ملال ہوگا
یہ حال سنکر نہایت غمگین اور ازبس اندوہگین ہوے حدیث
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فرشتہ جو مینہ پر موکل ہے
حق تعالی سے اجازت لیکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
آیا اُسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کے گھر مین تھے پس آپنے فرمایا کہ اُمّ سلمہ دروازے سے
خبردار ہو کوئی آنے نپاوے پھر اسی اثنا مین کہ وہ دروازہ بند

تھیں کہ یکایک حضرت امام حسین علیہ السلام آکر یہ زور اندر چلے گئے
اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک پر کودنے لگے
اور چھونے لگے تب اُس فرشتہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ حسین علیہ السلام کو پیار کرتے ہیں فرمایا
ہاں فرشتہ نے کہا کہ آپ کی اُمت بے وفا تھوڑے دنوں میں
انکو شہید کریگی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ جہاں یہ شہید
ہونگے دکھا دوں پس اُس فرشتہ نے ہاتھ اپنا بڑھایا اور حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹی سُرخ دکھلائی پھر اُس مٹی کو حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا نے لیکر اپنی کپڑے میں پوٹلی باندھ کر رکھی روایت
ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت امام حسن اور
حضرت امام حسین علیہم السلام میرے گھر میں کھیلتے تھے کہ اتنے میں حضرت
جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم آپ کی امت اس بیٹے حسین کو بعد آپکے شہید کریگی اور دی
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپکو تھوڑی مٹی سرخ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سونگھا اور فرمایا کہ اسمیں رنج اور بلا کی بو
آتی ہے پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہوجاوے
تو جانیو کہ میرا بیٹا شہید ہوا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے

اور بی بی کو شیشہ مین بند کر کہا جب نور عین حضرت امام حسین علیہ السلام
سفر عراق کو گئے تو مین ہر روز اس شیشہ کو کھولکر دیکھا کرتی تھی
اور روز زار زار رویا کرتی تھی دسوین تاریخ محرم کو دوپہر تک وہ مٹی برقرار
تھی دوپہر ڈھلے جب پھر دیکھا تو موافق فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم کے وہ مٹی خون ہو گئی تھی اور شیشہ مین خون تازہ بھر اٹھا
مین بیتاب ہو کر زار زار رونے لگی جی جان کھو بیٹھی مگر اپنے کو
سنبھالا کہ دشمنان دین شماتت نکرین روایت
کی ابو نعیم نے اصبغ سے کہا کہ ہم آئے تھے کربلا مین حضرت
مرتضی علی علیہ السلام کے ساتھ قبرگاہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام
کے پس فرمایا حضرت مرتضی علیہ السلام نے کہ یہ شہیدون کے
اونٹ بندھنے کا مقام ہے اور یہ کجاوہ رکھنے کی جگہہ ہے اور
یہ انکی خون بہنے کا مقام ہے کتنے جوانان اہلبیت حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس میدان مین شہید ہونگے
حسین پیارا میرا یہان شہید ہوگا کہ جسکے غم مین فلک تک بھی خون
روئیگا + بہین عزیزون کا میرے بہیگا خون یارو + ہین یہ ظلم سیاہ
نزدیک ہوئیگا + روایت ہے کہ جب سن حضرت امام حسین علیہ السلام
کا چار برس کا ہوا تو ایک روز آغوش نازنین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے کہ بیٹھے تھے کہ ناگہان حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار حضرت امام حسین علیہ السلام کے منہ اور
آنکھ اور حلق کے بوسے لیتے تھے اور سر کو انکے اپنے سینے
اور سینے سے لگاتے تھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لخت جگر بتول کو آپ اتنا پیار کرتے ہیں
اور اسقدر دولار فرماتے ہیں فرمایا البتہ اَولادُنا اَکبادُنا اور
اسوقت گلوے مبارک میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک
تعویذ تاگے سے بندھا تھا اور اسکا گردن نازنین میں ایک
خط کے پڑگیا تھا بسبب لطافت جسم کے وہ تاگا گڑ گیا تھا جبرئیل
علیہ السلام بار بار اس خط کی طرف نظر فرماتے تھے اور سر ہلاتے تھے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بھائی جبرئیل علیہ السلام تم
بار بار کیون اس خط کی طرف نظر فرماتے ہو اور سر ہلاتے ہو جبرئیل
علیہ السلام نے روکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سمجھا ہون ایکدن کربلا میں اسی خط کی جگہ انکے گردن پر خنجر چلیگا
جس سے دل ساری ملاء اعلی کا جلیگا روایت ہے کہ ایکدن
جناب احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کی گھر تشریف لائے ناگاہ حضرت امام حسین علیہ السلام

کے رونیکی آواز گوش مبارک مین آئی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سبب دریافت کر کے فرمایا کہ ای فاطمہ کیا تم نہین جانتی ہو کہ حسین
علیہ السلام کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے دوستو مقام
غور ہے کہ ذرا سا رونے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے دل کو
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنا صدمہ ہوا وا سے بدخصال اشقیا کے
کہ اُسے امام تشنہ کام کو بھوکا اور پیاسا میدان کربلا مین رکھا اور
پشت زین سے فرش زمین پر لٹا کر اُس گلوے تشنہ پر جو بوسہ گاہ
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا خنجر ظلم چلا دیا اور خون اُسکا میدان
کربلا مین زمین پر بہا دیا اس ایذا رسانی سے روح پاک صاحب لولاک
پر کیا صدمہ گذرا ہوگا بھیجو درود وسلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر
روایت راحت القلوب مین حضرت نظام الدین اولیا زری زر بخش
رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ ایک وقت حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم مجمع مین یارونکی رونق افروز تھے کہ اتنے مین امیر معاویہ
یزید لعین کو کاندھے پر سوار کئے آئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ دوزخی بہشتی کے کاندھے پر چڑھا ہے
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے سُنا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر معاویہ کی بیٹے کو آپ دوزخی کہاں ہو فرماتی

ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام یہ
ہے کہ حسن اور حسین علیہم السلام میرے نور عینون کو مارینگا اور ساری
اولاد کو ہمارے شربت شہادت پلاویگا جب امیر المومنین حضرت علی علیہ
السلام نے یہ بات سُنی از غصہ سے سر کو دھنا اور قصد کیا کہ اپنے
بیٹے دونون کو مار ڈالین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا
اور فرمایا کہ یا علی علیہ السلام تقدیر الٰہی اسیطرح ہے مجکو تمکو مخالفت
تقدیر کی نہ چاہیے حضرت علی علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس روز ہونگے آنحضرت نے فرمایا کہ نہین
پھر پوچھا کہ مین رہونگا آپ نے فرمایا کہ نہین پھر پوچھا کہ حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا ہونگی آپ نے فرمایا کہ نہین تب علی
علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعزیت
ان بیکسون کی کون کریگا یہ کہکر دونون شاہزادون کو گود مین اٹھا لیا
اور بعد پیار کے فرمایا کہ ای غریبان وطن مین نہین جانتا ہون کہ حال تمہارا
میدان کربلا مین اسدن کیا ہوگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے نعرہ مارا اور جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ جب ہم لوگون مین
سے کوئی نہین رہینگے تو تعزیت انکی کون کریگا جبرئیل علیہ السلام نے
کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعزیت انکی ابتدا ان کی

اور امتان و وفادار اور فرزندان اور متابعان انکی کرینگی اسدن آپ ہوونے
بچون کو دودہ نہ پلا دینگے اور ہر سال مثل ماتم کے ہونگا روایت
ہے کہ ایک روز حضرت زینب رضی اللہ عنہا صحن مکان مین اپنے
تلاوت کلام اللہ مین مصروف تھین کہ ردائے مبارک انکی کسیقدر ایک
طرف سے اتر گئے کہ بازوے مبارک کھل گیا اور حضرت زینب
رضی اللہ عنہا کو بوجہ محویت تلاوت کے کچھ خیال نہ ہوا اور یکایک نور
آفتاب زائل ہو گیا یہانتک کہ تارے نظر آنے لگے یہ سانحہ دیکھکر
لوگون کو نہایت تعجب گذرا بلکہ یہ گمان ہوا کہ شاید قیامت آگئی اور
سب لوگ تعجب مین تھے کہ یہ کیا بات ہے جب حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے دیکھا کہ کوئی وجہ تاریکی کی معلوم نہین ہوتی نہ تو ابر ہے
نہ طوفان ہے یہ سمجھکر حضرت علی علیہ السلام کو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ یا علی جاؤ اور اپنے گھر کی خبر لو تب حضرت علی علیہ السلام
اندر مکان کے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا
تلاوت کلام اللہ مین محو ہین اور ردائے مبارک بازو سے گر گئی ہے آپ نے
ردائے مبارک کو اٹھا دیا اسیوقت آفتاب نکل آیا اے گدایان
توجہ احمدی و فدایان آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھو اور خیال کرو
کہ اللہ تعالی کو کیسی عصمت و عفت آل اطہار کی منظور تھی کہ یہ بھی گوارا

نہ تھا کہ آسمان تک جسم مطہر آل اطہر کو دیکھے نظم

لکھا ہے راوی نے اک دن کہ حضرت زینب — بہن حسین کی بنت شہ امیر عرب

مکان میں کر رہی تھیں اپنے تلاوت قرآن — گری جو چادر پر نور سر سے انکی وہاں

ہوئی نہ آپ کو مطلق خبر عبادت میں — نہ آیا فرق سر مو ذرا تلاوت میں

چھپا زمین کی پردہ میں آفتاب یقین — نظر نہ آیا کسیکو شعاع مہر مبین

جہان میں ہو گیا اندھیر کہ سیاہ — دکھائی دینے لگے آسمان پہ تارے سبھی

ہوئی ہر ایک کو حیرت تو آ کے پیش نبی — سبھوں نے ساری وہ روداد مصطفی سے کہی

رسول حق نے سمجھ کر یہ سب علی سے کہا — کہ اپنی گھر کے خبر جا کے لیجیے تو ذرا

ابو تراب گئے گھر تو جا کے یہ دیکھا — کھلا تلاوت قرآن میں سر زینب کا

ردا اٹھا کے ڈھکے جبکہ حیدر کرار — وہیں طلوع ہوا آفتاب بھی ایک بار

مقام غور ہے اے مومنو ہاں خیر ذرا — کہ جس رسول کی عترت کو حق یہ دے رتبہ

اسی نبی کے نواسے کو یوں شہید کیا — نہ ایک بوند بھی پانی ستمگروں نے دیا

کہوں میں کیا اسی زینب پہ جو کہ ظلم ہوا — برہنہ سر اسے تا شام لے گئے اعدا

واے بر حال ظالمان خدا ناترس و کافران علیہ ما یستحقہ و لعنۃ کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو معہ تابعداران انکے بھوکا پیاسا شہید کیا اور پھر وہی اہلبیت نبوت کہ جنکی عفت و عصمت کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ساتھ انواع ظلم اور ایذا کے قید کرکے شام تک لے گئے

اوسگمراہ مطلق ہوکر مستحق لعنت ابدی کے ہوئے جیساکہ اللہ تعالیٰ
سورہ اعراف مین فرماتا ہے فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ
الضَّلَالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَ
يَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ کو ثابت
ہوئی انکی گمراہی تحقیق انھون نے پکڑا شیطانون کو دوست سوا
خدا کے اور گمان کرتے ہین وہ کہ راہ پانے والے ہین اب
اس آیہ سے صاف اشارہ پایا جاتا ہے کہ کلمہ ہدایت طرف شہدا
کربلا اور متابعان انکی ثابت ہوا اور ہونا گمراہ اور دوست پکڑنا شیطانکو
طرف ظالمان کربلا واقع ہوا روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے
نکاح حضرت سیدہ معصومہ کا حضرت علی علیہ السلام سے عرش پر باندھا
تو حضرت جبرئیل علیہ السلام مبارکبادی کو آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا کا عقد ساتھ علی علیہ السلام کے عرش پر باندھا آپ بھی رسم نکاح
ادا فرمائین تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو
فرمایا کہ اصحابون کو بلا تو چنانچہ جب صحابی لوگ جمع ہوئے اور حضرت
واسطے ایجاب و قبول کے اندر تشریف لیے گئے تب حضرت سیدہ
نے عرض کیا کہ بابا جان سب بیٹیون کی دنیا مین جواہرات اور درہم اور

دینا مہر مقرر ہوتے ہین اگر میرا بھی یہی مقرر پایا تو مجھ مین اوروں مین
کیا فرق باقی رہا آپ نے فرمایا کہ ای جان پدر فاطمہ کیا چاہتی ہو
عرض کیا کہ بابا جان مجکو یہ تمنا ہے کہ میرا مہر شفاعت گنہگاران امت
قرار پاوے یہ سنتے ہی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آبدیدہ ہوگئے
اور نہایت تضرع اور زاری سے جناب احدیت مین عرض کرنیلگے کہ تھوڑی دیر گذری
پہر سے کچھ سنا تونے کہ فاطمہ تجھسے کیا چاہتی ہے بس اسیوقت
حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حق تعالے بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے کہ ہمنے دعا انکی
فاطمہ کی قبول کی اور ایک ٹکڑا حریر سفید لکھا کہ اسمین دو سطرین بخط نور
بطور تعویذ نامہ کے لکھی ہوئی تھین حضرت سیدہ معصومہ کے ہاتھ مین
دی حضرت سیدہ نے اس ٹکڑے کو آنکھون سے لگایا اور بطور
تعویذ کے اپنے بازو پر باندھا اور ہر روز اپنے بازو سے کھولکر
دیکھتی تھین اور خوش ہوتی تھین اور وصیت فرمائی کہ بعد وفات میرے
قبر مین سرہانے رکھدینا جسوقت قیامت کے دن مجمع اولین وآخرین
کا ہوگا اور تمامی عاصیان امت حاضر ہونگے تو اس پارہ حریر کو حضور
احدیت مین پیش کرونگی اور کہونگی کہ ای پروردگار اپنا وعدہ پورا کر
یعنی میرا دین مہر جو تونے مقرر کیا ہے یعنی میرے باپ کی تمامی امت

عاصی کو بخشدے حکم ہوگا کہ اے فاطمہ میں بخشا دین مہر ادا کر دیا
او بخشا ہے باپ کی شفاعت منظور کر کے امت عاصی کو بخشا

فلک سے پر خدا نے عیش و طرب — علی سے پڑھا عقد زہرا کا جب
سنی تب یہ روح الامین نے ندا — فلک سے زمین پر نبی پاس جا
وہاں جا کے بعد از درود و سلام — محمد کو دینا ہمارا پیام
صبا تیرا ہے یہ مژدہ خوش بیان — علی سے ہوا عقد زہرا یہان
یہ فرمان سنتے ہی روح الامین — فلک سے گئے جلد سوی زمین
پیغمبر کو دی یہ خوشی کی خبر — نہایت ہوے شاد خیر البشر
تھا اسلام نے تب جو خادم بلال — کہا اس سے حضرت نے با خوش خصال
بلا کر صحابہ کو یہان جلد لا — بجز اللہ آئے سب با وفا
گئے نزد زہرا جناب رسول — کہا عقد حیدر سے کیجے قبول
ہوتی ہے یہ تجویز رب انام — خدا کی خوشی چاہئے لا کلام
مجھے سے تب فاطمہ نے کہا — ہوے آپ پر سے یہ بیٹی فدا
یہ دستور ہے عقد ہوتا ہے جب — کرے زوج سے مہر زوجہ طلب
موافق سبھوں کی اگر ہوگا مہر — تو بیبی کے حق میں نہایت ہے قہر
کہوں دل کی حسرت کو حضرت سے صاف — مہر ہو مرا ان سبھوں کی خلاف
کہا تب نبی نے کہ اے فاطمہ — کہو مجھ سے تم کو منظور کیا

یہ بولی وہ بنت رسول کریم ۔ عوض میں مہر کے کریم الشیم
مری باپ کی امت ہے پر گناہ ۔ بروز جزا بخش دیوے اِلہٰ
یہ سنکر بہت روۓ شاہ ہدیٰ ۔ یہ زاری خدا سے یہ تہا عرض کی
خدا کیطرف سے یہ آیا پیام ۔ محمدؐ کو بعد از درود و سلام
کیا عرض حضرت کو ہمنے قبول ۔ ہوں آپ دل میں نہایت ملول

چنانچہ روایت ہے کہ ایک شب جناب رسول کائنات فخر موجودات حضرت محمدؐ مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بظاہر خواب استراحت میں آ گئے کہ نماز تہجد قضا ہو گئی اور اسی وقت خطاب الہٰی پہنچا

ای محمدؐ خواب تو زیبنده نیست ۔ ہر کہ در خدمت نہ باشد بنده نیست
من فرستادم ترا از بہر آن ۔ تا شوی پشت پناه امتان
گر تو پروا نی بخواب نیم شب ۔ کردم اینک امتانت را غضب

یہ خطاب باعتاب سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گریان با دل بریان امتی امتی کرتے ہوۓ صحرا میں جا کر ایک غار تیرہ و تار میں سر بسجدہ ہوۓ اور یوں فرماتے تھے من نہ بردارم سر خود از زمین ۔ تا بروز حشر باشم اینچنین ۔ غرض یہ فرماتے اور سیل اشک انکھوں سے متصل بہاتے تھے قصہ کوتاہ جب صحابیوں اور یاروں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگہ پر اپنے نہ پایا تو

حیران و پریشان جستجو مین حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پھرنے لگی
آخر اُس غار تک پہنچے اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اُٹھین دیکھکر
عذر و معذرت سب لوگون نے کی مگر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
کو منظور و قبول نہ ہوا تب اُن لوگون نے حضرت سیدہ خاتون قیامت
رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی جناب سیدہ معصومہ اُس غار تیرہ و تاریک
مین تشریف لائین اور فرمانے لگین کہ بابا جان سر کو اُٹھائی اور
امت عاصی کا آپ کچھ غم نہ فرمائین کل قیامت کے دن آپکی امت
کے اعمال میزان مین اپنے حسن کے پیراہن زہر آلودہ سے تولونگی
اگر وہ کمی کریگا تو حسین علیہ السلام کی دامن آغشتہ بخون سے کہ جسکا
ایک قطرہ واسطے شفاعت امت کے کافی اور بس ہے تولونگی اگر وہ
بھی کمی کریگا تو اپنے گیسوے مشکبو جسکا ایک بال کونین کی قیمت
سے بہا تر ہے تولون گی حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
کہ ای جان پدر فاطمہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے درد دل کی دوا
نہین ہوسکتی جب حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پدر
کی حضور مین کوئی التجا قبول ہی نہین ہوتی تب تو ننگے سر ہوکر خداوند
تعالی کی حضور مین دعا فرمائی کہ خداوندا میرے باپ کی امت عاصی
کی گناہون سے درگذر اور عاصی امت کو بخشدے یہ بات فرمائی ہی تھی

کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ بعد تحفۂ درود و سلام کے فرماتا ہے کہ بسبب اپنے فاطمہ کی استدعا قبول فرمائی اور کُل امت کو آپ کے دوزخ سے آزاد کیا نظم

کُھلا ایکدن کا یہ ہے ماجرا
محمد پہ غلبہ ہوا خواب کا

نہ غفلت سے مہلت ملی اک ذرا
ہوا فوت وقت تہجد قضا

خطاب الٰہی اُسی دم ہوا
کہ اے دوست تُجکو نہیں ہے روا

ہو جو کہ خدمت میں حاضر مدام
وہ بندہ ہمارا نہیں لا کلام

ہوا تُمپہ طاری اگر خواب شب
کرینگے ہم امت پہ نازل غضب

یہ سُنکر عتاب خدا کو نبی
نکلے گھر سے سہمے ہوئے آپ ہی

غرض جاکے صحرا کی اک غار میں
چھپے مصطفیٰ تیرہ و تار میں

یہ کہتے تھے روکر رسول زمان
بس اب حشر تک میں رہونگا یہاں

صحابی نے دیکھا جو اُس گھر میں آ
نپایا نبی کا کسی جا پتا

چلے جستجو میں محمد کے سب
یہانتک کہ اُس غار تک آئے جب

بہت منتوں سے بہوں نے کہا
چلیں آپ گھر کو نہ سنتے سنا

نہ مانا نبی نے تو آخر کو سب
گئے غار تک لیکے زہرا کو جب

ادب سے یہ زہرا نے آکر کہا
نہ امت کا غم کھائیے میں فدا

کہ اعمال اُمت کی روز جزا
تُلیں گے بہ پیراہن مجتبیٰ

جو اسمین بھی ہوگی کمی ایک فردا — تو واسن ہے شبیر کا خون بھرا
کرینگے کمی جب کبھی اعمال گر — ہو گیسو کو اپنے ہمین کاٹ کر
کروگی وزن سب کی اعمال وہان — کہ پورا کرے تعالیٰ انس وجان
کہا تب نبی نے کہ اے مہ جبین — مری درد دل کی یہ وارو نہین
یہ سنکر ہوا فاطمہ کو ملال — دعا کی سوے ہیچ اے ذوالجلال
مجھے ہے خدائی کی اپنی قسم — الٰہی ہیں اب چارہ کر دے کرم
ہو اب جلد مقبول میری دعا — شفاعت ہو امت کی روز جزا
وہین آکے روح الامین نے کہا — کہ مقبول ہے فاطمہ کی دعا
مبارک ہو تمکو یہ مژدہ نبی — جہنم سے امت تمہاری بچی
صد افسوس یارو غضب کی ہے جا — یہ احسان امت پہ جسنے کیا
اسے کی پسر کو اس امت نے آہ — کیا ذبح کس ظلم سے بیگناہ

اے مومنان دیکھنا چاہیے کہ جس فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے
مہر مین بخشایش امت کی اللہ سے لکھوائے اور وسیلہ شفاعت
کا کیا اور قیامت کے دن ذریعہ شفاعت ہم گنہگارون کا ہوگا مگر
افسوس کہ گمراہان امت نے ذرا بھی ان باتون کو نہ خیال کرکے
تین دن تک بھوکا اور پیاسا رکھکر اسکے فرزند دلبند حسین علیہ السلام
کو ساتھ انواع شداید شدیدہ کے میدان کربلا مین شہید کیا روایت

ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے کہ خبر دی مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے کہ میرا بیٹا حسین
مارا جاویگا میرے بعد زمین طف میں اور میرے پاس لائے مٹی جبرئیل علیہ
السلام اور مجھسے کہا کہ انکی لیٹنے کی جگہ ہے روایت ہے گلشن
شہادت میں کہ فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ حسن اور حسین علیہم السلام
میرے گھر میں کھیلتے تھے اور پھر اُترے حضرت جبرئیل علیہ السلام
اور کہنے لگے کہ یا محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم آپکی امت شہید کریگی
اس بچے کو آپ کے بعد اور اشارہ کیا طرف حسین علیہ السلام کو
اور روئے اور تھوڑی سی مٹی حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
اُسکو سونگھا اور فرمایا کہ اسمیں بو آتی ہے رنج اور بلا کی اور فرمایا حضرت
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ سمجھ جا رہے جب یہ مٹی خون ہو جاوے تو کہہ دینا
بیٹا میرا شہید ہو گیا پھر مینے اُس مٹی کو شیشہ میں بند کر رکھا جب حضرت
امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو وہ مٹی سرخ ہو گئی روایت ہے
کہ حضرت شیر خدا داماد محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنی حضرت
علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگرچہ مینے بہت بڑے بڑے رنج
و غم اُٹھاتے ہیں مگر حقیقت مینے تین صدمے بڑے اُٹھائے
جنکے بار سے میری پیٹھ ٹوٹ گئی آنکھیں رو رو کے پھوٹ گئیں

ایک تو جد حسین شفیع کونین نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا میرے
روبرو انتقال فرمانا دوسرے مادر حسین سیدہ دارین جان
مصطفےٰ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا میرے سامنے دنیا سے
اٹھ جانا تیسرے قرۃ العین نور مشرقین حضرت امام حسین علیہ السلام کی خبر
شہادت اپنی زندگی میں پانا ان تینوں صدموں سے میرا دل
پارہ پارہ ہے مگر کیا کیجئے مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے یارو حضرت
شیر خدا تو اپنے صدمات کا حال یوں بیان فرماتے ہیں شہید کربلا
کی دلبر عالم تنہائی اور بیکسی اور بے بسی میں کہ دس صدمہ متواتر اٹھائے
کیسا کچھ صدمہ گذرا ہوگا یعنی پہلے جد امجد رسول پروردگار کا سایہ
رحمت سر سے اٹھ جانا دوسرے والدہ غمگسار کا روبرو قضا کرنا
تیسرے حضرت صدیق یار غار کا وفات پانا چوتھے عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کا شہادت پانا پانچویں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شفیق کا
در دو آزار کا شہید ہونا چھٹے حضرت علی علیہ السلام کا روبرو خنجر ظلم
سے شہید ہونا ساتویں حضرت حسن علیہ السلام برادر قوت بازو کا
ناتوان اور وفادار کا دم بھر میں زہر ہلاہل سے لوٹ پوٹ ہو جانا
آٹھویں حال شہادت اپنے کا پیشتر از حد بخون میں پانا نویں سارے
اقربا و جگر گوشگان و شیر خوروں کا سامنے پیاس کے مارے

تڑپ تڑپ کر گلا کٹوانا تشنہ دہن دسویں محرم کو علاوہ ان سب صدمات کے سراپا اپنے جسم نازنین کا مارے زخموں کے سوراخ سوراخ ہو جانا آہ آہ اللہ اللہ روایت ہے کہ جب سن شریف حسین علیہم السلام کا پانچ برس کا ہوا تو ایکدن عید کے روز علی الصباح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ خاتون رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ سیدہ خاتون غمگین بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جگر گوشہ آج عید کا روز خوشی کا دن ہے تمہیں کس بات کا غم ہے عرض کیا بابا جان فاطمہ کی جان آپ پر قربان آج عید کا دن ہے اور دونوں پیارے حسن اور حسین علیہم السلام کے لڑکوں کا سن ہے کپڑے انکے پرانے ہو گئے ہیں یہ لوگ نئے کپڑے مانگتے ہیں ہر چند سمجھاتی ہوں مانتے نہیں میرا حال جانتے نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنکر متامل ہوئے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور دو جوڑے کپڑے بہشتی حسنین علیہم السلام کی قد و قامت کے موافق سلے ہوئے ساتھ لائے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ملال نہ فرمائیے صاحبزادوں کو یہ جلد پہننے کو دیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ خاتون رضی اللہ عنہا کی

فرمایا کہ اے جگر گوشہ اپنے حجرے میں جاؤ اور جو چیز حجرے میں رکھی ہے
اُٹھا لاؤ آپ نے فرمایا ابھی میں حجرے سے آئی ہوں حجرے میں
کوئی چیز نہیں ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ اے جگر گوشہ من ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام جنت سے لائے ہیں کہ
حسنین نور عینین کے لئے بہشتی لباس ہم حجرے میں رکھ آئے ہیں
حضرت سیدہ حجرے کے اندر تشریف لائیں کیا دیکھتی ہیں کہ وہاں
ایک طشت چاندی کا رکھا ہے اور اُسپر دو جوڑے کپڑے
انمول سجے سجائے رکھے ہیں اور جا بجا اُنمیں گل و بوٹے حسن و حسین
علیہم السلام کے بنے ہوئے ہیں قصہ کوتاہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا نے اُس طشت کو لا کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ
کیا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جوڑہ حضرت امام حسن علیہ السلام
اور ایک جوڑہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیا اور کہا کہ خدا کے پاس سے
تمھاری عیدی آئی ہے دیکھو پھر کیا فضل کبریائی ہے بیت
خلعتے قد کہ خیاط کرامت آراست • بر قد قامت اقبال شما آمد راست
مگر شاہزادوں نے دونوں جوڑے سفید دیکھکر اُنکے پہننے سے
منہ پھیرے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آکر ہاتھ
جوڑ کے کہا نانا جان عرب کے لڑکوں کے کپڑے رنگا رنگ ہیں ہمیں بھی

دونوں جوڑے رنگوا دیجئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ بات سُنکر متفکر ہوے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ
حضور اندیشہ کی کیا بات ہے یہ رنگ دینا تو آپ ہی کے ہاتھ ہے
ایک طشت اور آفتابہ منگوایئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
طشت اور آفتابہ منگوایا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یارسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کپڑوں کو حضور اپنے دست حق پرست
سے ملیں اور میں آفتابہ سے اُسپر پانی دیتا ہوں دونوں شاہزادے
جو رنگ پسند کریں وہی رنگ پیدا ہوگا سرمو فرق نہ پڑیگا غرض
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جوڑہ طشت میں رکھکر حضرت
امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ اے فرزند دلبند کون رنگ چاہتے ہو
فرمایا سبز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کپڑے کو
غوطہ دیا وہ جوڑہ مثل زمرد کے سبز ہوگیا اُسے حضرت امام حسن علیہ السلام
کو دیا بعدہ دوسرا جوڑہ طشت میں رکھکر حضرت امام حسین علیہ السلام سے
پوچھا کہ ای فرزند ارجمند تم کون رنگ طلب کرتے ہو فرمایا سُرخ حضرت
کون ومکان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے طشت میں غوطہ دیا
وہ جوڑا برنگ یاقوت احمر کے گلناری ہوگیا اُسے حضرت امام حسین
علیہ السلام کو دیا غرض دونوں نونہال باغ نبوت دونوں جوڑے

بہشتی سبز اور سُرخ پہنکر خوشی سے پھول گئے سارے رنج و غم بھول گئے صحن خانہ میں اچھلنے لگے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے رخ انور کے بوسے لئے گلے سے لگا کر بہت محبت اور پیار کیا پھر حضرت سیدہ خاتون قیامت رضی اللہ عنہا نے گود مین لیکر بلائین لین اور دعائین دین اور یہ فرمایا **نظم** زنان مصر بہنگام جلوۂ یوسف ز روے بیخودی از دست خویش ببریدند * مقرر است کہ دل پارہ پارہ می کردند * اگر جمال تو اے نور دیدہ میدیدند * پھر جبرئیل علیہ السلام اُنکے جمال باکمال اور حُسن بے زوال اور وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ باتون کی بناوٹ وہ سرخی کی اُبھار اور سبزی کی بہار اُچھل کود لڑکپن کا سن دھوم دھام عید کا دن دیکھ کر بے قرار ہونے لگے گرد پھیر پھیر کر نثار ہونے لگے اور شاہزادونکا مُنھ تکتے تھے مگر مُنھ سے کچھ بول نہ سکتے تھے حضرت رسالت آفتاب نبوت رسول الثقلین نبی الحرمین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یا اخی جبرئیل تمکو خوشی میں کیا ملال ہوا کہو کس بات کا خیال ہوا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یا رسول اللہ مجکو ان دونون شاہزادونکا آخری رنگ یاد پڑ گیا دلمین یہ امر نشتر سا گڑ گیا جی اُبلا آتا ہے طبیعت شاد نہین حضور کو سبز محل حسن علیہ السلام اور سرخ

محل حسین علیہ السلام کا بہشت میں جو تمنے دیکھا تھا آپ کو یاد ہیں
یا رسول اللہ آخر وقت تاثیر زہر سے رنگ حضرت امام حسن علیہ السلام کا
سبز ہو جاویگا اور رنگ اس لعل یعنی حسین علیہ السلام کا
انہیں کے خون سے کربلا میں سرخ ہو جاویگا سبب گھٹنے بڑھنے رنگ
سے بیرنگ ہونا کے یہ رنگ حسین اور وہ رنگ حسن سے ہے الغرض
جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام
سے سنی تو رو کر پوچھا کہ وہ قاتل کون ہونگے کہا آپ کی امت
سے ہونگے پھر پوچھا حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم
اسوقت زندہ رہینگے عرض کیا نہیں پھر پوچھا کہ میں اسوقت زندہ
رہونگا کہا نہیں فرمایا پھر ان غریبوں کی تعزیت کون کریگا
کہا جانوران صحرا و جنگل اور مرغان ہوا کی اور سب وحوش وطیور
اور چرندان دریا کے اور اسدن آسمان و زمین خون روئینگے
ستارے اور فرشتے ماتم کرینگے اور اسروز آہوان وحشی
اپنے بچوں کو دودھ نہ پلاوینگے اور خود بھی آب و دانہ نہ کھاوینگے
ای محبان حسین علیہ السلام جای حسرت و تعجب ہے کہ حسین
علیہ السلام کے نواسہ رسول خدا پر اللہ تعالی نے بہشت سے جامہ بھیجا
اور پہر اوسی میں فرشتہ ملاءِ اعلی و ملائکان عالم بالا نوحہ گری

اور آسمان خون روتا ہے اور جانوران وحشی بروز عاشورہ دودھ
چھوڑ دیتے ہیں افسوس اوپر حال اُن لعینوں کے کہ اُنھوں نے حسین
علیہ السلام کو معہ بہتر تن کے بھوکا پیاسا میدان کربلا میں
شہید کرکے کافر اور ظالم ہوئے اور طوق لعنت ابدی کا
گلے میں لیا اور واسطے دنیا کے دین کو برباد کیا اور سگ جہنمی
ہوئے جیسا کہ واسطے کافروں کے اللہ تعالیٰ تیسرے
پارہ سورہ آل عمران میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ
مَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ
لَعْنَةَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ تحقیق جو لوگ
کافر ہوئے اور مر گئے اور وہ کافر تھے یہ لوگ ہیں اوپر اُنکو
لعنت خدا کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی پھر
اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
نے آئینہ خدا نما بنا کر اسمیں جمال کو نظارہ کیا اور سبب تخلیق
آدم کا کر کے پردہ زمین پر مبعوث فرمایا اور حسنین علیہم السلام کو آئینہ
جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنایا ثبوت اسکے حدیث
موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا [illegible]
حضرات حسنین علیہم السلام کے فرمایا ہے کہ یہ دونوں آئینہ

پر تو جمال محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور ہمنام تیمناً محمدی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات حسنین علیہم السلام کا دو دلیل
سے ثابت ہے اول بجہت سیادت مطلقہ دوسری بوجہ طہارت
یعنی جیسا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونون
نور عین ہمارے سردار ہین نوجوانان بہشت کے اور پاک شستہ
ہین یعنی جس شخص نے حرمت رکھی پاکی پر انکے اُسنے حرمت
رکھی پاکی پر ہمارے اور جسنے حرمت رکھی ہماری اُسنے حرمت
رکھی پاکی پر خدا کے اور یہ بھی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ قرآن مجھسے ہے اور مین قرآن سے ہون اور
حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے چنانچہ مضمون اس حدیث
کا اس نسخہ مین بیان کیا جاتا ہے صفحہ ۵ ای فکر مین لطف کی
پر لطف مین دیکھ + سید نبی ہین فاطمہ کے نور عین دیکھ + لطف
حدیث بادشہ مشرقین دیکھ + مصرع حسین منی انا من حسین دیکھ +
روشن ہے قول بادشہ مشرقین سے + یعنی حسین مجھسے ہین مین ہون
حسین سے + اور وقت وفات حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ دنیا مین دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو قرآن
دوسرے دو نور عین یعنی حضرات حسنین علیہم السلام افضل الصلوات

قرآنی اور برہان قاطع اور حجت قاطع سے پاکی حضرات حسنین علیہم السلام
بخوبی ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے عزت قرآن
کے ستائیسوان پارہ سورہ واقعہ مین فرمایا ہے اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ
کَرِیْمٌ فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ
تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ تحقیق یہ پڑھنے کی چیز ہے
با کرامت بیچ کتاب پوشیدہ کی نہین ہاتھ لگاوین اسکو مگر پاک لوگ
اتارے ہوئی ہے پروردگار عالمون کی طرف سے اور حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ دوست ہمارے نزدیک وہ شخص ہے کہ قرآن پڑھے
طہارت کے ساتھ اور نہین چھوین اسکو مگر پاک لوگ اور محققین
نے لکھا ہے کہ مراد مس قرآن سے اعتقاد ہے کہ معتقد
نہ ہون قرآن کے مگر پاکیزہ دل لوگ کہ جو مومن باعمل ہین اور
نگاہ داشت قرآن کی نہین ہو سکتی مگر اُس شخص سے کہ پاکیزہ
ہو دل اُسکا لوث کفر اور نفاق سے اور پاک ہو بھید اُسکا جیسا کہ
خواجہ جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ پاکی بھید کی ساتھ نفی
ماسوا اللہ کے ہے چنانچہ حکیم سنائی کہتے ہین شعر جمال حضرت
قرآن نقاب انگہ براندازد * کہ دار الملک ایمان را مجرد بیند از غوغا *

اور ویسا ہی اللہ تعالیٰ دربارہ تعظیم وطہارت حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے سورہ حجرات میں فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا
لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول
کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک
الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی لہم مغفرۃ واجر
عظیم ۔ یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم نہ بلند کرو آواز اپنی کو
اوپر آواز نبی کے اور نہ آواز بلند کرو اوپر اسکے بیچ بولنے کے
جیسا کہ بلند کرتے ہیں وہ بعضے تمہارے واسطے اور بعضے
کے ایسا ہو کہ کھوئی جاویں عمل تمہارے اور تم نہیں سمجھو تحقیق
کہ جو لوگ کہ پست کرتے ہیں اپنی آواز کو نزدیک رسول خدا کے یہ لوگ
ہیں وہ جو آزمایا اللہ نے انکے دلوں کو واسطے پرہیزگاری کے
انکے واسطے بخشش ہے اور ثواب بڑا ۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ
آیات متذکرہ صدر سے طہارت حضرت امام حسین علیہ السلام کی
بخوبی ثابت ہوتی ہے اس تمثیل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جیسا فرمایا ہے کہ میں قرآن سے ہوں اور قرآن مجھ سے ہے
اور میں حسین سے ہوں اور حسین مجھ سے ہیں اور دوسرا پاکی حسین

علیہ السلام کی آیت تطہیر سے بخوبی ثابت ہے حیف اور افسوس کا
مقام ہے کہ جس حسین علیہ السلام کی شان میں ایسے کلمات خدا و
رسول متعدد موجود ہوں اور اُسی حسین فرزند رسول لخت جگر بتول
کو ظالمان ناپاکان نے ہاتھ لگایا اور کیسے کیسے ظلم و ستم کے
کے ساتھ میدان کربلا میں شہید کیا پس بے حرمتی حسین علیہ السلام
کی عین بے حرمتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے
اور بے حرمتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین بے حرمتی
قرآن پاک ہے بہجو درود وسلام نبی پہ آل نبی اولاد علی پر ہمیں
دیگر یہ ہے کہ شقاوت خفی اور جلی کو بھی اللہ تعالی نے مثل شہادت
خفی اور جلی کے بنایا چنانچہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ
تعالی نے معراج میں بولایا اور سیر بہشت اور دوزخ کی کرائی اور
فرمایا کہ اے حبیب میرے ہمنے جنت تمھارے دوستوں کے
واسطے بنائی اور دوزخ تمھارے دشمنوں کیواسطے اب خیال
کرنا چاہئے کہ اسوقت یہ ظاہر نہ ہوا کہ دشمن حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا کون ہے اور دوست کون ہے اخفا خفی اور
جلی دونوں پوشیدہ ہے مگر جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہ فرمایا کہ دوست ہمارا وہ ہی کہ جو دوست اہلبیت رضی اللہ عنہم

اجمعین کا ہے اور دشمن ہمارا وہ ہے کہ جو دشمن ہے اہلبیت کا
چنانچہ اس بارہ میں روایات متعدد اور احادیث معتبر موجود بلکہ
وقت وفات کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں دنیا میں
دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو قرآن دوسرے یہ دو نور عین
یعنی حضرت حسن وحسین علیہم السلام اب دیکھنا چاہئے کہ اختفا خفی
تو حضرت امام حسنؑ پر صادق ہوا کہ بورغلانے مروان وغیرہ کی جعدہ
بنت اشعث نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا
اور وہ شہادت خفی ہی اور دوستی اور دشمنی یہ دونوں بھی خفی
اور جلی ہیں اسکو یون سمجھنا چاہئے کہ دوستی خفی اسی کہتے ہیں
کہ دوست ہو اور ظاہر تعلقات سے علاقہ نہ رکھے اور دوستی
جلی اسے کہتے ہیں کہ ویسے دوست ہو اور ظاہرا اعانت کو مستعد
ہو اور اسی طرح دشمنی خفی اور جلی کو سمجھنا چاہئے ایک تو یہ کہ
دشمنی رکھتا ہے مگر ظاہرا تابعدار اور مطیع ہے اسکو دشمنی خفی
کہتے ہیں اور دشمنی جلی اسے کہتے ہیں کہ ظاہر اور باطن دونوں
میں دشمنی کے ساتھ مستعد ہو اور یہ دونوں باتیں ختم ہیں
انھی سبھوں پر کہ جنہوں نے ساتھ حسین علیہ السلام کے شقاوت
کی اسیطرح پر کہ جیسی شہادت خفی اور جلی دونوں ذات میں حضرت صلی

علیہ وآلہ وسلم کی تھی اور دونون حضرت حسنین علیہ السلام کو مقرر بھی
اور آپ لوگون نے مدارج اور مراحل کو اسکے کما حقہٗ انجام اور انصرام
فرمایا ہرچند تصریح کو اسکی دفتر طویل چاہیئے مگر تھوڑا احوال بیان
کیا جاتا ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی
تو مروان لعین کہ یہ مردود شقاوت قلبی اہلبیت نبوت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا تھا آخر کار جعدہ بنت اشعث کو فریب
دیکر کئی بار زہر دلوایا اور عین مروت اور شجاعت حضرت امام حسن
علیہ السلام کی تھی کہ آپ کسیقدر آگاہ ہو چکے تھے مگر زبان پر
نہ لائے آخر کار ساتوین مرتبہ زہر ہلاہل یعنی ریزۂ الماس کو
کوزہ آب مین دیا اسے نے کام تمام کیا مگر حضرت امام حسن رضی اللہ
عنہ نے اخفاء خفی کو تماملحوظ رکھا کہ حسین شہادت کا مرتبہ کما حقہٗ
طے پاوے اور پردہ فاش نہو مابعد جب حضرت امام حسن علیہ السلام
شہادت خفی پا چکے تب منافقون نے نامجات متواتر خدمت مین
حضرت امام حسین علیہ السلام کے لکھے اور جب آپ تشریف لیگئے
تو وہی لوگ کہ جنہون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بڑی
تمنا اور شوق سے بولایا تھا آخر بطمع زر اور ملک کے ظالم اور کافر
ہوے اور انتہاے دشمنی کو حد تک پہنچایا اور ایسی دشمنی اہلبیت نبوت

سے کے ساتھ کی کہ آج تک کسی کافر و ظالم نے کسیکے ساتھ نہ کی اور حضرت
امام حسین علیہ السلام نے حد صبر کو اس کے انتہا کو پہنچایا کہ کسی
عابد اور زاہد اور ولی اور نبی سے نہ کیا اور نہ کریگا خلاصہ یہ کہ اللہ
تعالی نے حد سب چیزون کی مقرر فرمائی پس ظلم کو ظالمان کربلا
نے حد تک پہنچایا اور صبر کو امام حسین علیہ السلام نے حد تک
پہنچایا الغرض جیسا کہ اللہ تعالے نے رتبہ شہادت خفی اور
جلی کو ذات میں حسین علیہ السلام کے عنایت فرمایا ویسا ہی شقاوت
خفی و جلی کو ذات مین ان ملعونون کے معمور کیا کہ اظہر من الشمس ہے
احتیاج بیان کی نہین ہے پس اللہ تعالی نے جو حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے وعدے مین فرمایا تھا کہ بہشت واسطے آپ کی دوستون کو
ہے اور دوزخ واسطے دشمنون آپ کے ہے اسکا ظہور بوقت
شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بخوبی ہوا کہ دوست اور
دشمن خفی اور جلی دونون ظاہر ہے جیسا کہ سعد بن وقاص صحابی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور بیٹا انکا سعد
بن عمر و لعین اور شقی تھا کہ ساتھ حسین علیہ السلام کے ظلم اور ستم کیا
اور حر بن ریاحی کہ لشکر اعدا مین تھا دین کیطرف سے لڑا اور قتل ہوا
اور بیشتر حضرت کے اسکے [illegible] اور [illegible] غلام معرکہ کربلا مین حسین علیہ السلام ہمراہ

ظلم اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے اور حضرت امام حسین علیہ پر جان کو
نثار کیا سبحان اللہ کیسا مرتبہ اور درجہ پایا کہ پیدا ہوئے
کفر مین اور مرے مسلمانی مین اور خلاف اسکے سعد بن عمرو کہ
پیدا ہوا مسلمان اور مرا کافر اسکو یون تصور کرنا چاہئے کہ جب
اللہ تعالے نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو کل ارواحون نے
سجدہ کیا اور دوسرا سجدہ نکیا اور کسینے سجدہ اوّل نکیا دوسرا
سجدہ کیا اور کسینے دونون سجدہ کیا اور کسی نے دونون سجدہ
نکیا پس جسنے سجدہ اوّل کیا اور دوسرا سجدہ نکیا وہ پیدا ہوا مسلمان
اور مرا کفر مین اور جسنے سجدہ اوّل نکیا اور دوسرا سجدہ کیا وہ شخص
پیدا ہوا کافر اور مرا مسلمانی مین اور جس شخص نے دونو سجدہ
کیا وہ شخص پیدا بھی ہوا مسلمان اور مرا بھی مسلمان اور جس شخص
نے دونون سجدہ نکیا وہ پیدا بھی ہوا کافر اور مرا بھی کافر پس
حضرت حر علیہ السلام سجدہ اول مین شریک نہ تھے اور دوسرا سجدہ
ادا کیا اسی وجہ سے پیدا ہوئے کفر مین اور مرے مسلمانی مین
اور سعد بن عمرو نے سجدہ اوّل کیا اور دوسرے سجدہ سے
منحرف ہوا اسی وجہ سے پیدا ہوا مسلمان اور مرا کافر کیا قدرت
خدا ہے نور کو نار کیا اور نار کو نور روایت ہے حضرت اُمّ سلمہ

زوجۂ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ایکبار حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے اور وہاں تشریف رکھتے کہ ناگاہ
پھر میں ناگاہ پیچھے آپ کے حسنین علیہم السلام بھی آئے
اور اپنے نانا کے پہلو میں بیٹھ رہے دونوں صاحبزادے
بیٹھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن علیہ السلام کو
اٹھا کر اپنے داہنے زانو پہ بٹھایا اور امام حسین علیہ السلام کو
اٹھا کر بائیں زانو پر بٹھایا اور پیار اور شفقت سے دونوں کی
طرف نگاہ کرنے لگے کبھی حسن علیہ السلام کا منہ چومتے تھے
اور حسین علیہ السلام کے گلوے مبارک کے بوسے لیتے تھے
ناگاہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پیار کرتے ہو اپنے
نواسوں کو آپ نے فرمایا کہ کیونکر پیار نہ کروں دنیا میں یہ میرے
دو پھول ہیں خوشبو انکی سونگھ کر میرا دماغ معطر ہوتا بھی
ہوتی ہے یہ دونوں میرے نور چشم ہیں اسوقت جبرئیل علیہ السلام
نے رو رو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ
نے یوں مقدر کیا ہے کہ ایکا پیارا حسن زہر کا جام پیکے ٹکڑے ہو
الماس سے کلیجہ کٹ کٹ کر امت کے اندر سے اٹھ جاویگا اور

ناسزا کی شقاوت سے شہید ہوے اور یہ تمھارا لاڈلا حسین عین نہر کے
کنارے بھوکا پیاسا مظلوم و مغموم ہو کر خنجر جفاکار سے شہید ہوگا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی نے ہر پیغمبر کو ایک ایک
دعا مستجاب بعنایت کی ہے اور آپ تو باعث ایجاد خلق ہیں آپکی ہر
دعا مستجاب ہے اگر آپ چاہیں تو اپنی دعا مستجاب کو اپنی فرزندوں کے
حق میں صرف کریں اور بارگاہ پروردگار سے اپنی دعا کریں کہ یارب
میرے ان دونوں محبوبوں کو میرے زہر اور تیغ سے بچا لے
اور اگر چاہے تو صبر فرماے دونوں فرزندوں کی شہادت
پر کہ یہ صبر مصیبت ذخیرہ رہے امت گنہگار کی بخشانیکو واسطے نظم

یہ سنکر روے نبی پیغمبر اسو سوکر ۔۔۔ حسن حسین کا منھ چومتے تھے رو رو کر
حسن کا لبے دہن چومتے تھے رو رو کر ۔۔۔ گلا حسین کا پھر چومتے تھے ہو کے ملول
پکاری تھی مصیبت یہ سخت بھاری ہے ۔۔۔ کہ یہ بھی پیارے ہیں امت بھی مجکو پیاری ہے
بچاؤں انکو تو امت پر آفت آتی ہے ۔۔۔ بچاؤں انکو تو دونو کی جان جاتی ہے
حسن کو زہر پلا دیں یہ سب گوارا ہے ۔۔۔ کہ اپنی جان سے زیادہ وہ مجکو پیارا اگر
نہ دل قبول کریگا کہ ذبح ہو شبیر ۔۔۔ غریب و بیکس و مظلوم تشنہ بے تقصیر
کروں نہ امت عاصی کی مغفرت کا خیال ۔۔۔ بعید مجھ سے یہ صورت ہے بلکہ امر محال

قصہ کوتاہ بعد گریہ و زاری کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

کہ اے برادر جبرئیل میں اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں جو کچھ
فرمان قضا ہے وہی میری رضا ہے جو میرا مولا چاہتا ہے وہی میں بھی
چاہتا ہوں بدستیکہ میں درست رکھتا ہوں کہ دعا مستجاب
میری ذخیرہ رہے امت گنہگاران کی بخشایش کیواسطے نظم

ہیں بیٹے امت پر کٹے دونوں فدا پر ہزار
سم سے میرا حسن اور ذبح ہو پیاسا حسین

اسکا ٹکڑے ہو کلیجہ اسکا سرتن سے جدا
پر گنہگاران امت کی گنہ بخشے خدا

میں فدا امت کی اور آل بھی میرے نثار
ہیں امت پر کٹے قربان دونو گلعذار

مجھکو ایذا ہو مری عترت جگر افگار ہو
پر مری امت نہ محشر میں تباہ و خوار ہو

جسمیں امت کا بھلا ہو وہ مجھے منظور ہے
خیر خواہ امت کا اپنی مصطفی مشہور ہے

مجھکو ایذا ہو مری عترت ہو دنیا میں تباہ
عیش ہو امت کو میرے حشر میں یا الٰہ

ساتھ امت کو لیے جنت کی اندر جاونگا
خون بہا سبطین کا محشر کو دن میں پاونگا

آل سے زیادہ پیاری ہے مجھے امت ضعیف
یا قوی یا مقتدا امت کہ مری ہے نحیف

میں فدا صد فدا مری امت پیاری فدا
سبط بھی دونوں فدا عترت مری ساری فدا

بھیجو درود و سلام نبی پر
آل نبی اولاد علی پر

روایت ہے کہ ایک روز جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بیٹھے تھے اور امیر معاویہ آپکے سامنے کھڑے تھے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری نطفہ سے ایک لڑکا قاتل

قاتل حسین علیہ السلام پیدا ہوگا اس کلام بد انجام کے سننے سے
معاویہ بہت اندوہگین ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم کس واسطے غمگین ہوتے ہو تحریر تقدیر سے کیا چارہ
ہے بعدہ امیر معاویہ یہ بات کہنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آجکی تاریخ سے عورت ہمپر حرام ہوئی بلکہ ایک عورت
اُنکے پاس تھی اُسکو طلاق مطلق دیا اسواسطے کہ نہ مجامعت
کرونگا نہ لڑکا پیدا ہوگا کہ فرزندان آنحضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے لڑیگا قضا کار ایکروز حضرت معاویہ نے اپنی خوابگاہ
سے اور کسی دیوار کے نزدیک پیشاب کیا حسب اتفاق ایک
بچھو نے امیر معاویہ کے اعضاء تناسل میں نیش مارا اسکی شدت
درد سے بیتاب ہوئے اور اپنے گھر میں آکر حکیموں کو طلب
کیا اور کہا کہ کچھ تدبیر کرو کہ جسمین آرام ہو حکیموں نے تجویز کیا
کہ جب تک کسی عورت سے مجامعت نہ کروگے آرام نہ ہوگا ہرچند
امیر معاویہ نے انکار کیا مگر حکیموں نے کہا دوسری کوئی تدبیر
نہیں ہے غرض مجبور ہوکر امیر معاویہ نے ایک بوڑھی عورت
خرید کرکے منگوائی اور وہ عورت ایسی ضعیفہ تھی کہ اسکا حیض
اُس سے منقطع ہو چکی تھی اُسکے ساتھ مجامعت کی قضائے الٰہی

سے اُسیوقت نطفہ نے قرار پکڑا کہ جس سے یزید بدبخت پیدا
ہوا اسی وجہ سے اُس کمبخت بدطینت کو گندم زادہ کہتے ہین
کہ نطفہ اسکا اثر دھر گندم سے قرار پایا اور جیسا کہ عمر سعد لعین
نے سجدہ اول کیا اور ثانی نہ کیا ویسا ہی یزید ملعون نے بھی
سجدہ اوّل کیا اور دوسرا سجدہ نکیا اسی سبب سے پیدا ہوا
مسلمان اور مرا کافر پس دیکھنا چاہئے کہ خبر شہادت حسین علیہ السلام
منصوصات قرآنی اور احادیث معتبرہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جگہ
کسی شک کی باقی نہیں رہی درود و سلام نبی پر آل نبی اولاد علی پر

در ذکر فضائل ماہ محرم الحرام کہ از بعضے آثار و اخبار انبیا سابقین را خبر دادہ شدہ است

واضح ہو کہ یہ شہر معظم و محترم ماہ محرم الحرام بزرگ و مکرم ہے نزدیک
خداوند تعالے کے اور صحیح مسلم مین لائے ہین کہ فرمایا
رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہترین ایام بعد ماہ رمضان روزہ
رکھنا ماہ محرم الحرام ہے اور روایتوں مین مذکور ہے کہ ایک مرد
نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون روز
ارشاد ہوتا ہے کہ روزہ رکھون فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ ماہ محرم ہے کہ وہ مہتاب خدا کا ہے اور اُس

مہینہ مین ایک روز کہ حق تعالے نے توبہ ایک گروہ کی قبول
کی اور جو دوسری قوم توبہ کریگی قبول ہوگی اور فضیلت مین اس
شہر محرم کے بہت سے اخبار وارد ہین خصوصاً روز عاشورہ کہ
سب روزون سے فضیلت زیادہ رکھتا ہے اور اسی روز عاشورہ
کو اللہ تعالی نے توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبول کی اور اسی روز
حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اپنے بسلامت فرود آئی اور اسی
روز عاشورہ کو اللہ تعالے نے دریاے نیل مین اوپر بنی اسرائیل
کے بجا حضرت موسے علیہ السلام راہ کھولی اور اسی روز
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسی روح اللہ علیہ
السلام تولد ہوے اور اسی سبب سے برکت اور شرافت
اس روز کو زیادہ ہے اور یہ روز روز عید تھا مگر بیچ عہد ہم
امتان محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ روز عید سعید روز
مصیبت کا ہوا خوشی اور شادمانی رنج والم کے ساتھ مبدل ہوئی
یعنی جگر گوشہ رسول مقبول نور دیدہ فاطمہ بضعة الرسول سرور
سینہ علی مرتضی امام دوسرا سید الشہدا امام ہمام امام حسین
علیہ السلام دشت کربلا مین کنارہ پر دریاے فرات کے تشنہ وگرسنہ
مظلوم ومغموم دور از دیار غریب وار ہاتھ مین ظالمون کی گرفتار

اسیر صد رنج و افگار ساتھ ہفتاد و دو کس کے معہ فرزندان و
اقران و رفیقان کے شہید ہوئے اب یہان ایک نکتہ
فضائل ماہ محرم الحرام مین بیان کیا جاتا ہے مومنین اسکو بغور
خیال فرماوین کہ اللہ تعالی نے جو فضیلت اور بزرگی ماہ محرم الحرام
کے سب مہینون سے زیادہ کی اسمین کیا سبب دوسری یہ کہ
ایسے ماہ متبرک مین عاشورہ کے دن انبیا سابقین کو بلاؤن
سے نجات ملی گئی جیسا کہ توبہ حضرت آدم علیہ السلام کی اسی روز
قبول ہوئی اور اسی روز حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے صحیح
سلامت فرود آئے اور حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی سے
اسی روز باہر آئے اور اسی دن مین اللہ تعالی نے دعا سے
حضرت موسے علیہ السلام کے دریاے نیل مین اور بنی اسرائیل
کی راہ کھولی اور سوا اسکے اور انبیاء علیہ السلام بھی
اکثر اسی روز مین بلاؤن سے نجات پاتے گئے اسمین کیا اسرار
تھا اب اس نکتہ باریک کو محبان حسین بغور خیال فرماوین کہ جب
اللہ تعالے نے مرتبہ شہادت اور مصائب وغیرہ کو پیدا کیا تو منظور
یون ہوا کہ خاتمہ ان مرتبونکا آل عبا پر ہو اسطرح پر واسطے نزول
ان مصائبات اور اثبات اور تحمیل شہادت وغیرہ کی پہنچا اور تاریخ

وغیرہ بھی تجویز کی اس نظر سے کہ جیسی بزرگی آل طٰہٰ ویٰسین کو عطا
ہوئی ویسی ہی عظمت اور بزرگی اُس مہینہ کو بھی ہو اسیواسطے دسوین
تاریخ جمعہ کا روز مہینہ محرم الحرام کا مقرر کیا اور عظمت اُس مہینے کی نزدیک
انبیا کے بڑھائی اسطور پر کہ اکثر پیغمبران جو رنج و بلا و مصائب
سخت مین مبتلا ہوتے گئے اللہ تعالیٰ نے اسی ماہ محرم مین عاشورہ
کے دن اُن لوگون کو سختیون اور بلاؤن سے نجات دی
تاکہ یہ لوگ سمجھین اور خیال کرین اور قدر و منزلت کرین کہ یہ ایسا
متبرک مہینہ ہے کہ جسکے سبب سے ہملوگ مصیبتون سے
نجات پاتے گئے اور روایت سے ثابت ہے کہ خبر شہادت
حسین علیہ السلام کی پیشتر سے اللہ تعالیٰ نے انبیا مین مجملاً
مخفی کردی تھی کہ آیندہ ایسا سانحہ عظیم ہونے والا ہے
بباعث اختصار کے دو ایک روایت لکھی جاتی ہے صاحب
کنز الغرائب فرماتے ہین کہ جب حضرت نوح علیہ السلام پر طغیانی
آب کی پہنچی اور آپ معہ اہل و عیال اپنی کشتی پر سوار ہوئے
اور کشتی چھ مہینہ تک پانی پر پھرتی رہی آخرش پھرتی پھرتی
زمین کربلا تک پہنچی اور وہان ٹھہر گئی تب حضرت نوح علیہ السلام
نے التجا کی کہ بارخدایا یہ کون جگہ ہے کہ کشتی چلنے سے

بازرھی ندا پہنچی کہ ای نوح علیہ السّلام یہ وہ جگہ ہے کہ یہان
پر کشتی اہلبیت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موج
خون مین غرق ہوگی اور جیساکہ حدیث مین حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَثَلُ اَھلِ بَیتِہ کَمَثَلِ
سَفِینَۃِ النُّوحِ یعنی کشتی اہل بیت مثل کشتی حضرت نوح علیہ
السّلام کے ہے اور امام علی بن موسی رضا رضی اللہ عنہ
سے منقول ہے کہ جب حق تعالی نے واسطے فدیہ
حضرت اسمعیل علیہ السّلام بہشت سے دُنبہ بھیجا اور ابراہیم
علیہ السّلام نے اسکو ذبح کیا پھر دل مبارک مین اُس شیر دلیر کو
یہ خیال آیا کہ اگر مین دنبہ کے عوض اسمعیل علیہ السّلام کو اپنے
ہاتھہ سے ذبح کرتا تو ثواب عظیم پاتا پس حقتعالی نے وحی نازل فرمائی
کہ ای ابراہیم علیہ السّلام تمامی مخلوقات سے زیادہ دوست کسکو
رکھتے ہو عرض کیا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
کہ حبیب تیرے ہین پھر فرمان پہنچا کہ فرزندونکو اُنکو زیادہ دوست
جانتے ہو یا اپنے فرزند کو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے
جواب دیا کہ فرزندان امجاد اُنکے میرے نزدیک میری
ساری اولاد سے دوست تر ہین پھر حقتعالی نے وحی بھیجی کہ

کہ ای خلیل ایک فرزندکو فرزندان بزرگوار سے اُنکے ظالمان
نہایت ظلم اور ایذا کے ساتھ بھوکھا پیاسا دشت کربلا مین
شربت شہادت پلاوینگے اور سارے مال و اسباب کو اُس
فرزند کے لوٹ لینگے ابراہیم علیہ السلام یہ حال سُنکر رقت
مین آئے اور قطرہ حسرت دیدہ غم سے بہائی خطاب پہنچا
کہ اے ابراہیم ثواب رونیکا تمہارے حسین علیہ السلام پر
اور جو اُنکی مصیبت پر تم کڑھے ہو برابر اُس ثواب کے ہے کہ تم ہاتھ
سے اپنے فرزندکو میری راہ مین قربان کرتے یارو
مقام غور ہے کہ مصیبت مین سید انام امام حسین علیہ السلام
کے رونیکا کسقدر ثواب ہوتا ہے ای محبان اہلبیت نبوی و دوستداران
آل مصطفوی لازم ہے کہ جب پانی خوشگوار نوش کرو تو اُس
شاہ مظلوم کی تشنگی یاد کرو کہ جسکی شفاعت ہم گنہ گاران
منظور ہے آنسو دیدون سے بہاؤ اور مصیبت پر اُنکے زار
زار رؤو کیونکہ یہ آب دیدہ محبت اور اشک چشم مودت قیامت کو دن
سبب شفاعت ہم گنہ گارون کے ہوگا

رباعی

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی * پیاسو یہ ہی سبیل شہیدونکی نام کی
اللہ ری وہ دن کہ اسی پانی کو لیے * بیتاب آل پاک تھی خیر الانام کی

بھیجو درود و سلام نبیؐ پر + آل نبیؐ اولادِ علیؑ پر

بیان وجہ شہادت حضرت حسین علیہم السلام

اللہ نے پیدا جو کیا رنج و بلا کو + تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو
تقسیم ہوا سارے محبان خدا کو + پر سب سے سوا حصہ ملا آل عبا کو
آغاز مصیبت تو لکھا نام نبیؐ پر + اور خاتمہ بالخیر حسینؑ ابن علیؑ پر

راویان اخبار جگر سوز و ناقلان آثار غم اندوز اسطرح سی روایت کرتی ہیں
کہ جب اللہ تعالے نے جمیع کمالات صوری اور معنوی کہ جو جو
انبیا اور مرسلین کو علیحدہ علیحدہ مرحمت کئے تھے اُن سبھونکو
مجتمع کر کے ذات معدن صفات آن سرور کائنات میں عطا
فرمائی تو صرف ایک کمال شہادت کہ ظاہراً بہت بلند اور برتر تھی
باقی رہگیا تھا اور وہ مخالف مرتبہ نبوت کے تھا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بذاتہ حاصل نہ ہوا کیونکہ شہادت دو طرح کی ہی
ایک جلی اور دوسری خفی اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مرتبہ شہادت خفی کو پہنچتے تو مانند اور اصحابوں کی شہید ہوجاتی
اور تکمیل شہادت جلی کی نہ ہوتی اور اگر شہادت جلی پاتی تو دین
میں بڑے بڑے مفسدے پیدا ہوتی جیسا کہ مورخین اور
متاخرین اور متقدمین نے اس بارہ میں لکھا ہی اسی نہج کہ

مشیت الٰہی نے اس مرتبہ کیواسطے تجویز کیا اہلبیت اطہار مین سے
حضرات حسنین علیہم السلام کو کہ بالکلیہ خو و بو و خاصیت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رکھتے تھے بلکہ مرتبہ عینیت کو پہنچے تھے
اور یہ آئینہ جمال احمدی اور دو گنجینہ کمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھے

آئینہ جمال الٰہی ہے مصطفٰے	بالکل اتار دی احمدی اسم احد کا
دو آئینہ رخ نکی ہوئی جسکے جلوہ زا	طلعت پہ پیر ہو گئی زہرا کی یہ ادا
ذات رسول ہین صفت آل دیکھئے	آئینہ جیسا ویسی ہی تمثال دیکھئے

ایک تو وجہ شہادت کی سبطین طیبین یہی ہے کہ یہ شہادت گویا
عین شہادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی دوسری
وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے جمیع کمالات کا خاتمہ ذات بابرکات
آن سرور کائنات منبع موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر کیا تو صرف مرتبہ شہادت کہ بہت بزرگ و معظم تھا جسکو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین تحقیق کہ مین
شہید ہونیکو اسقدر دوست رکھتا ہون کہ راہ خدا مین
شہید ہون پھر زندہ ہون پھر شہید ہون پھر زندہ ہون
صرف باقی رہگیا تھا منظور الٰہی یون ہوا کہ جیسی اور کمالات کا
خاتمہ اپنے حبیب پاک پر کیا اسیطرح یہ درجہ شہادت کو

سبھی الٰہی کی ذات بابرکات پر ختم کردوں تاکہ کوئی کمال آپکی
ذات پاک سے باقی نہ رہجاے اسمیں حکمت الٰہی یوں
ٹھہری کہ اگر یہ مرتبہ آپکو بذات خاص عطا ہوتا تو حضرات حسنین
علیہم السلام اس نعمت سے محروم رہجاتے اسوجہ سے
خداے بیکس پروردگار اس بات پر قرار پائی کہ مرتبہ شہادت کا
جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا جاوے
اور حضور سے اُس جناب کے نیابتًا حضرات حسنین علیہم السلام
کو عطا ہو چنانچہ اسیواسطے بغرض تکمیل ہیئت مجموعی جسم اعلیٰ
حضرت امام حسن علیہ السلام اور جسم اسفل حضرت امام حسین علیہ
السلام کو کمال مشابہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے مخلوق فرمایا اب اس جگہ ایک نکتہ بیان ہوتا ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے حسن خوبی ذات سرور کائنات میں عطا کیا جیسا
کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری * اور حضرات حسنین علیہم السلام
تصویر رسول تھے یعنی سر سے ناف تک حضرت امام حسن
علیہ السلام اور ناف سے قدم تک حضرت امام حسین علیہ السلام
کمال مشابہ آنحضرت صلعم تھے اور اس نکتہ باریک کو مومنین

بخوبی خیال فرماوین کہ اگر حسن کی ح کو ضمہ دیا جاوے تو حُسن ہو جاتا ہے
اور حسین کی ح کو اگر فتحہ دیا جاوے تو حَسین ہو جاتا ہے اور معنی
حُسن اور حَسین دونون کے ایک ہین یعنی خوبصورتی کہ سینہ سے
ناف تک خوبصورتی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حضرت امام حسن علیہ السلام تھے اور ناف سے قدم تک خوبصورتی
جناب سرور عالم کی حضرت امام حسین علیہ السلام تھے اگر دونون
جسم ایک کئے جاوین تو بعینہ صورت اور سیرت مین نبی
الحرمین صاحب قاب قوسین ہو جاوین

شعر

حقا دوئی کا ذکر نہین اس مقام پر	سمیا اعتراض ہو گا ہمارے کلام پر
کیون نقص ہو کمال رسول انام پر	تکمیل ہو حسین علیہ السلام پر
چھوڑا یا نانا جان کی خاطر بہر تمام	آغاز کو پدر کی ہو کرتا پسر تمام

پس شہادت حضرت سبطین کہ حسن اور حسین کی بقاعدہ
بجنس خطی حُسن اور حَسین بھی پڑھا جاتا ہے پس شہادت
حضرت سبطین طیبین علین شہادت رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ٹھہری تیسری وجہ شہادت جگر گوشگان رسول
الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ ہے کہ شہادت دو قسم
پر ہے خفی اور جلی جیسا کہ مولانا عبد العزیز صاحب قدس سرہ

استقامت فرماتی ہیں یعنی شہادت خفی اُسے کہتے ہیں کہ کوئی
علامت شہادت کی اُسپر ظاہر نہ ہو دوسرے شہادت جلی اُسکو
کہتے ہیں کہ علامت شہادت اُسپر ظاہر ہو اور کئی شرطیں اس
شہادت کے واسطے عمل میں آنا ضرور ہیں جیسا کہ مولانا عبد
العزیز صاحب نے لکھا ہے ہیں اگر حضور اقدس شہادت
خفی کا رتبہ پاتے تو مثل بعض خلفاے راشدین رضی اللہ
عنہم اجمعین کے شہید ہو جاتے اور شہادت جلی باقی رہجاتی
دونوں شہادت کا ہونا ایک ذات میں غیر ممکن تھا اور جناب
احدیت کو یہ منظور رہا کہ شہادت دونوں قسم کی آپکی ذات میں
ہو اسواسطے سفیران حضرت ذو الجلال و دبیران دبستان
شہادت نے حسنین علیہم السلام کو نائب مقرر کرکے
شہادت خفی صاحبزادہ کلان کو عطا کی اور شہادت جلی چھوٹے صاحبزادے کو
جنکی منظور باقی تھا اس کمال شہادت جناب میں + یوں آیا ہے یہی
دخل رسالتمآب میں + ممکن نہ تھا خفی وجلی ایک باب میں + دونو
نواسے لگے دونوں حساب میں + پایا خفی کا درجہ تو پہلو نواسہ
نے + پورا کیا جلی کو بھی ایک بھوکی پیاسے نے + چوتھی
وجہ شہادت حضرت حسنین علیہم السلام کی یہ ہے کہ جسوقت

ابراہیم علیہ السّلام کو واسطے قربانی حضرت اسمعیلؑ کے حکم صادر ہوا
اور آپ آمادہ ہوئے اُسوقت جنّت سے مینڈھا آیا اور بدلہ مین
حضرت اسمعیلؑ کے قربانی ہوا اور اللہ تعالےٰ نے حضرت
اسمعیلؑ کو چھوڑ لیا اسیطرح سے حضرت عبد اللہ پدر بزرگوار
بھی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قربانی سے چھوٹ
روایت اسکی کتاب قصص الانبیاء مین باحوال چاہ زمزم کے
مفصل مرقوم ہے یہان ساتھ اختصار کے لکھی جاتی ہے
قصّہ اُسکا یون ہے کہ حضرت عبد المطلب کو کوئی اولاد نہ تھی
اُنھون نے جناب احدیت مین عرض کیا کہ اگر دس لڑکے ہمکو ہون
تو ایک کو اُنمین سے تیری راہ مین قربان کرون چنانچہ
اللہ تعالےٰ نے دعا آپکی قبول فرمائی اور دس لڑکے
قوی ہیکل اور خوبصورت عطا کئے تب حضرت عبد المطلب نے
دسون لڑکون سے احوال قربانی کے منت کا بیان فرمایا
سبھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ تابع حکم اور مرضی مبارک
پر راضی ہین حضرت عبد المطلب باین خیال کہ جسمین کسی کی خاطر
شکنی نہ ہو قرعہ ڈالا اور کہا کہ جسکے نام پر قرعہ پڑیگا اُسکو قربانی
دونگا حسب اتفاق قرعہ بنام عبد اللہ کے پڑا چونکہ حضرت عبد اللہ

نہایت حسین اور خوشرو تھے اور مردمان عرب مین نہایت ممتاز
تھے اسوجہ سے کسیکو منظور نہ تھا کہ آپ قربانی دیے جائین
بلکہ یکی بھائی لوگون نے اپنا اپنا قربانی ہونا قبول کیا اور
قربانی سے حضرت عبد اللہ کے مانع ہوتے آخرش بعد
بہت رد و کد کی کاہنون کے پاس گئے اور حال بیان کیا
کاہنون نے پوچھا کہ تمھارے یہان بدلہ دیت کا کیا ہے
جواب دیا کہ دس اونٹ کاہنون نے کہا کہ بس دس اونٹ ایک
طرف کرو اور حضرت عبد اللہ کو ایکطرف کرو اور قرعہ ڈالو جب تک
قرعہ بنام اونٹون کے نہ پڑے تب تک برابر دس دس
اونٹ بڑھاے جاؤ غرض عبد المطلب نے ایسا ہی کیا
نو مرتبہ قرعہ بنام عبد اللہ پڑا دسوین بار جب سو اونٹ پورے ہوگئے
تو قرعہ بنام اونٹون کے پڑا تب آپ نے فرمایا کہ یہ قربانی
منظور خدا ہوئی مگر پھر حضرت عبد المطلب نے واسطے تشفی
خاطر بار دیگر قرعہ ڈالا تو پھر بنام اونٹون کے پڑا تب حضرت
عبد المطلب کو یقین واثق ہوا کہ اب یہ قربانی بے شبہ
منظور خدا ہوئی اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام
اور حضرت عبد اللہ کو اللہ تعالی نے قربانی سے چھڑا لیا اور

یہ دونوں بزرگوار آپ کے آبا و اجداد میں تھے جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ انا ابن الذبیحین یعنی
میں بیٹا دو ذبح کئے ہوئے کا ہوں اور دو ذبیح سے مراد
ایک تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دوسرے حضرت عبداللہ ہیں
پس ورثہ دونوں طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پہنچا اور حضور سے جناب سرور کائنات کی یہ ورثہ دونوں
نور عین حضرات حسنین علیہم السلام کو پہنچا وہاں بزرگوار قربانی
سے چھوڑائے گئے اور یہاں بالعوض اس قربانی کے
دونوں جگر گوشگان محبوب رب العالمین کی شہید اور قربانی
ہوئی اگر تکمیل قربانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ
پہ ہوتی تو یہ رتبہ وہیں ختم ہو جاتا منظور الٰہی یوں ہوا کہ خاتمہ اس
رتبہ کا اہلبیت اطہار پہ ہوتا کہ اس رتبۂ اولعظم سے محبوب کے جگر
حبیب پاک اور نور دیدہ صاحب لولاک محروم نہ رہیں چنانچہ صاحبزادہ
کلاں حضرت امام حسن علیہ السلام نے شہادت خفی پائی کہ زہر سے
شہید ہوئے اور چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسین علیہ
السلام نے شہادت جلی پائی خنجر ظلم سے بھوکے اور پیاسے
شہید ہوئے جیسا کہ اظہر من الشمس ہے اور مرتبہ شہادت

بہت بڑا اور بزرگ ہے کہ جسکی بزرگی اور فضیلت کلام اللہ اور
حدیث سے ثابت ہے اور مفسرین نے لکھا ہے کہ حق تعالیٰ
نے شہیدونکو اختیار دیا ہے کہ مانند مرغان سبز بال کی طواف
بہشت کا کریں اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ حق تعالیٰ نے شہیدونکو پانچ بزرگیان دین جو کسیکو نہین
دین اور مجھے بھی نہین دین ایک تو یہ کہ سب نبیونکی روحون کو
حضرت ملک الموت قبض کرتے ہین اور شہیدونکی روحون کو
حق تعالیٰ خود قبض کرتا ہے دوسرے یہ کہ سب انبیا بعد
موت کے نہلائے جاتے ہین اور مین بھی نہلایا جاؤنگا پر
شہید نہین نہلائے جاتے ہین تیسرے یہ کہ سب نبیونکو
کفن دیا جاتا ہے اور مجکو بھی جاویگا پر شہیدونکو نہین چوتھے
یہ کہ انبیا کو مردہ کہتے ہین اور مین بھی ایسا ہی ہون کہ
اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ تحقیق تو بھی مرنیوالا ہے اور
تحقیق وہ بھی مرنیوالے ہین اور شہید لوگ زندہ ہین کہ
احیا کہلاتے ہین پانچوین یہ کہ سب نبی قیامت کے دن شفاعت
کرینگے اور مین بھی امتیون شفاعت کرونگا اور شہید ہر روز
شفاعت کرتے ہین حسب لیاقت تا قیامت اور شاہ عبدالعزیز صاحب

معنی شہید کے لکھتے ہیں کہ شہید اُسے کہتے ہیں کہ دل کو
اُسکے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اور جو کچھ انبیا سے اُسکو پہنچا اُسکا
دل ایسا قبول کرتا ہے کہ گویا دیکھتا ہے اسیواسطے دنیا کے کام
ہیں جان دینا آسان ہے اُن لوگون کے نزدیک گو ظاہر
ہیں مارے گئے اب اِس جگہ ایک تمثیل بیان ہوتی ہے یعنی جیسا
کہتے ہیں کہ سونا کھوٹا اور کھرا کسوٹی پر کستے ہیں جس سونے کا
رنگ زرد نکلتا ہے وہ کھوٹا ہوتا ہے اور جس سونیکی تحریر
سرخ نکلی ہے وہ حکم جید کا رکھتا ہے

نظم

خامہ خوش نگار و خوش رفتار — ازعنایات حضرت غفار
نکتہ خوش بیان لکھتا ہے — بلکہ خالق کی شان لکھتا ہے
رمز اسکا ہر ایک کیا جانے — جو ہو بینا وہ اسکو پہچانے
کیونکہ مضمون یہ ہے بہت باریک — ناشناسا کو ہے رہ تاریک
بعد تمہید اب یہ ہے مطلب — گوش دل سے سنین احباب
آئی ہے یہ حدیث ختم رسل — جسکے مضمونکا ہے یہ مطلب کل
یعنی ہر شے جہان کی اے دوست — جا پہنچتی ہے اپنی اصل کی بابت
ہو کہین یا کہین یہ جا کچھ ہے — کھینچ لیتی ہے اُسکی اصل اُسی
یون کشش اسکی ہو بہ نفس نفیس — کھینچے آہن کو جیسے مقناطیس

خلق میں نور پنجتن کا ظہور — جا بجا سب میں تھا وہ نور ظہور

جبکہ نکلا وہ نور ہرن سے — لگ گیا جا کے اک صیاد سے

پانچوں تن کا امتحان جو ہوا — جسم پہ گذرے عجیب بلا پہ بلا

دوست کی عشق کی شوقی میں — کس کیا صبر کسی کو دونی میں

رنگ پختہ جو اسمیں ہاتھ آیا — حکم تب شاہ کا فرمایا

اب یہ لکھتا ہے راوی پُر غم — وہ امام زمان شہید ستم

فرش زمین سے جو تشنہ کام گیا — زینت عرش نیکنام گیا

عشق معبود کا تھا ایسا جوش — یاد میں حق کے ہو گئے بیہوش

وقت یہ حکم کردگار ہوا — لامکان اُٹھا دو حجاب کا پردا

دوست نے جبکہ دوست کو سمجھا — ہوش باقی رہا نہ پھر اصلا

پھر کسیکو خبر کہ جان گئی — کسکی چھری گلو پہ کسنے پھیری

نور نے اپنے نور کو کھینچا — ملگیا اسمیں جسکا تھا بندا

کہکے بس لا الہ الا اللہ — ہو گئی شاہ دین فنا فی اللہ

تب یہ پیدا ہوئی فلک سے ندا — خلق میں عشق نام ہو اسکا

اسطرح سے جناب سید الشہدا کو جو اللہ تعالے نے بسموفی صبر میں ساتھ شدومد کے کھینچا تو تحریر سرخ پایا حکم حیدکا دیا خاطر ملکوت پر خط رنج و غم کا کھینچا ملائکہ مقربین متردد اور

تب وہ کیونکر ہوسکتے اسوقت غیب سے خطاب پہنچا کہ یہ نشان جو
تکمیل شہادت کا پیشتر پیدایش بنی آدم بطور رقم کلی ہو پیدا ہوا اگر
اسواسطے کہ سب فرشتوں میں پہلے سے مشہور و مشہود
ہو جاوے اور نتیجہ اس اہتمام کا آیندہ کھلے گا چنانچہ جسوقت
شاہزادہ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام رونق افروز دنیا
ہوئے اور خبر شہادت کی آپکو سنائی گئی تو سنتے ہی اس
مژدہ کے جناب سید الشہدا نہایت شاد اور محظوظ ہوئے
چونکہ شہادت جلی کیواسطے بہت سی شرطیں ضرور و لازم تھیں
اور تنہائی اور بیکسی بھی متعلق لوازمہ شہادت تھی اسواسطے
پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ سر سے جدا ہوا
جسکے فراق میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا شب و روز
نالہ و زاری اور اشکباری کرتی رہیں الغرض آپکو ہجر جدائی باپ
کے دوسرا غم نہ تھا یہانتک کہ طاقت نشست و برخاست و تاب
و توانائی بالکل جاتی رہی دو چھ مہینے تک آپ حیات رہیں اس
عرصہ تک آپکو کسی نے تبسم کرتے ہوئے نہ دیکھا آخرش
اسی غم جانکاہ میں حضرت سیدہ نے دوشنبہ کے دن تیسری
رمضان کو وفات پائی بعدہ حضرت علی علیہ السلام کا بھی عالم

سر سے اٹھگیا بعدہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے شربت
شہادت نوش فرمایا اور حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ
السلام کا کوئی یار و مددگار نرہا اُسوقت کوفیون نے مکر و دغا
سے بلاکر میدان کربلا مین تین روز تک تمام خرد و کلان کو
تشنہ اور گرسنہ رکھا یہانتک کہ اطفال خُرد و سال کو بھی ایک
ایک قطرہ پانی کے لیئے ترسایا چنانچہ جب تشنگی اور ظلم حد سے
زیادہ گذرنے لگی تب عطرت اطہار نے فریاد و زاری جناب
مین حضرت سید الشہدا کے شروع اُسوقت حضرت امام حسین علیہ
السلام کلمات تشفی آمیز اہلبیت کو فرماتے تھے اور یہ آیت
پڑھتے تھے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین تحقیق اللہ ساتھ
صبر کرنیوالے کے ہے ہمکو بجز صبر اور شکر کے دوسرا نہ چاہیئے نظم

بس اب چاہئے مجکو صبر جمیل — سمجھ اسکے مضمون کو بی قال و قیل
سکھون کیا ہی صبر جمیل آے حبیب — نہ شکوہ نہ رونا ہو جسمین نصیب
کرون صبر کے اب مین کیا بیان — کہ ہو تجھپہ سب اسکی خوبی عیان
جزا اسکی جنت ہی اسکا ثواب — جو دیکھے تو عقبی مین بیحساب
نبی کی کہا یون کہے ہے خدا — مصیبت کو جسنے مرے سہ لیا
قیامت کو آوے گی مجکو حیا — کہ تولون عمل اسکے میزان منگا

آخر الامر تمام خویش و اقارب و رفیقان کو کنارہ نہر رو برو حضرت امام
حسین علیہ السلام کے شہید کیا بعدہ حضرت امام حسین علیہ السلام
جب تن تنہا رہ گئے تو اُس وقت کوفیان بے وفا نے انواع انواع
قسم کے ظلم اور ستم کے ساتھ تشنہ اور گرسنہ کنارہ دریا کو
خنجر جفا سے شہید کیا اور بدلے ہدایت کے گمراہی اختیار
کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے پارہ سورہ بقر میں فرمایا ہے
اُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ
بِالْمَغْفِرَةِ یعنی یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے مول لیا گمراہی کو
بدلے ہدایت کے اور عذاب کو بدلے بخشش کے غرض
امام حسین علیہ السلام فدیہ رسول ہو کر فنا فی الرسول ہو کر
اور فنا فی الرسول ہو کر درجہ فنا فی اللہ کو پہنچے اور وہاں
پہنچ کر بقا باللہ ہوئے نظم رکھا جو شمر نے خنجر گلے پہ بولی ملک +
ہوئے حسین فنا فی الرسول بسم اللہ + ہر ایک قطرہ خون سے
ہوئی صدا اٹھی بلند + فنا رسول میں ہو کر ہوئے فنا فی اللہ +
کرے حسین کے درجہ کو کیا نجف تحریر + شہید ہوتے ہی وہ ہو گئے
بقا باللہ + بھیجو درود و سلام نبی پہ آل نبی اولاد علی پر +

نکات در شہادت امام حسین علیہ السلام

نکتہ اوّل ما اوذی

واضح ہو کہ جسقدر رنج اور تکالیف اور ایذا اور مصائب حضرت رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے ہاتھ سے اٹھائی ہیں
کسی اور نبی نے نہیں اٹھائے ہیں خصوص خبر شہادت
جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی اکثر وحی
سے بزبانی جبرئیل علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی کہ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو ہمیشہ اندوہ و غم ہوتا تھا باوجود اس رنج و غم حسین
سے حضرت کا دل حزین + راضی رضائے حق پر مگر تھے وہ شاہ
دین + اللہ رے صبر و شکر جناب رسول پاک + حسین سے
پیارے اور یہ ضبط آفرین + جیسا کہ حدیث شریف میں
وارد ہے مَا اُوذِیَ نَبِیٌّ قَطُّ مِثْلَ مَا اُوذِیتُ
اذیت دیا گیا کوئی نبی ہرگز مثل اُسکے کہ اذیت دیا گیا میں پس
جو تکلیف اور ایذا روحانی و جسمانی آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اٹھائی اور پیغمبر نے نہیں اٹھائے خصوصاً
مطلع ہونا آپکا شہادت امام حسین علیہ السلام پر جد بیٹوں کی
ہاتھ سے بذریعہ وحی کے کہ کسی نبی کی آل اولاد پر ایسی

اور مصیبت گذری جیسا کہ روز عاشورہ کو لخت جگر رسول خدا اور
نور دیدہ علی مرتضے و سرور سینہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
تعالی عنہا پر دشت کربلا میں گذری جو بیان سے باہر ہے
اسمیں اکثر سرہای باریک و نکتہ ہاے نازک اس معرکہ جانکاہ
میں کلام اللہ سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
سپارہ دوم سورہ حدید میں مَا اَصَابَ مِنْ مُصِیْبَةٍ
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ یعنی نہیں پہنچی
کوئی مصیبت بیچ زمین کے اور نہ بیچ جانون تمہارے کے مگر
بیچ کتاب کے ہے لکھی ہوئی اب اس نکتہ باریک کو بغور خیال
کرنا چاہئے کہ اس نص قرآنی سے صریح ثابت ہوتا ہے
کہ اللہ تعالے نے کوئی مصیبت سخت بنائی ہے کہ جسکی
خبر پیشتر سے کلام اللہ میں دیتا ہے کہ میں نے ایسی سخت
مصیبت پیدا کی ہے کہ ابھی تک وہ مصیبت زمین پر اور کسی
بشر پر نہیں پہنچی ہے مگر بیچ کتاب کے ہے لکھی ہوئی اور
ظاہر ہوتا ہے کہ آیندہ یہ مصیبت کسی پر نازل ہونیوالی ہے
بعدہ فرماتا ہے مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا یعنی پہلے اس
کہ پیدا کریں ہم اسکو بیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشتر

پیدا یش اہل مصیبت سے کے اللہ تعالے لئے اُس مصیبت کو پیدا کیا

کہ جسکی خبر پیشتر سے دیتا ہے کہ آئندہ کسی پر یہ مصیبت نازل

ہوگی چنانچہ اُس مصیبت کا نزول ہوا روز عاشورہ کو امام حسین

علیہ السلام پر بجز یہ ثابت ہوا کہ یہ مصیبت جسکی خبر پیشتر سے اللہ تعالیٰ

دے چکا ہے مخصوص آپ ہی کیواسطے پیدا ہوئی تھی گویا

قیامت کسی فرد بشر پر ایسی مصیبت سخت نہ گذری ہوگی چنانچہ

منظور الٰہی یون ہوا کہ اِس سانحہ عظیم یعنی رنج و مصائب

و شہادت جو واسطے امام حسین علیہ السلام کے پیدا کی گئی

ہین اپنے حبیب پاک کو پیشتر سے در پردہ خبر اُسکی دیکر

رجوع اور راضی کرالین ورنہ یک بیک صاف صاف سننے سے

خبر وحشت اثر کے آپ کے طبع نازنین کو صدمۂ عظیم ہوگا

اسیواسطے پیشتر سے اپنے محبوب کو اللہ تعالےٰ لے

حال واقعہ کربلا مخفی خبر دیکر رغبت دلاتا اور رجوع کرتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے چھبیسوین پارہ مین فرماتا ہے فَاصْبِرْ

كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ یعنی سو تو ٹھہرا رہ جیسے

ٹھہرے رہے ہین ہمت والے رسول اب یہ نکتہ جاسی لحاظ

اور غور ہے کہ اللہ تعالےٰ لے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ

وسلم کو صبر اور رضا اور تسلیم مین موصوف کرکے گلدستہ کمالات کا بنایا
پھر یہان پر جو یہ خطاب بھیجا یعنی تو ٹھہر ارہ جیسے ٹھہرے رہتے ہین
ہمت والے رسول اسکی کیا وجہ تھی اس خطاب سے صریح ثابت
ہوتا ہے کہ کوئی سانحہ عظیم آیندہ ہونے والا ہے کہ وہان پر
ہمت اور صبر اور رضا درکار ہے جب اپنے حبیب کو ہمت اور صبر
کی طرف رجوع کرا چکا تب در پردہ اوصاف شہادت کے آپکو سنائی
جیساکہ سورہ محمد مین فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ
يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ یعنی جو لوگ کہ مارے جاتے ہین بیچ راہ اللہ
کے ہرگز نہ بے راہ کریگا اُنکے عملون کو   پس اس آیت
سے معرکہ کربلا بخوبی ثابت ہوا کہ یہ رنج اور مصائب وغیرہ امام حسین
علیہ السلام کے واسطے پیدا کی گئی تھی کہ جسکی خبر پیشتر سے اللہ
تعالی نے کردی بعدہ اپنے محبوب کو اس واقعہ جانکاہ پر
در پردہ رغبت دلاکر رجوع کرا چکا تب صاف صاف خبر معرکہ کربلا
کے بذریعہ وحی کے آپکو سنا یا کہ جس سے آپکو بیک بیک
صدمہ عظیم ہو چنانچہ مطابق منصوصات روز عاشورہ کو امام حسین
علیہ السلام پر گذرا کہ معہ خویش و اقارب انواع اقسام کی مصیبت
کے ساتھ تشنہ او گرسنہ شہید ہوے جیساکہ واقعات سے

قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مُحْسِنِينَ صَابِرِينَ مُقْبِلِينَ یعنی مقتول ہوے
راہ خدا میں اور نیک کار صبر کرنے والے اور مقابل ہونیوالے
لڑائی میں اور نہیں پیٹھ پھیرنے والے جنگ سے کنایہ اِس
آیت کا طرف عزیزان اور رفیقان امام حسین علیہ السلام کے
پایا جاتا ہے کہ روز عاشورہ کو ہر ایک طفل اور جوان شوق شہادت
اور تمنا لڑائی کی اسقدر رکھتے تھے کہ ایک پر ایک سبقت کرکے
مبارزطلب ہوتے اور لڑائی میں قدم پیچھے نہیں رکھتے تھے
اور یہ کہتے تھے کہ آل بنی ہاشم کو روز جنگ میں
پشت من دہ آن ننگ ماند میان خاک و خون بھی مرے
یہانتک کہ سر کو اپنے راہ خدا میں نثار کرتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے صفت شہیدوں کی سورہ آل عمران چوتھے پارہ میں
فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا
بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ اور مت گمان کرو ان لوگوں کو مردہ جو کہ
مارے گئے خدا کی راہ میں بلکہ وہ زندہ ہیں نزدیک اپنے
رب کے اب دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اوصاف شہدائوں
کی کیسی کیسی فرماتا ہے مگر صد حیف کہ گروہ اشقیا نے عترت اور
اہلبیت رسالت کو کچھ خیال کیا اور بسبب طمع دنیا کے دین کو

گمراہ اور ظالم اور کافر اور گمراہ ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالی رکوع گیارہ
سورہ آل عمران میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ
ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ
ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ
نّٰصِرِیْنَ یعنی تحقیق جو لوگ کافر ہوئے پیچھے ایمان اپنے کے
پھر زیادہ ہوئے کفر میں ہرگز نہ توبہ قبول کی جاویگی انکی اور یہ لوگ
وہ ہیں گمراہ تحقیق جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے اور وہ کافر تھے
پس ہرگز نہ قبول کیا جاویگا کسی کا انمیں سے برابر بھرے زمین کے
سونا اگرچہ بدلا دے ساتھ اسکے یہ لوگ واسطے انکے ہے
عذاب درد دینے والا اور نہیں واسطے انکے کوئی مدد دینے والا
اب خیال کرنا چاہیے کہ یہ اشارہ طرف ظالمان کربلا پایا جاتا ہے
کہ بطمع زر کے دین و ایمان کو چھوڑ کر کافر و ظالم ہو گئے اس سے
بڑھ کر کوئی کفر و ظلم نہ ہوگا اور ہرگز توبہ انکی قبول نہ ہو گی اگرچہ
تمام زر بدلا دیں برابر زمین کے مشرق سے مغرب
تک ہرگز عذاب سے بری نہ ہونگے کیونکہ یہ لوگ گمراہ اور کافر
ابدی ہو گئے اور انھوں کے واسطے ہے عذاب دردناک دوزخ کا

اور نہین واسطے اُنکے کوئی مدد دینے والا اور مُلّا حسن بلبندی
بیچ شیخ قصائد مرتضویکی کتاب فواتح مین لکھتے ہین کہ جناب امیر
علیہ السلام جمیع فتن اور سوانح جو کچھ کہ بعد وفات حضرت رسالت
پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوئی ہے تا آخر معرکہ
کربلا اور ہلاکت بنی امیہ اور یزید پلید اور تمام اشرار کربلا علے
الترتیب کلام اللہ مین سورہ حمعسق سے استنباط فرمائی ہین
بھیجو درود و سلام نبیؐ پہ
آل نبیؐ اولادِ علیؑ پہ

نکتہ دوم صبور مین

پہلے گو صبر مین ایوبؑ نے نام کیا
پر وہ آغاز تھا شبیرؑ نے انجام کیا
اب جاننا چاہیے کہ جسکی قدرت گونا گون کی کچھ انتہا نہین ہے
واسطے ظہور لوازم دینی اور تکمیل مدارج اور مراتب صبر و رضا
و تسلیم کے جن جن لوگون پر رنج و بلا و مصیبت کا نزول فرمایا
وہ صرف امتحانا واسطے آزمایش ظاہری کے تھا اور اُن
مصائب امتحانی پر لوگون نے صبر کیا اور بدلا اُسکا پایا القصہ
کہ کردونیا فت جسنے جیسا کیا اُسنے ویسا پایا مگر حضرات امام
حسین جگر گوشہ رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو
جو رنج اور مصائب کربلا مین گذری کہ آجتک جسکی تحریر بیان مین قلم خامہ

شق ہے اور قیامت تک کسی فرد بشر بلکہ وحوش و طیور و جانوران
بحر و بر پر ایسا سانحہ عجیب تر نہ ہوا اور نہ ہوگا کہ گروہ ظالمان خذلہ
ناصرین علیہ ما یستحقہ واللعنت نے تشنہ اور گرسنہ بے یار و مددگار
مع فرزندان اور برادران و رفیقان کے انواع ظلم اور ایذا
کے ساتھ نہر کے کنارہ شہید کیا اسمین کیا اسرار تھا کہ باوجود
انتہاے ظلم ظالمان کے حضرت امام حسین علیہ السلام اور
ذریاتوں پر انکے گذرا اور اُن لوگوں نے تحمیل صبر کو
درجہ کمال تک پہنچا کر ایک قدم احاطہ صبر اور رضا اور تسلیم سے
باہر نہ رکھا اللہ جلشانہ نے کہ جو منتقم حقیقی ہے بدلا صبر کا
دنیا مین نہ عطا فرمایا روز قیامت پر موقوف رکھا نظم

ہو عرض کس زبان سے درجہ حسینؑ کا — عرش بریں سے بڑھکے ہے رتبہ حسینؑ کا
قصہ عجب زیادہ ہے اصحاب کہف سے — پھر کیا لکھے بھلا کوئی قصہ حسینؑ کا
سب انبیا کو صبر کا بدلا یہین ملا — کیون روز حشر پہ رہا بدلا حسینؑ کا

پس جیسا کہ حضرت آدم علے نبینا اور حضرت بی بی حوا بسبب
عتاب الٰہی کے بہشت بریں سے بردہ دنیا مین آ گئے اور
دونون مین مفارقت ہو گئی حضرت آدمؑ تلاش مین حضرت
حوا کے شب و روز حیران و پریشان رہے اور تین سو برس

تک اپنی گناہ پر رویا کئے تھے اور صبر فرماتے تھے [illegible] آخر [illegible]
جامع الشفعین نے صبر کا بدلا حضرت آدم علیہ السلام کو یہ دیا
کہ بعد پہنچنے رنج اور مشقت بسیار کے جب وسیلہ حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت آدم علیہ السلام نے
درمیان میں دیا اللہ تعالیٰ نے حضرت بی بی حوا سے
ملا دیا اور گناہ کو عفو فرمایا اسی طرح سے حضرت نوح علیہ السلام
بھی اپنی قوم کو برابر ہدایت کرتے رہے مگر کوئی کہنا آپکا
خیال نہ کرتا تھا بلکہ پتھر اور ڈھیلا مارتے تھے اور رنج اور
مصیبت پہنچاتے تھے اور آپ برابر صبر فرماتے رہے
جب سختی آپ پر حد سے زیادہ گذری تو آخر الامر حضرت
نوح علیہ السلام نے بد دعا کی اللہ جلشانہ نے بدلا صبر کا
حضرت نوح علیہ السلام کو بھی عطا فرمایا کہ اُن قوموں کو
طوفان میں غارت کر دیا علی ہذا القیاس ایوب علیہ السلام کو
بھی اس خالق نے صرف واسطے امتحان کے بلا میں مبتلا
کیا یعنی سارے جسم میں کیڑے پڑ گئے اور سوا اسکے
بڑی بڑی رنج اور مصائب آپ پر گذر گئے کہ جسکے
لکھنے کو ایک دفتر چاہئے مگر آپ برابر صبر فرماتے رہے

اللہ تعالیٰ نے بدلا صبر کا حضرت ایوب علیہ السلام کو مرحمت
فرمایا کہ صحت کلی عطا ہوئی اور فرزندان اور عزیزان اور
رفیقان سے انکو ملایا غرض اسیطرح سے حضرت سلیمان
علیہ السلام کی بھی انگشتری کے سبب گم ہونے سے انکو سختی کئی
برس تک اسی رنج و مشقت میں مبتلا ہوئے اور سلطنت کا
سب جاتی رہی حیران اور پریشان پھرتے تھے اور
ایک مدت کے بعد پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کو
اللہ تعالیٰ نے اس ابتلا کے بعد رنج اور محن کے پھر سلطنت عطا
کی اور اسیطرح سے حضرت یونس علیہ السلام بسبب شکم ماہی
میں رہنے کے تو بہت دنوں رہے اور بڑی تکلیف میں بڑا رنج
اور پھر کئی برس کے بعد آخر کو اللہ تعالیٰ نے بدلا صبر کا
حضرت یونس علیہ السلام کو یہی مرحمت فرمایا کہ شکم ماہی سے
باہر آئے اور تنگی بلا سے نجات ملی اور اسیطرح پھر حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نہایت تکلیف دی اور
آپ بہت پریشان رہے تھے اللہ تعالیٰ نے بدلا صبر کا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا کہ فرعون مع لشکر کے دریا
نیل میں غرق ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام جدا ہی ہو گئے

یوسف علیہ السلام کی اسقدر روئے کہ بصارت چشم جاتی رہی
آخر الامر بدلا صبر کا اللہ تعالے نے یعقوب علیہ السلام
کو عطا کیا کہ یوسف علیہ السلام سے پھر ملا دیا اُسیطرح سے
حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بھائیون نے چاہ مین ڈالا
اور انواع انواع قسم کے ایذا رسانی کی مگر آپ برابر صبر فرماتے رہے
آخر اللہ تعالے نے ایکے بدلا صبر کا یوسف علیہ السلام کو عطا
کیا کہ بعد اُٹھانے رنج و محنت کے سلطنت مصر کی ملی ویسا ہی
جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نمرود مردود نے آگ مین
ڈالا تو آپ نے کچھ صبر کے دم نہ مارا اللہ تعالی نے صبر کے
بدلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ آتش کو گلزار کیا اور جب
حضرت ابراہیم کو واسطے ذبح فرزند ناجلیل حضرت اسمعیل علیہ
السلام کی حکم صادر ہوا تو حسب فرمان رب جلیل حضرت ابراہیم
علیہ السلام واسطے ذبح حضرت اسمعیل کے آمادہ ہوے اللہ
تعالے نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو صابر پایا اور صبر کا
بدلا عطا فرمایا کہ جنت سے دُنبہ آیا اور بعوض اسمعیل علیہ السلام
کے قربانی ہوا ویسا ہی حضرت عیسی علیہ السلام کو جب یہودیان
دار پہ کھینچنے کو آمادہ ہوے اور واسطے کہ تعالی اُنکی مکان مین

گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجز صبر کے دم نہ مارا اللہ تعالیٰ نے
بدلے صبر کے حضرت عیسیٰ کو ان کافرون کے ہاتھ سے بچا لیا یعنی
چوتھے طبق آسمان پر اٹھا لیا اور اس قوم کا جو سردار تھا ہمشکل
حضرت عیسیٰ کے ہو گیا یہودیون نے حضرت عیسیٰ کی جگہ اپنے
سردار کو پھانسی دیدیا اب خیال کرنا چاہئے کہ وقوع واقعہ کربلا
مین روز عاشورہ کو حضرت سید الشہدا نور دیدۂ علی مرتضیٰ
جگر گوشہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لخت جگر حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ تعالے عنہا یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام
بے آب و دانہ بہتر تن کے ساتھ مع فرزندان و رفیقان
کربلا مین فرات کے کنارہ شہید ہوئے اور جو جو رنج و بیکسی
و ظلم مظلومان اہلبیت پر ہوئے بیان سے باہر ہے اور
بدلا صبر کا جو دنیا مین نہ ملا روز قیامت پر موقوف رہا اسمین
یہ نکتہ اور سبب ہے کہ اللہ جلشانہ نے اپنا نام صبور بھی رکھا ہے
اور معنی صبور کے یہ ہین کہ صبر اور توقف کرنیوالا اب دیکھنا چاہئے
کہ اللہ جلشانہ ہر شے پر قادر ہے اور وہ قادر قیوم ایسا ہے
کہ اسنے جو چاہا سو کیا اور جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو
چاہیگا وہ کریگا اور صبر کام عاجز سے نہ قادر کا پس اسنے جو نام اپنا

مجبور کیا اسمین یہ سبب مستتر اور پوشیدہ تھا کہ یہ سانحہ جو کربلا
مین گذرا سب اُسکے علم الٰہی مین ظاہر تھا کہ ایک روز گروہ
اشقیا امام حسین علیہ السلام کو ساتھ انواع ظلم اور ستم کے شہید
کرینگے اور انتقام اس وقوع کا ستمگارون سے روز قیامت
مین لیا جاویگا جیسا کہ اشارہ سورہ عنکبوت مین فرماتا ہے
قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ کہہ کفایت کرتا ہے اللہ درمیان میرے اور درمیان
تمھارے گواہ بس ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ خبر یہ فرماتا ہے
کہ جو کچھ زمین اور آسمان مین ہے خوب جانتا ہون یعنی جو کچھ
ہوا اور ہوگا اور اس کلمہ سے آگاہ کر کے کہ مین خوب جانتا ہون
جو کچھ بیچ زمین اور آسمان کے ہے سورہ مذ سیپارہ جو بیس
مین ہون فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور وہ لوگ ایمان لائے ساتھ جھوٹ کے
اور کفر کیا ساتھ اللہ کے یہ لوگ ہین نقصان پانیوالے
اب غور کرنا چاہئے کہ جیسا ایمان قاتلان حسین علیہ السلام کا
صرف جھوٹ اور ناحق پر تھا کہ خود نامجات متواتر خدمت مین جناب
امام حسین علیہ السلام کے لکھکر بلوایا اور نا تابعداری کی بدسے

دانہ اور پانی بند کرکے شہید کیا پس وہی لوگ ہین بیشک نقصان
پانے والے جیسا کہ دنیا مین ہوئے مستحق وفور لعنت ابدی کو
ہوے ویسا ہی عاقبت مین ہونگے گرفتار عذاب ہاویہ کے سو جیسا
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَا اَدْرٰىكَ
مَاهِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ پس ماں اسکی ہاویہ ہے اور کیا جانے
تو کیا ہے وہ ہاویہ آگ ہے جلتی ہوئی پس بدلا صبر کا سیدورز
امام حسین علیہ السلام کو دیا جاویگا پس اسی ظلم وستم کی انتقام
لینے مین جو روز عاشورہ کو امام حسین علیہ السلام پر گذرا اللہ
جلشانہ نے صبر اور توقف کیا اور جلدی ہلاک ہونیسے موقوف رکھا
پر رکھا اور یون سابقا سورہ عنکبوت مین ارشاد کر دیکا وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ
بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ اور جلدی کرتے ہین
تجسے ساتھ عذاب کے اگر نہ ہوتا ایک وقت مقرر البتہ آتا انکی پاس
عذاب اب صاف ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایک
وقت مقرر نہ ہوتا تو البتہ آتا انکے پاس عذاب یعنی اگر قیامت کا
ایکدن مقرر نہ ہوتا تو بیشک اسوقت قیامت بپا ہوتی وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ جَهَنَّمَ
لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور آویگا البتہ انکے پاس ناگہان

اور وہ نہین ہیں بھاگ سکتے ہوں گے جلدی کرتے ہین تجھسے ساتھ عذاب
کے اور تحقیق البتہ دوزخ گھیرنے والی ہے کافرونکی اب
دیکھنا چاہئے کہ ان منصوصات سے بخوبی ثابت ہے کہ اللہ
تعالے نے بدلے ظلم کے قاتلان امام حسین علیہ السلام
قیامت پر اٹھا رکھا ہیں اٹھا رکھنے مین بدلا ظلم قاتلان امام
حسین علیہ السلام کے کئی وجہین ہین کہ وہ بیان کیجاتی ہین
اوّل یہ کہ اللہ تعالے کو جلدی کا کام پسند نہین ہے جیساکہ
آسمان اور زمین کو چھ روز مین پیدا کیا اور فرمایا سیپارہ آٹھ سورہ
اعراف مین خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ فِی سِتَّةِ اَیَّامٍ یعنی پیدا
کیا زمین اور آسمان کو چھ دن مین بس دیکھنا چاہئے کہ اگر
اللہ جلشانہٗ کو منظور ہوتا تو پل بھر مین آسمان اور زمین سب قایم
ہو جاتی بلکہ کام آہستگی کا اللہ پاک کو پسند ہے جیساکہ حدیث
شریف بھی موجود ہے اَلتَّاَنِّیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَالتَّعْجِیْلُ مِنَ
الشَّیْطَانِ یعنی آہستگی کا کام رحمن کا ہے اور جلدی کا کام
شیطان کا ہے دوم یہ کہ بدلا قیامت کا دنیا سے محض
سخت ہے اسواسطے اللہ تعالے نے موقوف قیامت پر رکھا
اور دنیا مین بھی ساتھ عذاب شدید کے مبتلا کیا اور ہوا ان

مصیبتوں کا جو حضرت امام حسین علیہ السلام اور ذریات پر انکی گذریں
حسب حال دنیا کے ہے جیسا کہ حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِیْنَ
یعنی دنیا واسطے مومنوں کے مثل قیدخانہ کے ہے اور کافروں کے
واسطے مثل جنت تیسرے یہ کہ اگر ان ظالموں سے بدلا دنیا
میں لے لیا جاتا تو بالکل مخلوق ذلت اور خرابی سے ان قوم
کے بخوبی آگاہ نہ ہوتے کیونکہ جو لوگ بچشم خود دیکھتے وہی
جانتے اسواسطے اللہ تعالے نے اس معاملہ کو قیامت
پر موقوف رکھا کہ جس روز مجمع اولین اور آخرین کا ہوگا اور
مجمع مخلوقات جن و انس میدان حشر میں واسطے انفصال
مقدمہ عمل کے حاضر کئے جاوینگے اسوقت پروردگار عالم قضا کے
عدالت پر جلوہ گر ہوکر میزان عدالت کو سامنے رکھیگا اور
صبر مظلومان کربلا اور ظلم ظالمان اشقیا کو تولیگا کہ پلہ صبر
مظلومان گران ہوجاویگا اسوقت روبرو کل اہل محشر کے
بڑی بڑی ذلت اور خرابی اور رسوائی کے ساتھ داد مظلوموں کی
ظالمان پردغا سے لیکے داخل جہنم کریگا اور شکل ان سبھوں کی
بدل جائیگی یعنی خوک و سگ و حمار کی صورت ہو جاوینگے غرض

شکل انسانی باقی نہ رہیگی اور تمامی اہل محشر ظالمون پر نفرین اور
مظلومون پر آفرین کرینگے اور جسوقت وہ ظالمان اور کافران
خدا ناترس کو اللہ تعالی داخل جہنم فرماویگا تو وہ استغفار
کرینگے اور نجات چاہینگے تو اللہ تعالی فرمائیگا چھٹین پارہ
سورہ مائدہ مین بوساطت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پہلے تملوگون کو کیا خبر نہین دی تھی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ اَنَّ
لَهُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ
یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا
مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ
تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اگر ہو واسطے اُنکے جو کچھ بیچ
زمین کے ہے سارا اور مانند اُسکے ساتھ اُسکے تو کر بدلا
پاوین ساتھ اُسکے عذاب دن قیامکے سے نہ قبول کیا جاوے
اُنسے اور واسطے اُنکے عذاب ہے درد دینے والا ارادہ
کرینگے یہ کہ نکل جاوین آگ سے اور نہ نکل جانیوالے ہین
اور واسطے اُنکے عذاب ہمیشہ کا ہے پس تملوگ ایسا کفر
او ظلم کرکے پھر امید رکھتے ہو کہ دوزخ سے نکل جاسکنگے
اور اُن مظلومان کو یہ حکم ہوگا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا

خٰلِدِیْنَ یعنی سلامتی ہو جیو اور تمھارے خوش حال ہوے تم
پس داخل ہوا سمین ہمیشہ رہنے والے تب وہ مظلومان شکر
بجالاوینگے اور کہینگے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ زمر سیپارہ
چوبیس مین فرماتا ہے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا
وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ
فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ اور کہینگے سب تعریف واسطے اللہ کی ہے
جسنے سچا کیا ہے وعدہ اپنے کو اور وارث کیا ہمکو زمین
بہشت کا جگہ پکڑتے ہین ہم بہشت مین جہان چاہین ہم پس
بہت اچھا ہے ثواب عمل کرنیوالونکا جو تھے پھر اللہ
تعالے نے اپنا اسم صبور رکھا اسمین یہ بھید رکھا کہ خاتمہ
صبر کا ذات بابرکات پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہوگا
اور مرتبہ اسم صبور مین موصوف کیا امام حسین علیہ السلام کو
کیونکہ اور اگلے انبیاء علیہم السلام نے جو صبر کیا وہ صرف
امتحان تھا کہ بعد صبر کے کچھ بدلا صبر کا ملتا گیا اور حضرت
امام حسین علیہ السلام پر مرتبہ صبر کا اختتام کیا پس حضرت امام
حسینؑ بدلے مین صبر کے اللہ تعالے سے ملے جیسا کہ
اللہ تعالے سورہ یوسف مین فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

یعنی ہم ساتھ صبر کرنیوالے کے ہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ امام
حسین علیہ السلام نے کسقدر صبر کیا کہ آپ کے روبرو سب
عزیز و اقارب تیغ ظلم سے شہید ہو گئے شیر خوار تک کو
ظالموں نے قطرہ پانی کا نہ دیا اور کیسے کیسے ایذا اور ظلم
کے ساتھ شہید کیا باوجودیکہ اللہ تعالے نے حضرت
امام حسین علیہ السلام کو سب طرح کی قوت دی تھی یعنی
ہمت اور مروت و شجاعت و سخاوت سب آپ کی ذات
میں تھیں اگر آپ چاہتے تو چشم زدن میں جو چاہتے
وہ کرتے زمین و آسمان کو اگر حکم دیتے تو فوراً انتقام
لے لیتا اور وہ ظالمان فی النار ہو جاتے مگر آپ نے برابر
صبر کیا قطعہ چاہتے آپ زبر زیر وہیں ہوتے عدو + زور
وہ تجھ پر زو ہیں ٹھاحق نے دیا + پر مروت سے بہت دور
سمجھکے تھیں + ہر اعدا ہوے بدظن درگاہ خدا +
اگر خوب خیال فرمائے تو یہ صبر عین جوانمردی تھی کہ باوجود
قدرت کے صبر کیا جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
شعر اگر زیر دستی بیفتد ز پاست + زبردست افتاد و در خدا + بیت
اور برابر آسمان و زمین اور جناتوں نے عرض کیا کہ اگر حکم حضور

ہوتو ان ظالمون کو تہ تیغ کرون مگر آپ نے مدد نہ چاہی اور فرمایا
رضینا بقضاے الٰہی یعنی راضی ہون مین رضا ہی پروردگار
پر خلاصہ یہ کہ ظالمون نے کوئی دقیقہ ظلم کا باقی نہ رکھا اور
حضرت امام حسین علیہ السلام کو بے آب و دانہ تینون دن سے
چو گھیر کر کے خنجر ستم سے شہید کیا اُسوقت بھی آپ برابر
صبر اور شکر کرتے رہے اور ہمت و جرأت شرعی کو ہاتھ
سے نہ دیا اور بحر صبر مین ایسا غوطہ لگایا کہ گوہر مقصود پایا
اور اسم صبور کی صفت اور خواص کما حقہ سے ظاہر فرمایا اور
امتحان کامل کو اختتام کر کے پیوست إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِين
کے ہوئے پانچوین یہ کہ قیامت کو اللہ تعالیٰ نے
دو طرح پر قائم فرمایا ایک تو قیامت صغرے کہ آغاز اسکا
وقت انتقال سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ہوا دوسری قیامت کبرے کہ بعد ظہور حضرت مہدی علیہ
السلام کے ہوگی اور وہی جمعہ کا روز دسوین محرم کی ہوگی
کہ جس جمعہ کے روز دسوین محرم کو یہ سانحہ اوپر امام حسین علیہ
السلام کے ہوا شک نہین تھا کہ اُسی روز قیامت
کبرے ہو جاتی مگر اللہ تعالے نے اپنے وعدہ کا سچا ہے

اِس امر کو وعدہ پر رکھا بس جسوقت قیامت کبریٰ قایم ہوگی
اور کل ظالمان و مظلومون سے حساب لیا جاویگا تو کل انبیا
علیہم السلام سواے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
خوف سے اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ کے نفسی نفسی
کہینگے اُسوقت جناب حضرت امام حسین علیہ السلام ساتھ
جمیع شہدا کے خون آلودہ میدان حشر مین تشریف
لاوینگے اور فرماوینگے یَارَبِّ شَفِّعْنِی فِیْ مَنْ بَکَا
عَلٰی مُصِیْبَتِیْ یعنی ای رب میرے شفاعت میری قبول
کر اور بخشدے جو رویا اوپر مصیبت کے پس وہ حاکم حقیقی
حضرت امام حسین علیہ السلام کی شفاعت قبول کرکے اُنکے
گنہگار کو بخشدیگا اور فرماویگا جیسا کہ پارہ عم سورہ بینہ مین
فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ
خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ
ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لاے اور
اچھے کام کیے یہ وہ لوگ ہین بہتر خلق کے بدلا اُنکا اُنکے
پروردگار کے نزدیک بہشتین ہین ہمیشہ رہنے والی جنکے نیچے ہین

نیچے اُسکی نہرین ہمیشہ رہنے والے بیچ اُسکے اور ہمیشہ راضی
ہوا اللہ اُنسے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے یہ واسطے
اُسکے ہے کہ ڈرتا ہے پروردگار سے غرض جسوقت
قاضی حشر سیدان قضاو قدر اُن ظالمان خدا ناترس کو
جنہون نے ساتھ امام حسین علیہ السلام اور موالیان
اُنکے ظلم کیا ساتھ انواع عذاب کے داخل جہنم کریگا اُسوقت
حضرت امام حسین علیہ السلام سے اللہ تعالے فرمایگا
کہ اے حسین دیکھا تمنے کہ جن لوگون نے تمہارے
اور تمہارے ذریاتون کے ساتھ کربلا مین ظلم اور ستم
کیا ہمنے کیسا بدلا اُن لوگون سے لیا کہ ساتھ انواع
خرابی اور رسوائی کے دوزخ ہاویہ مین ہمیشہ کے واسطے
داخل کیا اب تم مجھسے راضی ہوئے اُسوقت ہادی المتقین
جناب حضرت امام حسین علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے الہ العالمین
تو پروردگار عالم اور منتقم حقیقی ہے اُن ملعونون نے جیسا کیا
ویسا پایا لیکن حسین تیری ستاری اور غفاری سے یہ امید
رکھتا ہے کہ خون بہا مین حسین کے کل اُمت کو حضرت محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بخشدی اُسوقت دریائے رحمت

اپنی دین جوش مین آویگا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو حکم
ہوگا کہ تم امت کو اپنی نانا کے بہشت مین لیجاؤ ہم وعدہ
پورا کر چکے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ نساء سپارہ پنجم
مین فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللَّهِ
حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ترجمہ وہ لوگ کہ ایمان
لائے اور کام کیے اچھے واسطے اُنکے ہے بہشت نعمت
کی ہمیشہ رہینگے بیچ اُسکے وعدہ کیا اللہ نے سچ اور کون
ہے بہت سچا اللہ سے

نظم

یہ دنیا بھی ہے جای رنج و بلا — نہ راحت سے کوئی ہے ایمن ذرا
کسی کا مکان ایمن اس سے ہی جب تلغ — کوئی دل پہ رکھتا ہے فرقت کا داغ
کسیکو سنین تجھسی بیان مختصر — جو فرقت کی شب ہی تو غمکی سحر
قدم جبکہ آدم کا آیا یہان — تو حوا کو فرقت سے تھی نیم جان
اسی غم سے کرتی تھی ہر دم بکا — نہ مقبول ہوتی تھی لیکن دعا
دیا پنج نامِ مناجب واسطہ — سنی حق نے آدم کی تب التجا
کھلے عیش و عشرت کو در پھر عیان با — ہوا وصل حوا سے حاصل شتاب
ہوا جبکہ یعقوب کا امتحان — ہوئی آنکھ سے شکل یوسف نہان

رہا ایک عرصے تلک گم وہ آہ　　پسر کے الم میں پہ رہتا تباہ

ہوا جبکہ انپر بھی افضال رب　　تو گمگشتہ ہوئے کام بن آئے سب

کروں صبر یعقوب کا ذکر کیا　　رہا کس مصیبت میں وہ باخدا

کیا جبکہ انپر بھی حق نے کرم　　تو سامان عشرت ہوئے سب بہم

خدا سے جو رو رو کے مانگی دعا　　ہوئے بطن ماہی سے یونس رہا

غرض انبیا تمہید سی ہے یہ اب　　کہ مشہور صابر تھے یہ سب کے سب

مصیبت سہے جبکہ لاانتہا　　تو ان سب نے آخر کو شکوہ کیا

نہ تھی صبر شبیر جان بتول　　کیے تھے خوشی سے الم سب قبول

ہوا انپہ ہر رنج کا خاتمہ　　ستم جتنے لاکھوں دلوں پر ہوا

بچھڑنا عزیزوں کا اور سبکے پیاس　　اور اسپر جراحت لگیں بیقیاس

سہے بعد مردن بھی یہ ظلم جو　　کہ سر پہ سر لاش پامال ہو

پھرے دربدر سبکی اہل حرم　　ہوا کس پہ امت کا ایسا ستم

ہوا کب یہ ظلم اہل خلاف　　کہا گھر ہوا کسکا اک دن میں صاف

اٹھائے ستم گو کہ لاانتہا　　سوا اس دعا کے نہ شکوہ کیا

تہ تیغ بھی تھا یہ لب پر سوال　　شفاعت ہو امت کی اے ذوالجلال

سوا حسین شہید جفا　　کسی نے بھی ہے صبر ایسا کیا

سہنا ہر کسی نے جو رنج و ملال　　ہوا اسکا دنیا میں حاصل کمال

داخل کربلا ہوے حضرت ام کلثوم نے وہانکی گرد وغبار اور
بھائی کی پیشانی کو دیکھکر پوچھا کہ اے بھائی یہان
سے دلکو کمال بیقراری اور اضطرابی ہوتی ہے خصوصاً
جب آپکے گیسوے معنبر کو غبار آلودہ دیکھتی ہون تو
اور بھی پریشان ہوتی ہون شدت گرماسی سخت حیران ہوتی ہون
عجب طرحکا یہ صحرا ہے ہولناک ہے یہان سے جلدی
کوچ فرمایئے اور ہمکو کسی اور طرف پہنچایئے آپنے حضرت
ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو کلمات صبر اور رضا سے تشفی
فرمائی اور یون کہتے تھے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا غم نکر
تحقیق اللہ ساتھ ہمارے ہے غرض خیمہ اہلبیت متصل
فرات برپا ہوا اور عمر سعد نے اپنے لشکر کے کئی ہزار سوار
اور پیادہ واسطے نگہبانی فرات کے مقرر کئے اور حکم دیا
کہ تمامی لشکر ہمارا پانی پیے یہانتک کہ چرندہ اور پرندہ
بھین لیکن لشکر حسین علیہ السلام سے ایک طفل شیرخوار تک ایک قطرہ
پانی نہ پینے پاین نظم حاکم کا حکم ہے کہ پانی بشر پئین ٭
گھوڑے پئین سوار پئین اور شتر پئین ٭ یہانتک کہ سب چرند
و پرند آنکے پئین ٭ لشکر کے جتنے لوگ ہین گر آنکے پئین ٭ کافر

کہ ملک شین تو نہ ہم منع کیجیو پر فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو
کیونکہ اگر لشکر حسین علیہ السلام یون ہی پانی سے سیراب
رہے گا تو ان شجاعان عرب کا قبضہ مین آنا بہت دشوار
ہوگا اب دیکھنا چاہیے باوجودیکہ گروہ اشقیا اپنے کو
کلمہ گو اور امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے تھے
اور اہلبیت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیسا کیسا ظلم
اور ستم کیا کہ طفل شیرخوار تک کو ایک قطرہ پانی سے ترسایا
ہر چند قدر و منزلت اہلبیت سے ظالمان بدبختان بخوبی
آگاہ تھے مگر بطمع دنیا کے دین اور آخرت کو اپنے برباد
کیا جیسا کہ اللہ تعالے نے سورہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یعنی
جو لوگ کہ کافر ہوئے اور بند کیا اُنھون نے راہ خدا کی آب
سمجھنا چاہیے کہ راہ خدا یعنی صراط المستقیم حسین علیہ
السلام سے برگشتہ ہوگئے اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ یعنی بیراہ کردیا
خدا نے اُنکے عملون کو پس جو لوگ اطاعت حسین علیہ السلام
سے برگشتہ ہوگئے جو کچھ عمل نیک اور بہتر تھا اُنھون کا
برباد گیا اور گمراہ ہوئے یہانتک مراد آیہ بابرکت سے اہل جفا کی

اسرار کربلا پائی جاتی ہے اور یہان سے اشارہ طرف شہدای
کربلا پایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے سورہ محمد مین فرمایا ہے
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ اور جو
لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اور ایمان لائے
ساتھ اُس چیز کے کہ اُتارا گیا اوپر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اور وہ حق ہے پروردگار اُنکے سے دور کئین
اُن سے برائیان اُنکی اور سنوارا حال اُنکا اب سمجھنا چاہئے
کہ اس نص قرآنی سے ثابت ہے کہ اشارہ طرف
جان نثاران حضرت امام حسین علیہ السلام کے پایا جاتا ہے
کہ کیسے کام اچھے کئے کہ جان تک اپنی راہ خدا مین نثار
کی اور خیال زر و مال کا مطلق دل مین نہ لائے اور ایمان
لائے اُسپر جو نازل ہوا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر یعنی کلام اللہ حسبین اللہ جلشانہ صفت اہلبیت رسالت
کی فرماتا ہے اور وہ سچے ہین نزدیک اپنے پروردگار کے
پس جن لوگون نے روز عاشورہ کو ساتھ جناب حضرت امام
حسین علیہ السلام کا دیا اللہ تعالےٰ نے دور کئین اُنسے برائیان

انکی اور سنوارا انکا حال یعنی مورد زحمت کے ہوئے روایت
ہے کہ تاریخ ہفتم سے آب و دانہ لشکر حسینی کا بالکل موقوف
ہوا اور شدت پیاس سے ہر طفل و جوان کی زبان مین
کانٹے پڑ گئے تب جناب سید الشہدا نے خیمہ مبارک
مین ایک کنوا کھدوایا اور اسمین پانی نمودار ہوکے پھر خشک
ہوگیا اور دوسری روایت سے ثابت ہے کہ کنوا کھدا
کھدوایا غائب ہوگیا پھر لشکر حسین علیہ السلام مین تلاطم
پڑ گیا اور العطش العطش کی صدا ہر طفل اور جوان کی
زبان پر تھی اسوقت حضرت عباس علمدار علیہ السلام مشکیزہ
لیکر کنارہ فرات کے تشریف لے گئے اور پانی سے
مشکیزہ بھرکر لوٹے اس اثناء راہ مین جفا کاروں نے
ہر چہار طرف سے نرغہ کر لیا اور تیر سے مشکیزہ مین سوراخ
کر دیا کہ بالکل پانی مشکیزہ کا گر گیا اور خیمہ اہلبیت تک
نہ پہنچا اب اسجگہ نہایت نکتہ باریک ہے بغور سمجھنا چاہئے
کہ کیا وجہ تھی جو پانی فرات کا خیمہ اہلبیت نبوت تک نہ پہنچنے پایا
کہ پیکر سیراب ہوتے اگر یہ بات سمجھی جاوے کہ بسبب
قبضہ ظالمان کے پانی نہ پہنچ سکا تو بروز ہشتم کنوا کھدوا کھدوایا

از خود غائب ہو گیا اسمین کیا سبب تھا کیونکہ یہ فعل امر الٰہی سے
تعلق رکھتا ہے یہ قدرت ستمگارون کی نہ تھی کہ کنوا غائب
کرادین ہرچند یہ سمجھا جاتا ہے کہ مشیت ایزدی اسی بات
پر متقاضی تھی مگر ظاہرا تسکین خاطر نہین ہوتی کیونکہ پہنچنا
پانی نہر کا اور غائب ہوجانا کوے کا بغیر اسرار الٰہی کے
نہین ہوسکتا پس اس نکتہ باریک کو خیال کرنا چاہیے کہ اس
قادر قیوم نے اہلبیت رسالت کو بہت شستہ اور پاک بنایا ہے
کہ جنکی شان مین آیت تطہیر نازل ہے منظور یہ ہوا کہ یہ نہر کا
پانی بسبب استعمال ظالمان سگان جہنمی کے نجس ہوگیا ہے پینا
ایسے پانی نجس کا شایان اہلبیت رسالت نہین کہ جنکی شان
مین وَیُطَہِّرَکُم تَطہِیرًا نازل ہے چنانچہ مسئلہ شرعی بھی یون
ہی ہے کہ جس گھاٹ کتا پانی پیے یا جس گھاٹ پر مجمع کفار
کا ہو وہاں کا پانی اسوقت نجس ہوجاتا ہے نہ پینا چاہیے جیسا کہ
اللہ تعالے نے حق مین مشرکون کے سورہ توبہ مین فرماتا ہے
یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِنَّمَا المُشرِکُونَ نَجَسٌ ای لوگو جو ایمان لائے ہو
تو سوا اسکے نہین کہ مشرک ناپاک ہین اور تفسیر اسکی یہ ہے
یَا اَیُّہَا الَّذِینَ اٰمَنُوا ای گروہ یقین رکھنے والے اِنَّمَا المُشرِکُونَ

سوائے اسکے یہ نہین ہے کہ مشرکان اور پلید ہین بسبب خباثت
اور ناپاکی عقیدت کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ نجس العین ہین مانند کتے کے مشرک اور منافق اور
حدیث مین آیا ہے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب دنیا ناپاک
ہے اور طالب اسکے کتے ہین جیسا کہ ستمگاران کربلا نے
بطلب دنیا کے آخرت کو برباد کر کے مشرک اور منافق اور
سگ جہنمی ہوئے ہین ان ستمگاران کربلا کو بدتر از سگ و خوک
سمجھنا چاہیئے اُنہونکا استعمال کیا ہوا پانی اللہ تعالی نے
اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیونکر پلاتا اس سبب سے
نہر کا پانی خیمہ مبارک تک نہ پہنچا اور آپ لوگون نے نہ نوش
فرمایا اب اسکی تمثیل یون سمجھنا چاہیئے کہ جنگ بدر مین
کفارون نے چاہ بدر پر قبضہ کر لیا اُسوقت لشکر اسلام مین
پیاسکی نہایت شدت اور پانی کی بے غایت ضرورت تھی
اللہ تعالے نے ابر کو حکم دیا کہ وہ فوج مین دینداروں کی پانی
برسا گیا اور گڈھے ٹھیکریون کی ہانڈے سے پانی بھر دیا
ہوتا کہ جسکو پیکر لشکر اسلام سیراب ہوتا یہی اُس قادر قیوم
مین کیا اتنی قدرت نہ تھی کہ چاہ بدر دخل سے کفارون کے

قبضہ مین وینداروں کی کرادینا کہ جسکو پیکر لشکر اسلام آسودہ ہوتا
مگر اسمین سبب یہی تھا کہ اُس پاک نے نیا؟ کو یہ منظور ہوا کہ پانی
اس کنوی کا بسبب استعمال کفاران کی نجس ہو گیا اسلئے اُسکے
پانیکا پینا لشکر اسلام کو مناسب نہ تھا اسوجہ سے کہ تاکہ
اور تاکہ ٹھیکریون کی ہٹانے سے پانی نمودار ہوتا
اور لشکر اسلام پیکر آسودہ ہوتا دوسرے کنواں غائب ہونیکا
یہ سبب تھا کہ منظور اُس بیچون چرا کو یون ہوا کہ یہ مظلومان
تشنگان و گرسنگان خاص مہمان ہمارے ہین پھر
نعمت خانہ مین جو شے بہتر ہو تو واضع کیجاوے بالعوض
غذا کے صبر عطا ہو کہ اس سے بہتر دوسری غذا نہین
اور بالعوض تشنگی کے شراب طہور دیا جائیگا جیسا کہ
اللہ تعالیٰ سورہ دہر سیپارہ ۲۹ مین فرماتا ہے وَسَقٰهُم
رَبُّهُم شَرَابًا طَهُورًا اور پلاویگا رب اُنکا اُنکو شربت پاکیزہ
چنانچہ ایک نقل ہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کیوقت مین تین شخص مہمان مسجد نبوی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین آئے منجملہ اُن تین شخصون کو ایک کی
مہمانی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے لی اور دوسرے مہمانکی

کسی دوسرے صحابی سے نے مہمانی کی باقی جو ایک شخص رہگیا اُسکا
کوئی پرسان حال نہ ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
باعث غُربت کے نہایت تردد ہوا اِس عرصہ مین جبرئیل علیہ
السّلام نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم اللہ تعالے نے بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے
کہ تمھارا مہمان عین ہمارا مہمان ہے آپ اُسکی فکر نہ کرین
مہمانی اُسکی ہم بھیجین گے جب یہ مژدہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے زبان مبارک سے حضرت جبرئیل علیہ السّلام
کے سُنا تو نہایت خوش ہوئے اور بےفکر ہوکر مکان میں
گئے اور وہ شخص رات بھر مسجد مین بے آب ودانہ
اللہ اللہ کرتا رہا اور کوئی شخص اُسکا پرسان حال نہ ہوا
اور دوسرے دونون آدمیون نے خوب کھانا کھایا
اور رات بھر آرام سے سورہے صبح کو حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمانون سے حال مہمانی کا
پوچھا اُن دونون آدمیون نے اپنا اپنا حال بیان کیا
کہ یا حضرت رات بھر آرام سے کٹی اور اس شخص سے جو پوچھا
تو اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بھر

بھوکھے اللہ اللہ کرتے رہے یہ حال سُنکر حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو تردد ہوا اسعرصہ مین جبرئیل علیہ السلام آئے
اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ
بعد تحفہ درود وسلام کے فرماتا ہے کہ تمنے اُس شخص
کو مہمان کیا اور قاعدہ ہے کہ مہمان کو اچھا کھانا کھلاتے
ہین تو ہمنے جو دیکھا تو ہمارے نعمت خانہ مین فاقہ سے
بڑھکر دوسری نعمت نہ تھی ہمنے اُسکو فاقہ کھلایا کہ جسکے
سبب سے تمام شب اللہ اللہ کرتا رہا اور یاد الہی مین
مشغول رہا خلاف اُن لوگون کے کہ پیٹ بھر کھایا اور
سو رہے اور یہ شخص تمام شب فاقہ اور یاد خدا مین رہا
بالعوض اسکے اسکا گھر ہمنے جنت مین بنایا اسیطرح سے
جب حضرت امام حسین علیہ السلام مہمان کربلا ہوئے
تو بالعوض اس پانی کے آب کوثر ملا جو دودہ سے زیادہ
سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ
سرد ہے مخصوص انہی لوگون کیواسطے بنایا گیا ہے جیسا کہ
اللہ جلشانہ فرماتا ہے اور صفت اُسکی خنکی کی ایسی ہے کہ
جسنے پیلیا پھر کبھی اُسکو پیاس معلوم نہوگی اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ

الکوثر یعنی تحقیق دی ہمنی تجکو کوثر فصل لربک وانحر پس نماز پڑھ
واسطے پروردگار اپنے کے اور قربانی کر اِس آیہ کا اشارہ
بھی طرف شہادت حسین علیہ السلام پایا جاتا ہے اور
روایت سے بھی ثابت ہے کہ جسوقت حسین علیہ السلام
اسپ زین سے فرش زمین پر آئے تو بجنسہ سجدہ کی شکل تھی
اور وقت ظہر کا تھا کہ اسی حالت مین شمر ملعون نے سر مبارک
کو جسد اطہر سے جدا کیا اور طرح طرح کا ظلم او ستم اہلبیت
پر کیا کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الاَبتر
تحقیق دشمن تیرا وہ ابتر اِس آیہ کا اشارہ طرف ظالمان
کربلا کے پایا جاتا ہے کہ سال کے اندر وہ کل ستمگار
ابتر ہوگئے اور بڑے بڑی ذلت اور خرابی کی ساتھ
عذاب سخت مین مبتلا ہو کر فی النار ہوے یہ آیت بطور اخبار
آیندہ کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی
پس کوے کے غائب ہونے کا یہی سبب تھا کہ آب
سر کشی ہو گئے وہ پانی ناپاک دنیا کا کیونکہ جیسے
اُس طرح شب معراج کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے چاہا کہ آب زمزم سے طہارت کرین اُسی اثنا مین جبرئیل

جبرئیل علیہ السلام دو صراحی پانی کوثر کے لئے ہوئے آئے
اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بعد تحفۂ درود و سلام کے فرمایا ہے
کہ آپ غسل آب کوثر سے فرمائیں کیونکہ فضیلت اور بہتری میں
کوئی پانی برابر اسکی نہیں کر سکتا چنانچہ آپ نے
ویسا ہی کیا اب دیکھنا چاہئے کہ آب زمزم تمامی دنیا کے
پانی سے بہتر اور افضل منظور خدا ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم آب زمزم سے غسل فرمائیں اور روز عاشورہ کو
لخت جگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نور دیدہ حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا و سرور سینہ حضرت مرتضیٰ علیہ السلام
ساتھ بہتر تن کے تین روز سے تشنہ و گرسنہ بیچ جنگل
میں ظالموں کے گرفتار تھے اُس خالق یکتا کو کیونکر منظور
ہوتا کہ پانی دنیاوی بہ مظلوماں نوش فرماویں ہر چند
سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام نے با اسباب
ظاہر کنوا بھی کھدوایا اور واسطے تشفی اہلبیت کے پانی
بھی طلب فرمائے تھے ورنہ آپ پر حال باطن بالکل
منکشف تھا و صریح آپ دیکھتے تھے کہ حوریں آب کوثر
سے کٹورے ہیں چنانچہ جب اہلبیت اور رفقای حسین علیہ السلام

پانی طلب کرتے تو امام حسین علیہ السلام یوں فرماتے تھے شعر

حسین ہم ہیں مشتاق عنایت یوں وہ حوض کوثر کے تشنہ کاموں ٭ وہ حوریں
ساغر لئے کھڑی ہیں وہ آب کوثر چھلک رہا ہے ٭
چلو فراغت سے پیو خوش ہو کہ تھوڑا عرصہ ہے زندگی کا ٭
نہیں غم تشنگی ہے دل میں اگرچہ شعلہ بھڑک رہا ہے ٭
کہ ہم ہیں راضی رضائے حق پر اور ہے راضی خدا ہمارا ٭ نظر میں
اپنے کچھ اُسکے قدرت کا ایسی نقشہ چمک رہا ہے ٭

غرض امام حسین علیہ السلام فرماتے تھے کہ اے جان نثاران دیکھو واسطے تمہارے حوریں جام کوثر لئے منتظر کھڑی ہیں پس ایسے پانی عمدہ اور بہتر کو چھوڑ کر یہ پانی دنیاوی کیونکر نوش فرماتے دوسرے یہ کہ مولانا صاحب کتاب سر الشہادتین میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مقام صبر و رضا و تسلیم کو کما حقہ طے فرمایا اُسمیں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جو لوازمہ شہادت جلی کیواسطے چاہئے یعنی مسافرت کا ہونا اور تشنہ اور گرسنہ رہنا اور تمامی خویش و اقارب و رفیقان و فرزندان کا سامنے یکے بادیگرے شہید ہونا اور جمیع متعلقان کو

طرح طرح سے ایذا اور تکلیف پہنچانا اور پنجہ مین ظالمون کے گرفتار
ہونا اور جو رنج و بلا کہ شہادت جلی کیواسطے چاہیے تھے آپ نے
سب مراحل طے کئے اگر اسمین سے کوئی لوازمہ اور علاج
باقی رہجاتا یعنی دانہ پانی بیچ کھانے یا حضرت امام حسین
علیہ السلام یا اہلبیت پر ظلم و ستم نہ ہوتا یا فرزندان و
رفیقان تشنہ و گرسنہ رکر ہو شہید نہ ہوتے تو تکمیل
لوازمہ شہادت جلی کما حقہ عمل مین نہ آتی اور جو رنج و مصائب
آپنے کربلا مین اٹھائے کسی فرد بشر پر ایسا صدمہ اور
سانحہ نگذرا اور نہ گذریگا اور جسقدر کہ ظلم اور ستم آپ پر ہوتا تھا
آپ بجز صبر و شکر کے دوسرا کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے
اور ہر دم مشتاق و محو دیدار رضائے پروردگار کے تھے
جیسا کہ اللہ تعالے جلشانہ سورہ انعام مین فرماتا ہے
قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا
شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کہ تحقیق
نماز میری اور عبادت میری اور زندگی میری اور موت
میری واسطے اللہ پروردگار عالمون کے ہے نہین شریک
واسطے اسکے اور ساتھ اسکے حکم کیا گیا ہون مین اور مین

اوّل مسلمانوں کا ہوں پس اس حالت مین ہمیشہ موصوف تھی
امام حسین علیہ السلام کہ نماز آپ کی اور عبادت آپ کی محض
واسطے اللہ کے اور رضا کے پروردگار پر تھی اور ہر حالت
مین تابع مرضی الٰہی کے تھے چنانچہ ایک روایت تمثیل
مین بیان ہوئی ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام جس
راہ سے ہمیشہ کوہ طور پر جاتے تھے اُسی راہ سے گئے
ایکروز ندائے غیبی پہنچی کہ یا موسےٰ علیہ السلام تم
کس راہ سے آتے ہو آپ نے فرمایا کہ جس راہ سے
ہمیشہ آتا ہون حکم ہوا کہ کل فلانی راہ سے آنا چنانچہ حضرت
موسےٰ علیہ السلام حسب فرمان اُسی راہ سے گئے اثنائے راہ
دامن کوہ مین دیکھا کہ ایک درویش صفاکیش آہ وزاری
فریاد و بکا کر رہا ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام مستفسر حال
اُس درویش باکمال کے ہوئے اُسنے عرض کیا
کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام مدت گذر گئی کہ تمنائے وصال
مین اُس قادر ذو الجلال کے سرگردان اور گریان پھرتا ہون
مگر اب تک کوئی صورت وصال کی ظہور مین نہ آئی آپ نبی اللہ
ہین وقت تشریف بری کوہ طور پر درگاہ خدا مین ہماری مقصد کو

عرض کیجیئے گا قصہ کوتاہ حضرت موسے علیہ السلام کوہ طور
پر آئے اور بعد کلمہ کلام کے قصہ مراجعت کیا اُس وقت اللہ
تعالے نے حضرت موسے علیہ السلام سے فرمایا کہ یا موسے
اُس درویش نے جو تُم سے کہا تھا تُم بھول گئے مگر ہمنے
التجا اُسکی قبول کی اور اُسکو مطلب دلی تک پہونچا دیا جہان
وہ فقیر ہے جاکر دیکھ لینا حضرت موسے علیہ السلام وہان
سے پھرے اور اُسی جگہ آئے جہان وہ درویش تھا مگر
وہان نہ پایا آگے بڑھکر جو دیکھا تو شیر نے درویش کو
ہلاک کر ڈالا اور ہر عضو اُسکے جابجا پڑے ہین جب وہ
پھر حضرت موسے علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لیگئے
اور عرض کیا کہ خداوندا یہ کیسا وصل تیرا ہے کہ اُس شخص
کا یہ حال ہوا حکم ہوا کہ اے موسے علیہ السلام وصل تعلق
رکھتا ہے روح سے اور جسم لوازمہ ظاہری دنیا ہے
پس جب تک لوازمہ دنیا نیست نہو وصل غیر ممکن ہے پس
روح اُس درویش کی مجھسے وصل ہوگئی اسیطرح پر
حضرت امام حسین علیہ السلام روز عاشورہ کو اپنے معشوق
حقیقی کے ساتھ ایسا ہمہ تن مصروف تھے کہ مطلق اپنی تن کی

خبر نہین رکھتے تھے وہان تو اعدا کی وہ شقاوت یہان
فرزند رسول مقبول کی یہ حالت کہ رو نگٹا رو نگٹا دیدہ محو تجلیات
کبریا تھا اپنے تنکی خبر سر کی پرواہ واہ کیا خوب کلام شاعر
سے بیت روز شہادت تو کہ جانہا شہید بود + عاشورہ ما
گرچہ بر اہی تو عید بود +

نبی پہ بھیج خدایا درود اور سلام + اور انکی آل پہ اولاد پر علی کی مدام

نکتہ چہارم فوائد روے مین

اہے جوانمردان اسرار حقی و شہود نہانخانہ جلی سے پوشیدہ
نرہے کہ مدار نجات اور مغفرت کا موقوف او پر ایمان
کے ہے اور ایمان بغیر امتحان کے کامل و معتبر نہین
ہوسکتا اور ایمان وہ چیز ہے کہ بدون اعتبار ایمان
کسی عمل نیک کا بدلا اور ثواب نہین ملسکتا اور ایمان کو
اللہ تعالے نے اوپر محبت اپنے کے موقوف رکھا
جیسا کہ سپارہ دو سورہ بقر مین فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا
اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ترجمہ اور اپنی محبت کو اپنے حبیب کے
پیروی پہ منحصر فرمایا اور ارشاد کیا سپارہ تین سورہ آل عمران
رکوع ۳ مین قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اور اپنے حبیب کی محبت کو محبت اہلبیت اور ذوی القربا
پر اختصاص کیا اور یون حکم دیا سیپارہ ۲۵ سورہ شورا رکوع
۳ مین قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ
اور ذوی القربیٰ سے وہ اہلبیت اور آل عبا مراد ہے کہ
جنکی شان مین آیت تطہیر اور آیہ مباہلہ سیپارہ ۲۲ سورہ
احزاب مین نازل ہے إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور آل عبا کی تحقیق آیہ
مباہلہ سیپارہ ۳ سورہ آل عمران سے ظاہر ہے
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا
وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ اور انہین اہلبیت او آل عبا کی محبت
اور تابعداری اور بیعت محض ایمان ہے لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا
مَحَبَّةَ لَهُ اور جس شخص کو محبت نہین اُسکو ایمان نہین اختیار
کرنا چاہیے کہ وقت ظہور خلقت آدم سے تا ایندم کوئی
معرکہ عجیب تر وقوع کربلا سے زیادہ ظہور مین نہ آیا یعنی جو
جو درجہ صبر و رضا و تسلیم و مصیبت غربت و کربت و مصائب
لاینحلہ بھوک و پیاس مجبور و مہجور بیکس با دیگر سب عزیز
و اقارب و فرزندان کا رو برو شہید ہونا اور با وجود ان سب

مصائب کے دلمین اُس خالق یکتا کے رہنا بجز وقت
کربلا کے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر گذرا نہ ہوا اور
نہ ہوگا اور سوا ان امور کی اللہ تعالے نے اشارہ قبلہ
و توجہ اس واقعہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مشغول فرمایا تھا جیسا کہ بنص قرآن سے ثابت ہے
پارہ دوسرے میں سورہ بقر فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا
تَكْفُرُونِ پس یاد کرو مجھکو تو یاد کرونگا میں تمکو اور شکر کرو
واسطے میرے اور مت کفر کرو پس دیکھنا چاہئے کہ
شہادت امام حسین علیہ السلام بعینہ بجنسہ ذکر اور
یاد اور شکر میں اُس خالق بے نیاز کے ہوئی یعنی
وقت شہادت کے بھی حضرت امام ہمام نماز اور ذکر
میں اُسی پروردگار عالم کے تھے کہ جب سلام اُسکے
چوکنا گلا تو جبین سجدہ دھری رہی + اُسے یاد حق کے
خبر رہی سر و تن سے بیخبری رہی + اور یہہ ہے کلام اللہ تعالے کا
نے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم
چاہو ساتھ صبر کے اور نماز کے تحقیق اللہ ساتھ صبر کر

اب اس نکتہ اور باریکی کو خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے
اس کلمہ کو اپنے حبیب کی طرف خطاب کر کے فرمایا ہے
لیکن لفظ یا ایہا الذین آمنوا صیغہ جمع بطرف مومنین کے ہے
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سانحہ نازک ہونے والا ہے کہ
صبر و شکر بیان درکار ہے اسواسطے بصیغہ جمع خطاب
بطرف جمیع مومنین امت کے فرمایا اب یہاں سے سمجھنا چاہیئے
کہ امام حسین علیہ السلام کے شہادت کا وقت عین ظہر کا وقت
تھا اور عین حالت سجدہ نماز میں شمر ملعون نے شہید کیا اور
فرمایا کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاۗءٌ
وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ اور مت کہو واسطے ان لوگوں کے کہ مارے
گئے بیچ راہ خدا کے نہیں مردہ بلکہ زندہ ہیں و لیکن
تم نہیں سمجھتے اب یہ بات قابل لحاظ کے ہے کہ پہلے اللہ
جلشانہ نے فضیلت اور بزرگی صبر اور شکر اور صلوۃ کا اوپر
طرف مومنان کے کر کے اپنے حبیب کو سنایا تھا اور
طبیعت کو جانب صبر اور رضا اور تسلیم کے خوب رجوع کر کے
بشرائط شہادت کو بیان فرمایا اور خبر دیدہ وہ ...
کے غرض یہ پائی جاتی ہے کہ صاف صاف بے پردہ ...

مایہ لوجش اور مصیبت عظیم کا تھا اور معنی لفظی اس آیت کی یہ ہین
کہ نکہو واسطے اس شخص کے جو قتل ہو راہ خدا مین مُردہ
یعنی اُسکو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ شہید راہ خدا کا زندہ ہے اب
اس خبر سے صاف ظاہر ہوا کہ معرکہ شہادت کربلا
بصیغہ واحد مستقبل ہے یعنی وہ شخص آیندہ قتل کیا جاوے گا
راہ خدا مین پس دیکھنا چاہیے کہ بعد نزول اس آیہ
کے معرکہ کربلا سے بڑھکر کوئی سانحہ نہین ہوا وَلَنَبْلُوَنَّکُم
بِشَیءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ
وَبَشِّرِ الصَّابِرِینَ الَّذِینَ اِذَا اَصَابَتْهُم مُصِیبَۃٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا
اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور البتہ آزماوینگے ہم تمکو ساتھ ایک چیز کے
ڈر سے اور بھوک سے اور کمی مال کے سے اور جان کے سے
اور پھلون کے سے اور خوشخبری دی صبر کرنیوالون کو وہ
لوگ جب پہنچتی ہے اُنکو مصیبت کہتے ہین تحقیق ہم واسطے
اللہ کے ہین اور تحقیق ہم طرف اُسکے پھر جانیوالے ہین
پس جیسا کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے
جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام جس غربت
اور کلفت سے دشت کربلا مین بے یار و مددگار شہید ہوئے

اور جان اور مال اور عزیز اور اقارب اور فرزند ان اور بھوک
اور پیاس سب آپ پر کیا حقہ گذرے اور ہونا ان امور کا
محض واسطے خدا کے تھا کیونکہ یزید لعین سے محض
بکمال بیعت پیش تھی حضرت امام حسین علیہ السّلام کو سر
دینا منظور ہوا اور بیعت یزید ملعون کی چونکہ لایق نہ تھی
منظور نہ ہوئی رباعی شاہ است حسین بادشاہ است حسین
سرمایۂ دین و دین پناہ است حسین + سر داد و نداد دست
بدست یزید + واللہ کہ بنا لا الہ است حسین +
نبیؐ پہ بھیج خدایا درود اور سلام + اور اسکی آل پہ اولاد پہ علی کی مدام

نکتہ پنجم وفدیناہ بذبح عظیم مین

روایت ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام
نے خواب مین دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اٹھ اور قربانی
کر تب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے صبح کو سو اونٹ قربانی
کی اسیطرح تین دن تک برابر متواتر خواب دیکھے اور
برابر قربانی کیا کئے چوتھے شب کو خواب مین دیکھا کہ اپنے
فرزند جمیل اسمٰعیلؑ کو قربانی کر آپ نے صبح کو حال خواب
کا حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام سے بیان فرمایا حضرت اسمٰعیل

۱۰۵

علیہ السلام بہت مستعد ہوئے تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کو
آمادہ ہوئے اور چھری حلق پر رکھکر پھیرنے لگے پر چھری
آپ زور کرتے تھے مگر چھری کا رگر نہ ہوتی تھی تب حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو بہت فکر ہوا اس اثنا میں حضرت
جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور ندا کی کہ وَنَادَیْنَاہُ
اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ اور پکارا ہمنے اسکو یا ابراہیم قَدْ صَدَّقْتَ
الرُّؤْیَا تحقیق سچ کیا ہے تمنے خواب تیرا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ
تحقیق ہم اسیطرح جزا دیتے ہیں احسان کرنیوالوں کو
اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ تحقیق یہی ہے آزمائش ظاہری
وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یعنی چھوڑا لیا ہمنے اسکو بدلے میں
قربانی بزرگ کے وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ اور چھوڑا
ہمنے اوپر اُسکے بیچ پچھلوں کے اب اس جگہ ایک نکتہ باریک
ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ
یعنی چھڑا لیا ہمنے بدلے قربانی بزرگ کے اب بیان کرنا چاہیے
کہ بدلا میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دنبہ قربانی ہوا
پس دنبہ فضیلت اور بزرگی میں حضرت اسمٰعیلؑ سے کچھ زیادہ

نہ تھا کہ جسکو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے حضرت اسمٰعیل کو بدلے
مین بزرگ قربانی کے چھوڑ لیا اور ہونا اسمٰعیل قربانی کا بوجہ
قربانی دنبہ نہین ہوسکتا کیونکہ اگر اختتام قربانی دنبہ پر
ہوتی تو اللہ تعالےٰ نے شاطِ یا کبش فرماتا لفظ وَفدینٰاہ
بِذِبحٍ عظیم نفرماتا پس اس منصوص سے صریح و بداہتہً
ظاہر ہے کہ کوئی قربانی عظیم بزرگ و عظیم ہونیوالی ہے اور
یہان مراد یہی ہے کہ بزرگ یعنی جسکی بزرگی کو بجز خدا کے
دوسرا نہین جانتا اور پھر اللہ تعالےٰ نے صاف صاف فرمایا ہے
وَتَرکنَا عَلَیہِ فِی الآخِرِین اور چھوڑا ہمنے اوپر اُسکے پچھلون کو
پس اس آیت سے فدیہ ہونا حضرت امام حسین علیہ السلام
کا بخوبی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کہا حضرت
اسمٰعیل ع کو تحقیق ہمنے لیا تھا آزمایش ظاہری خلاصہ
قصہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو
ایسے قربانی بزرگ کے بدلے مین چھوڑ لیا اور اُس
فدیہ کی خبر اللہ تعالےٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو
پیشتر اشارۃً سنادیا جیسا کہ فرمایا وَتَرکنَا عَلَیہِ فِی
الآخِرِین اور چھوڑا ہمنے بیچ پچھلون کے پس وفدیناہ

بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ وَ تَرَکۡنَا عَلَیۡہِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ سے فدیہ امام حسین
علیہ السلام بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ روز عاشورہ کو تشنہ لب
اور گرسنہ ظالموں نے کنارہ فرات کے ذبح کیا
پس اس سے زیادہ کوئی صدمہ عظیم و بزرگ فدیہ ہوگا اب
اس آیت سے سر نازک اور نکتہ خصوص شہادت حضرت
امام حسین علیہ السلام کو سمجھنا چاہئے کہ بسبب نہ کُشندہ ہونے
خنجر شمر لعین مثل کارد ذبح حضرت اسمعیل علیہ السلام
اور نہ پہنچنے فدیہ اور نہ پہنچنے امداد غیبی مثل انبیاء سابقین
با این ہمہ امتحانات سخت مایہ حیرت و استعجاب عالمیان
ہے اسکو بھی اندکے بہ توجہ خاطر سمجھ لینا چاہئے
یعنی کل انبیاء سابقین کے واسطے فقط امتحان تھا
اور یہاں اختتام او تکمیل تمام وہاں اگر کارد کُشندہ ہوجاتی
اور فدیہ نہ پہنچتا تو مرتبہ کمال صبر و رضا و تسلیم اور خلعت او
شہادت کا حضرت اسمعیل علیہ السلام پر ختم ہوجاتا
یہاں کیواسطے کیا باقی رہتا وہاں تو اجر دنیا میں ملچکا یہ
شفاعت کبریٰ کا دنیا میں کہاں تھا یہ نکتہ صریح ملاحظہ نہیں
ہوتا کہ لفظ وَفَدَیۡنٰہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ اللہ کیطرف سے بھیجا گیا ہی

وشبہ پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالے نے اُسکا بدلہ دنبہ کیوں قربان کیا پس
یہ ذبح عظیم فدیہ خاص خدا بروز عاشورہ امام حسین علیہ السلام
کے واسطے اُٹھ رہا تھا پھر یہان فدیہ بھیڑ یا بکری کا کیون
آنے لگا کیونکہ فدیہ امام حسین علیہ السلام خود مطلوب خدا
تھا اور وہان فدیہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام صرف بنظر
امتحان تھا اور یہ نکتہ اندکے غور و خیال کرنے سے
ذہن مین آجاتا ہے کہ معرکۂ کربلا مین حضرت امام حسینؑ پر
ایک ہزار نوسو پچاس ۱۹۵۰ زخم کاری ہوچکی تھی اور اُسوقت
تک بھی روح اطہر نے قالب سے پرواز نہ کیا جائی غور ہے
کہ دو چار زخم کاری واسطے انتقال روح کے کافی ہوتی ہین
پس اس سے صاف صاف ثابت ہوا کہ روح اقدس منتظر
ذبح کی تھی اور ذبیحہ سوائے حلقوم کے دوسری جگہ درست
نہین ہو سکتا جب خنجر ظلم سے حلقوم حضرت امام حسین علیہ
السلام کا کاٹا گیا تب روح اقدس نے جسد پاک سے پرواز
کیا پس ذبح عظیم سے قربانی ہونا جناب سید الشہدا اکا بہت
اچھی طرح پر ثابت ہے کیونکہ رتبہ شہادت کا جناب رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالے نے بخشا اور حضور نے

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت سید الشہدا علیہ السلام کو عطا ہوا اب جاے غور ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ دنبہ قربانی ہوا اور بجاے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت امام حسین علیہ السلام کہ جنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسین مجھسے ہین اور مین حسینؑ سے ہون کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا حال کمال بجنبہ اور بعینہ آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا اور صورت اور سیرت مین حکم وحدت کا رکھتے تھی ذبح اور قربانی ہوئی اور ذبیحہ اور قربانی ہاتھ سے غیر کلمہ گو کے درست نہین ہوتی پس جن لوگون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا وہ لوگ اپنے کو کلمہ گو کہتے تھی لیکن ایسے فعل ناحق کے البتہ ظالم اور کافر ہو گئی پس تکمیل قربانی حضرت امام حسین علیہ السلام پر کما حقہ ہوئی اور فدیہ اسمعیل علیہ السلام معاف ہوا اور یہ فدیہ مقبول ہوا وہان امتحان تھا یہان اختتام پایا اور مقام غور ہے کہ تصدیق آیہ وفدیناہ بذبح عظیم کے تو حضرت امام حسین علیہ السلام پر بخوبی ثابت ہوئی باقی مضمون حدیث شریف کا کہ جو حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا فِدَائِی لَحْمُھَا بِلَحْمِی وَدَمُھَا بِدَمِی وَعَظْمُھَا بِعَظْمِی شَعْرُھَا بِشَعْرِی وَجِلْدُھَا بِجِلْدِی تصدیق اسکی اور روایات حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام وکمال ختم بابی یعنی جتنے عزیز اقارب اور رفقا حضرت امام حسین علیہ السلام کے تھے سب کے سب بادیگرے گوشت وپوست وجان ومال سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر فدا ہوئے ہر چند حضرت ہر شخص کو مانع ہوئے تھے مگر وہ لوگ بخواہش تمام وتمنائے تمام جانبازی کو مستعد تھے اور یوں کہتے تھے نَفْسِی لِنَفْسِكَ الْفِدَا وَوَجْھِی لِوَجْھِكَ الْوِقَا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ الْوَدَاعُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَوْعِدُكَ الْجَنَّةُ یعنی جان میری تیری جان پر فدا ہے اور منھ میرا تیرے منھ کی پناہ ہے اور تجھپر سلام اور الوداع اور ہمارا آپ سے وعدہ ملاقات جنت الماوا ہے قطعہ انھیں کا کام تھا جو کچھ کہ ہوگیا اسنے + کہاں عزیز ہیں ایسے کہاں دلیر ایسے + انھیں میں ختم ہے زور وشجاعت وہمت + انھیں پہ ختم ہے تھا نہ کہاں ہیں شیر ایسے + اب نکتہ کو ذرا بغور خیال کرنا چاہئے

کہ جسم مطہر روح اطہر حضرت امام حسین علیہ السلام منتظر ادائی
نماز اور ذبح کے تھے کہ جب آپ گھوڑے سے شکل نماز ہوکی
پشت زین سے فرش زمین پر آئی اور اللہ اکبر فرمایا
اور شمر لعین نے خنجر ظلم وستم سے ذبح کیا تب آپ نے
فرمایا بسم اللہ وباللہ وتوکلت علے اللہ وعلی ملت
رسول اللہ بعدہٗ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر روح
اقدس نے جسد مطہر سے پرواز کیا اور پیوست جوار
رحمت ہوے اسیطرح پر جب وہ لوگ بہت زخمی ہوتی
تو فریاد بر لاتے اور زبان حال سے خدمت مین امام
ہمام کے یون عرض کرتے رباعی جلد تشریف لائی
آقا + جام کوثر پلائی آقا + روحکو اشتیاق دید کا ہے +
اپنی صورت دکھائی آقا + تب اسوقت جناب سید الشہدا
نزدیک انکے پہنچتے اور وہ لوگ جمال باکمال آل
طہ و یٰسین کو دیکھکر جان کو فدا کرتے اور جام کوثر سے
سیراب ہوتے غرض جسطرح پر حضرت امام حسین علیہ
السلام نے بعد اداے دوگانہ کے وفدینٰہ بذبح
عظیم کو طے کیا اسیطرح پر ان جان نثارون نے مثل

پروانہ کے اپنے کو انوار پہ اُس شمع ہدایت کے
فدا کیا اور تصدیق فدائی لمحہا بلمحی کو بجا لاے خلاصہ یہ کہ
فدایان آل طہ و یسین مستوجب رحمت سرمدی کی ہوکر
داخل اعلےٰ علیین ہوے اور وہ ظالمان خدا نا ترس
مستحق لعنت ابدی ہوکر داخل سجین ہوے بیت
محبّ آل طہ ہو گئے فردوس مین داخل + اور دوزخ مین
ہوے وہ ظالمان پر دغا واصل +
نبیؐ پہ بھیج خدایا درود اور سلام + اور اُنکی آل پہ اولاد پہ علیؑ کی مدام
یہان سے مختصر حالات شہادت جملہ امامان مع
سنون و تاریخ نام بنام پہلے معلوم کر لینا چاہیے
کہ کس کس سنہ اور تاریخ اور مہینہ مین شہادت آپ لوگون کی
ہوئی اور کیا صدمے جانکاہ آپ لوگون نے اُٹھائے
بعدہٗ مفصل حالات شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے
مع یاران و رفیقان و واقعہ کربلا لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ
یہان سے یارو سنو یہ غم کا اگو بیان + جگر کو ٹکڑے کرو اور اشک خون رو دان
غم شہادت امامونکا دل دکھاتا ہے + قلم کو طاقت تحریر ہے نہ دل مین توان
یہ غم وہ ہے کہ نہین بڑھکے اس سے کوئی غم + یہ غم وہ ہے کہ جگر جس سے چور دل نالان

گذشتہ خلائق کو کر کے غور و خیال | سوا ای صبر و شکیبائی کے نہیں درماں
یہ جملہ آہ و فغاں اور دلکو تھامکی آہ | تم کچھ ہوتی ہے اندوہ و غم کی پیدا ہوں
ہزار حیف یہ تیرگی زمانہ ہے | یہ جہاں نہیں نہ وہ باغ عیش میں و زباں
ہزار حیف تمہیں اور انکے جملہ رفیق | جہاں سے اٹھ گئے وای و احسرت و حرماں

روایت ہے کہ بعد وفات جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چھبیس برس گذرے تھے کہ جناب علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کو خلافت ہوئی اور چار برس پانچ مہینہ تک آپ نے فرمانروائی کی ۳۹ھ ہجری میں نہروان کو فتح کر کے دار الخلافت میں تشریف لائے اور ابن ملجم ملعون کو بلا کر حکم تہنیت کے اشتہار کا مسند خلافت پر فرمایا اور تاریخ ۱۸- ۱۹ شب کو صبح کے نماز کے وقت عین حالت نماز میں ابن ملجم مردود کی شمشیر زہر دار سے آپ کے سر مبارک پر جہاں عمر ابن عبدود کے ضرب کا نشان تھا ضرب لگا ۲۰- ۲۱ شب کی صبح کو آپ نے دار الفنا سے طرف دار البقا کے کوچ فرمایا قالو انا للہ و انا الیہ راجعون روایت ہے کہ جب جناب علی مرتضے شیر خدا شاہ لافتی نے اس دار ناپایدار سے رحلت فرمایا اور جناب

شاہ زمن حضرت امام حسن علیہ السلام نے مسند خلافت و تخت
امامت پر جلوس فرمایا اور چھ مہینہ یا کچھ کم و بیش منقضی ہوا تھا کہ
اجماع امت کو برخلاف دیکھکر تخت خلافت کو چھوڑ کر بیت الشرف
میں گوشہ نشینی اختیار فرمایا اُسپر بھی دشمن معاند درپے
ایذا رسانی اور فکر میں آپ کی شہادت کے تھے آخرکار
کسی تدبیر سے ہاتھ سے ایک شخص کے شاہ زمن جناب
حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا اور تاثیر سے
اُس زہر کے حضرت امام حسن علیہ السلام کے شکم اقدس
میں درد پیدا ہوا آخر الامر سبط نبیؐ نے روضہ پر جناب
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاکر اپنے جد امجد کے
مزار شریف کے خاک پاک کہ وہ خاک شفا ہے اپنے
شکم مبارک میں لگائی کہ فوراً اثر سم کا جاتا رہا اور شفا
پائی چنانچہ راویان اخبار بالاتفاق یکدگر ارباب سیر لکھتے
ہیں کہ یہ ماجرا سات مرتبہ یونہیں ہوا بعدہٗ راوی لکھتا ہے
کہ جس ایام میں مروان علیہ اللعن مدینہ منورہ کا حاکم تھا
اُس ملعون وبیجا نے معرفت السوفیہ دلالہ کے اسما
کے پاس کہ وہ عورت حرم جناب حضرت امام حسن علیہ السلام

گئی تھی معہ سودہ الماس واس پیغام کے بھیجا کہ امام کا کام اس
زہر سے تو اگر تمام کرے گی تو زر و جاگیر سے حالم تجھکو مالا مال
کرونگا اُس ملعونہ نے بیچارے نے کچھہ پاس اپنی زوجیت کا کیا
فوراً بتاریخ ۱۹- ماہ صفر سنہ خمسین ہجری میں جبکہ کچھہ شب
باقی تھی کہ اُس ملعونہ نے چپکے سے آکر الماس سودہ
لاکر حضرت کے پانی پینے کا جو کوزہ سرہانے رکھا ہوا تھا
اُسمین چھان دیا حضرت نے جو غلبہ پیاس میں خواب
استراحت سے بیدار ہوئے تھی پانی سم آلودہ کو نوش
فرمایا اُس پانیکے پینے سے جگر امام عالیمقام کا پارہ
پارہ ہوگیا اور قے کے ساتھ بہتر ٹکڑے کلیجے کے
ہوکر طشت میں گرے اور آپ اسقدر نحیف ہوگئے کہ روضہ
اقدس پر اپنے جد امجد کے نہ جا سکے اور خاک شفا
بکھا سکے آخر الامر اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی
کے کوچ فرمایا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت
کی ہے کہ جب جناب شاہ زمن حضرت امام حسن علیہ
السلام نے اس دار فنا سے طرف ملک بقا کے کوچ
فرمایا بعدہ سید المشرقین امام الکونین جناب امام

حسین علیہ السلام مسند خلافت و تخت امامت پہ جلوس فرما
ہوے اور کوفیان بے وفا و اشقان پر دغا نے متواتر
نامجات فریب آمیز واسطے زیارت اور بیعت کرنیکے خدمت
مین جناب سبط رسولؐ جگر گوشہ بتول کے یہانتک ارسال
کئے کہ جناب سید الشہداؑ نے گھبرا کر بجاے اپنے
اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلمؑ کو ارشاد فرمایا کہ تم بجاے
میرے کوفہ مین جاکر حال وہان کے لوگون کا مفصل
لکھو کہ اُن لوگونکا ہمارے طرف سے کیا حال ہے الغرض
جناب حضرت مسلمؑ معہ دونون اپنے فرزندون کے کوفہ
مین تشریف لے گئے اور ایک گروہ کثیرہ نے آپ
کے ہاتھ پہ بیعت کی تب جناب مسلمؑ نے خوش ہو کر حضرت
کے خدمت مین نامہ ارسال کیا اور اُس نامہ مین یہ
مضمون لکھا کہ یابن رسول اللہ یہان کے بہت سے لوگون
نے بیعت کی ہے اور آپکی زیارت کے بہت مشتاق
ہین یہ سب خبرین یزید ملعون کو پھونچین کہ حضرت مسلمؑ
طرف سے جناب حضرت امام حسین کے بہت سے لوگون
کو راہ راست پہ لا چکے ہین یعنی بہت سے لوگ بیعت سے

مشرف ہوچکے ہین اِس خبر کے سُنتے ہی یزید پلید نے گھبرا کر
عبد اللہ ابن زیاد لعین کو حاکم کوفہ کا کر کے روانہ کیا اور
حکم دیا کہ تم کوفہ مین جاکر حضرت مسلم ع کو قتل کر کے سر اُنکا
ہمارے پاس ارسال کرو اور حاکم مدینہ کو لکھا کہ تم حضرت
امام حسین ع سے ہمارے جانب سے بیعت طلب کرو اگر وہ
بیعت کرین تو بہتر ہے ورنہ سر اُنکا لو نگا کاٹ کر ہمارے
پاس فوراً روانہ کرو حاکم مدینہ ملعون نے حضرت امام کو
طلب کیا اور حکم حاکم شام سے آگاہ کر کے خواستگار
بیعت کا ہوا جناب سید الشہداء ع نے بیعت سے انکار کیا
اور عزم حج کا کر کے بتاریخ ۲۲ رجب المرجب سنہ ۶۰ ہجری
مع اہلِ حرم سفر مکہ معظمہ کا اختیار فرمایا ہنوز راہ مین تھے کہ جناب
مسلم ع کے شہادت کی خبر حضرت کو پہنچی پس تین روز
تک وہین آپ نے قیام فرما کر ماتم مسلم ع کا برپا کیا اور بعد
فراغت ہونیکے مکہ معظمہ مین تشریف لاکر استقامت فرمایا
آخر ظالمان پُر جفا و اُستان پُر دغا نے حضرت کو خدا کے
گھر مین بھی نہ رہنے دیا اور سر خونریزی ہوے یہانتک ستایا کہ
حضرت نے حج کو عمرے سے تبدیل کر کے وہان سے بھی کوچ فرمایا

ہنوز راہ مین چلے جاتے تھے کہ حُرّ بن ریاحی سے ملاقات ہوئی
اُس وقت سے حُر معہ فوج اپنے ہمراہ رکاب امامؑ کے
ہوا سلخ ماہ محرم الحرام ۶۱ ہجری ہوتے ہوتے کہ جناب
امام حسین علیہ السلام معہ لشکر حُر کربلا مین پہونچکر خیمہ نصب
کیا اُسی روز سے آمد فوج یزید پلید کی شروع ہوئی
۷ محرم تک حضرت سے اور عمر سعد ملعون سے نامہ و پیام
رہا ۸ محرم اُدہر سے اصرار تھا اور ادہر سے انکار
تھا الغرض ملعونون نے امامؑ پر آب دوا سے بند
کئے اور بتاریخ ۱۰ محرم الحرام روز جمعہ کو حضرت امام حسین
علیہ السلام معہ عزیز و اقربا و دوست و آشنا کے بوقت
عصر شربت شہادت نوش فرما کر داخل فردوس برین
ہوئے اور وہ کافران و منافقان طوق لعنت کا
اپنے اپنے گردنون مین پہنکر داخل اسفل السافلین
ہوئے قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون روایت ہے
کہ جب جناب سید الشہدا راہ خدا مین شہید ہوکر رونق
افروز جنت الفردوس برین ہوئے اور بجائے امامؑ
کے بیٹے اُنکے جناب حضرت امام زین العابدینؑ

نے تخت خلافت و مسند امامت کو زیب و زینت بخشا اور بعد شہادت
امام کونین جناب امام حسینؑ کے تیس ۳۲ سال بروایتے
چالیس ۴۲ برس تک غم میں اپنے پدر بزرگوار کے رو یا کئے
اور جان اپنی کھویا کئے اور ظالمان پر جفا و اشقیان بے وفا
کے ظلم و جور سہا کئے آخر بتاریخ ۱۱ ماہ محرم الحرام سنہ
تسعین و خمسین ہجری یوم السبت کو بہ سبب دلوانے
زہر حاکم غدار کے جناب حضرت امام زین العابدین علیہ
السلام اس دار فنا سے منزل دار البقا کو رحلت فرما کر رونق
افزائے گلزار جنان ہوئے تعالوا انا للہ و انا الیہ راجعون

روایت ہے کہ جب جناب امام زین العابدین علیہ
السلام مالک دنیا و دین اس دار فنا سے رحلت فرما کر
رونق بخش فردوس علا ہوئے تب جناب حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سنہ ۱۱۴ ہجری میں زینت بخش مسند
امامت کے ہوئے اور عبد الملک حاکم ملعون کا ایک زین
زہر آلودہ بطور تحفہ روانہ کرنا خدمت میں امامؑ کے اور اس
راز مخفی سے بعلم امامت خبردار ہونا حضرت کا اور دیدہ و
دانستہ اسی زین کو گھوڑے پر کسوا کر مشیت ایزدی

لاچار ہوکر سوار ہونا اور اُسی روز سے اثر کرنا زہر کا حضرت
کے بدن مبارک میں اور ورم کر جانا بالکل اندام اقدس کا
بہ سبب زہر کے آخر الامر تیسرے روز تاریخ ۷
ذی الحجہ روز دوشنبہ کو شربت شہادت نوش فرماکر
اس جہان فانی سے طرف گلزار جاودانی کے
کوچ فرمایا قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون راوی یوں
روایت کرتا ہے کہ جب جناب حضرت امام محمد باقر علیہ
السلام اس دنیاے ناہنجار سے دست بردار ہوکر
عازم دار القرار ہوے تب جناب حضرت امام محمد جعفر صادق
علیہ السلام مسند نشین خلافت و تخت نشین امامت
ہوے پس منصور عباسی ملعون حاکم وقت حضرت کی اعجاز
و کرامات کا حال سنکر و لعین اپنے طیش کھاتا تھا اور اپنے
ہم نشینوں میں از حد خجالت اُٹھاتا تھا القصہ وہ ملعون
نہایت پشیمان و حیران ہوکر تین زہر ہلاہل ملاکر حضرت
کو کھلوایا کہ اُسی زہر کے صدمہ سے تاریخ ۱۵ رجب المرجب
سنہ ۱۴۸ ہجری روز دوشنبہ کو راہی منزل بقا کی ہوئے
قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون روایت ہے کہ جب جناب

حضرت امام محمد جعفر صادق علیہ السلام نے اس سرا سے فانی سے کو چ کر کے زیب دہ باغ جنان کے ہوئے تب جناب حضرت امام محمد موسے کاظم علیہ السلام جلوہ افروز مسند امامت کے ہوئے اور اُس زمانہ مین حاکم وہان کا ہارون ملعون تھا کہ اُس ظالم بے وفا نے امام کو زندان مین مقید کیا اور اسقدر ستایا کہ تکلیف اُٹھاتے اُٹھاتے حضرت کا دم لبون پہ آیا الغرض اُس ملعون نابکار نے خرما ئے زہر آلودہ حضرت کو کھلوایا کہ اُس سم کے اذیت سے پیام سفر آخرت کا آیا آخرکار بتاریخ ۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ ہجری روز جمعہ کو داخل روضۂ رضوان ہو کر واصل بذات پاک پروردگار ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ہے کہ جب جناب حضرت امام محمد موسے کاظم علیہ السلام راہی جنت ہو چکے تب جناب حضرت امام محمد موسی رضا علیہ السلام جلوہ افروز تخت خلافت و مسند امامت کے ہوئے اُسوقت مامون رشید حاکم وقت تھا اُس ملعون نے حضرت کو بجد وکد مدینہ منورہ سے طوس مین طلب کیا آخر بعد چند روز کے آپ کو خوشہ

انگور تھے میں زہر ملا کر کھلوایا کہ اُسی زہر کے صدمہ سے حضرت
سنہ ۲۰۳ ہجری میں شربت شہادت نوش فرما کر داخل
گلزار جنان ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت
ہے کہ جب جناب حضرت امام محمد موسے رضا علیہ السلام
نے اِس دنیاے ناپایدار کو چھوڑا اور رونق بخش گلزار
جنت کے ہوئے تب جناب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام
نے مسند امامت پر جلوس فرمایا اُسوقت معتصم
مامون کا اخی حاکم وقت تھا کہ حضرت کو بڑے
بڑے مکر وزور سے بتاریخ ۲۸ محرم سنہ ۲۲۰ ہجری میں یثرب
سے طلب کر کے کھانے میں زہر ملوا کر کھلوایا آخر
کار حضرت اُسی زہر کے ایذا سے راہی فردوس عُلا
ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ہے کہ
جب جناب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اِس
دار فانی کو ترک کر کے گلزار جاودانی میں قیام پذیر
ہوئے تب جناب حضرت امام محمد علی نقی علیہ السلام نے
مسند امامت و تخت خلافت کو جلوہ بخشا اُسوقت
متوکل شقی انقلب نے باچند مکر وحیلہ حضرت کو یثرب سے

طلب کر کے بیس برس کئی مہینہ تک بیٹھے پابند انچو پا
بتگاہ رکھا بعد ازان معرفت ایک شخص معتمد نامی بیدین
کے اُس مولائے دنیا و دین کو زہر دلوایا یہانتک
کہ اُسی زہر کے ایذا سے بتاریخ ۲۶ جمادی الآخر ۲۵۴ھ
ہجری مین رونق بخش باغ فردوس برین ہوئے
قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون روایت ہے کہ جب
جناب حضرت امام محمد علی نقی علیہ السلام جلوہ افروز گلزار
جنت کے ہوئے تب جناب حضرت امام محمد حسن عسکری
علیہ السلام زینت بخش اور زیب دہ مسند امامت
و تخت خلافت کے ہوئے اُس زمانہ مین معتمد مرتد
شقی ازلی حاکم اُس دیار کا تھا اُس دشمن خدا و رسول
خدا نے بہزار مکر و فریب حضرت کو زہر ہلاہل کھلوایا
اور طوق لعنت کا تا ابد الآباد اپنی گردن مین ڈلوایا آخرش
اُسی زہر کے ایذا سے بتاریخ ۸ ربیع الاول سنہ دو صد
ساٹھ مین ہجری روضہ کو وہ امام برحق اس سرای ناپایدار
کو ترک کر کے عازم گلزار جنان ہوئے قالوا انا للہ وانا
الیہ راجعون روایت ہے کہ جب جناب حضرت امام

محمد مہدی ہادی آخر الزمان علیہ السلام تاریخ ۱۵ شہر شعبان
بروز جمعہ بوقت صبح تولد ہوئے اور بعد از ولادت شاہ
انس وجان حضرت امام محمد مہدی ہادی آخر الزمان
علیہ السلام کے چھ برس گذرے تھے کہ جناب
حضرت امام یازدہم رخت سفر آخرت کو بار کرکے عازم طرف
روضۂ رضوان کے ہوئے اور جناب صاحب الامر
علیہ السلام بحکم جناب رب العالمین غیبت اختیار فرماکے
پنہان ہوئے آئندہ حسب مصلحت اس قادر قیوم کی
ہوگی تب آپ ظہور فرماکر جلوہ افروز تخت خلافت و مسند
امامت ظاہری و باطنی کے ہونگے انشاء اللہ المستعان

اب بیان ہے احوال پرملال غم جانکاہ وقوع واقعہ کربلا جو جناب سید الشہدا پر گذرا بیان ہوتا ہے

اب بیان سے خواہش قلم ارادت رقم نے یون تقاضائے
طبیعت کیا کہ کچھ مختصر احوال کربلا اور وہاں جو کچھ رنج
دل پر جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے
گذرے بچشم نم تحریر کیجیے یعنی آغاز حال مصیبت وصدمات

حضرت امام حسن علیہم السلام کا یون لکھا جاتا ہے کہ اولاً تو
انشاء اللہ تعالیٰ کے اس گل کا طفت سراپا جہت آفتاب رسالت
یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ لوگون کے
سر سے اُٹھا یا غم و الم کا دور ہوا دل نازپرورده رنجور ہوا
سینہ درد غم و رنج سے ہوا اُٹھا کہ حضرت فاطمہ زہرا شافع روز
جزا نے مفارقت قبول کی دل شاہزادون کا ملول
ہوا زخم تازہ ہوا جگر حسنین کا پھر سے پارہ پارہ ہوا
بعد چند یدر بزرگوار حیدر کرار صاحب ذوالفقار خنجر ظلم
و ستم سے شہید ہوئے حسین یتیمون کے تفسیر
ظلم و ستم کا جیسا ایسا صدمہ گذرا کہ جسکے بیان میں
جگر خامہ شق ہے عالم کا رنگ فق ہے ہر دم اندوہ
و قلق ہے یہ تو تھا ہی کہ سپہر اور زمانہ نے یہ رنگ
دکھایا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے زہر ہلاہل کے
نوبت شہادت کو نوش فرمائی دنیا سے نجات
پا کر جان شیرین کو ساتھ جان آفرین کے سپرد فرمایا
غم و الم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے دل کو صدمات
متواترہ سے ایسا مجبور و مہجور کیا کہ آپ نے مجاوری روضہ

جد بزرگوار کی اسپنے منظور کیا اور زمانہ کی ناموافقت سے
گوشہ نشینی اختیار فرمایا اسپر بھی کافران نے اصرار کیا
بیعت یزید کا تکرار کیا حضرت نے انکار کیا کوفیون نے
دغا سے بولاکر حضرت سے کارزار کیا

بیٹھنا یزید پلید کا تخت سلطنت پر اور نامہ لکھنا
ولید حاکم مدینہ کو واسطے بیعت امام حسین علیہ السلام
کے روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب یزید کمبخت کو
بعد وفات امیر معاویہ کے کوفیون اور شامیون نے
تخت بدبخت پر بٹھلایا تو اس نحوست ایام بد سر انجام نے ہر
شہر و اقلیم مین ازراہ نخوت و غرور کے اپنی بیعت کے
تبعیت کیواسطے نامے لکھے اور ایک نامہ نافرجامہ ولید
حاکم مدینہ کو اس مضمون کا لکھا کہ خلیفہ روے زمین
یعنی امیر معاویہ نے اس عالم فانی کو چھوڑا اور بجاے
اُنکے مین حاکم مقرر ہوا پس حسین ابن علی علیہ السلام
اور عبداللہ ابن عمر اور عبدالرحمن وغیرہ سے میری بیعت
لینا اور اگر یہ لوگ انکار کرین تو بے تکرار سب کے سر
قلم کرکے میرے پاس روانہ کرنا خلاصہ یہ کہ یزید اور

اور یزیدیون سے ظلم اور کفر زیادہ کیا مگر اُنکے کفر اور ظلم
نے اُنکو ہر طرح پر نقصان دیا جیسا کہ اللہ تعالے نے
کے واسطے کافرون اور ظالمون کے سورہ فاطر مین
فرمایا ہے هُوَ الَّذِی جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ کَفَرَ
فَعَلَیْهِ کُفْرُهٗ وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا
مَقْتًا وَلَا یَزِیْدُ الْکَافِرِیْنَ کُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا یعنی وہ جو
ہے جسنے پیدا کیا تمکو جانشین بیچ زمین کے پس جو
شخص کہ کفر کرے پس اوپر اُسکے ہے کفر اُسکا اور
نہین زیادہ کرتا کافرون کو کفر اُنکا نزدیک پروردگار
اُنکے کے مگر ناخوشی اور نہین زیادہ کرتا کافرون
کو کفر اُنکا مگر نقصان اب اِس جگہ پر ایک تمثیل بطور نکتہ
کے بیان ہوتی ہے یعنی جسوقت کہ ابلیس علیہ اللعنت
اور ملائکہ کو حکم الٰہی واسطے سجدہ آدم علیہ السلام کے
ہوا تو اُسوقت ازراہ تکبر اور غرور کے شیطان مردود
نے کہا جیسا کہ سورہ صاد مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے
قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ
کہا کہ مین بہتر ہون اُس سے پیدا کیا ہے تونے مجکو

آگ سے اور پیدا کیا ہے اسکو مٹی سے یعنی آدم
علیہ السلام پیدا گل سے ہین کہ جسم کثیف سفلی ظلمانی کہتے ہین اور
اور مین آتش سے ہون کہ وہ جوہر لطیف علوی نورانی
ہے اسجگہ ابلیس مردود نے بڑا مغالطہ کھایا کہ باعتبار
عنصر کے اپنی فضیلت زیادہ جانی اور یہ نہ سمجھا کہ اللہ
تعالے نے آدم علیہ السلام کو فرماتا ہے لما خلقت
بیدی یعنی واسطے اس چیز کے کہ بنایا ہے مینے دونو
ہاتھون اپنے سے اور سورہ حجر مین اللہ تعالے
فرماتا ہے ونفخت فیہ من روحی اور پھونک دیا بیچ
بیچ مین اسکے روح اپنی سے اور سوا اسکے فضیلت
خاک کو نار سے کہین زیادہ ہے کیونکہ آتش متکبر
ہے اور خاک متواضع ہے تواضع تکبر سے بہتر
ہے اور خاک نقش معرفت قبول کرتی ہے جیسا کہ
آدم علیہ السلام نے نقش معرفت قبول کیا چنانچہ
وارد ہے کتب فی قلوبہم الایمان یعنی لکھا گیا بیچ
دلون انکے ایمان اور آتش نقش کو جلاتی ہے
جیسا کہ نقش معرفت کا ابلیس نے جلایا ففسق عن امر

شرمیلہ بس فسق کیا حکم پروردگار اپنے سے اور خاکی این
ہے یعنی جو کچھ اُسمین کھیتی سے جسطرح پر کہ دانہ
وغیرہ زمین پر گرتا ہے اُسکو وہ ضایع نہین کرتی درخت
اُگاتی ہے اور آتش خائن ہے جو کچھ اُسمین پڑتا ہے سبب
تکبر اور غرور کے جلا دیتی ہے یعنی امانت مین خیانت
کرتی ہے اسیطرح پر یزید پلید مردود نے جب تخت
سلطنت پر بیٹھا تو اُسنے بھی ازراہ تکبر اور غرور کے
اپنے دل مین یہ سمجھا کہ مین اُسی تخت خلافت پر ہون
جسپر خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین خلافت
کر چکے ہین مین سب سے بہتر اور افضل ہون میری
بیعت اور اطاعت امام حسین علیہ السلام اور سارے
اصحاب و انصار کرین اور مضمون حدیث شریف کو کچھ
خیال مین نہ لایا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے قال النبی صلے اللہ علیہ واٰلہ
وسلم الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ ثم بعدہٗ
ملکا عضوضا فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ خلافت میرے بعد تیس برس تک ہے پھر جبر اور زیادتی

والی بادشاہی ہوگئی چنانچہ چھ مہینے خلافت مین باقی تھی کہ
اُسکو حضرت امام حسن علیہ السّلام نے پورا کیا جب تیس برس
مطابق حدیث کے خلافت پوری ہوچکی تب حضرت امام
حسن علیہ السّلام نے تخت خلافت کو خالی کردیا اور وہ
امیر معاویہ کو دیا بعد امیر معاویہ کے حاکم اُسکا یزید پلید
ہوا اُس کمبخت نے فسق اور فجور اور ظلم اور ستم برپا
کرنا شروع کیا جیسا کہ نقش معرفت کو ابلیس نے جلادیا
اُسیطرح سے یزید پلید نے بھی مضمون حدیث شریف
کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربارہ خلافت
کے فرمایا تھا لوح دل سے بھلا کر حسین علیہ السّلام
سے خواہان بیعت کا ہوا اور جو صفت ناریہ اُسکی
چاہئے یعنی تکبر اور خیانت سب اُس ناری سے ظہور
مین آئے کہ امانت مین اُسنے خیانت کیا جیسا کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم
لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو قرآن
اور دوسرے دو نور عین یعنی حضرات حسن اور حسین
علیہما السّلام پس حسنین علیہم السّلام امانت رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے تھے اُسمین امانت مین یزید پلید نے
خیانت کی اور حقیقۃً و خیانت اور امانت کہ جو ساتھ امام
حسین علیہ السلام کے یزید مردود نے کی واقعی ساتھ
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کی جیسا کہ آنحضرت
فرماتے ہین لیس منا من غشنا یعنی وہ ہمسے نہین
جو ہماری خیانت کرے نظلم آخر ہوئی امام سے خیانت
رسول کی ہے سمجھے ذرا نہ قدر امانت رسول کی + اتنا بھی
ظالمون نے نہ کر کیا خیال + شوخی حسین سے ہے
امانت رسولکی ۔ پس کس کس ظلم وستم کے ساتھ
امام حسین علیہ السلام کو ظالمانِ کربلا نے تشنہ اور
گرسنہ تینا سے شہر کے معہ عزیزان واقربان خنجر ظلم
سے ذبح کیا اور کچھ خوف عذاب آخرت کا نہ رکھا جیسا
کہ اللہ تعالے نے سورہ شوراسیپارہ اونتیس ۲۹ مین فرمایا ہے
سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ اب شتاب
جانینگے وہ لوگ کہ ظلم کرتے ہین کونسے پھرنیکی جگہ پہر
جاوینگے مراد اس سے یہ ہے کہ جن لوگون نے ستم
کیا ہے بعد موت کے کون مکان مین پھر جاینگے یعنی

منقلب یہ لوگ آتش سے ہون گے کیونکہ انھون نے
پیروی شیطان کی کی کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے سورہ یٰسین
سپارہ ۲۳ رکوع ۴ مین منع فرماتا ہے یا بنی آدم
ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین یعنی اے
بیٹے آدم کے نہ عبادت کرو تم شیطان کی تحقیق وہ
تمھارے واسطے دشمن ہے ظاہر جیسا کہ صداقت
اس امر کی اس آیت سے پائی جاتی ہے کمثل
الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری
منک انی اخاف اللہ رب العالمین یعنی مانند مثال
شیطان کے ہے جس وقت کہ کہا اسنے کہ کفر کر پس
جب کفر کیا کہا تحقیق مین بیزار ہون تجھسے تحقیق مین ڈرتا ہون
اللہ پروردگار عالمون سے اور پھر یون فرمایا الخبیثات
للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین و
الطیبون للطیبات یعنی خبیث عورتین واسطے خبیث
مردون کے ہین اور خبیث مرد واسطے خبیث عورتون
کے ہین پاک عورتین واسطے پاک مردون کے ہین اور
پاک مرد واسطے پاک عورتون کے ہین اسکو یون سمجھنا چاہیے

کہ جس طرح پر خبیث مردوں کو خواہش خبیث عورتوں کی
ہوتی ہے اور پاک مردوں کو خواہش پاک عورتوں کی
اسی طرح جنکی طبیعت میں شیطانیت ہے وہ تابع
شیطان ہوتا ہے اور جنکی طبیعت میں انسانیت
ہوتی ہے وہ تابع انسان ہوتے ہیں پس یزیدیوں
میں شیطانیت بھری ہوئی تھی انھوں نے تابعداری
شیطان کی کی اور لعنتی ہوے اور موالیان امام
حسین علیہ السلام انسانیت سے مملو تھے انھوں نے
تابعداری امام حسین عم کی کی داخل بہشت ہوے اور
جہان کی شاباشی لی پس یزید اور یزیدیوں نے اطاعت
اور پیروی شیطان کی کی اور یہ ظاہر ہے کہ شیطان
مردود ناری اور جہنمی ہے اور جسنے شیطانیت کی
وہ بھی ناری ہوا پس جیسی شیطانیت یزید اور یزیدیوں
نے کی وہ آجتک کسی فرد بشر نے نہیں کی اور نہ کریگا
پس شیطان ہیں یزید اور یزیدیوں کے کیا شک
باقی رہا دوسری وجہ ایک اور بھی ہے کہ یزید پلید گندم
زادہ ہے یعنی زہر گندم سے پیدا ہے اور گندم ابتداء

اور ظالم ہوتا ہے دوسرے یہ کہ زہر بھی صفت آتش کی رکھتا ہے
یعنی ہمیشہ اس میں بھی حرارت ہوتی ہے پس شیخ پدر دو کی بھی اصل
اور صفت ایذا دہندہ اور ظالم اور آتشی ٹھہری چنانچہ حرارت
زہر کشندہ نے یزید کو اسکے اصل کی طرف کھینچا جیسا
کہ وارد ہے کل شئ یرجع الی اصلہٖ یعنی کل شئ رجوع
ہوتی ہے طرف اصل اپنے کے پس تاثیر زہر کشندہ نے
اپنے اصل کی طرف کھینچا کہ یزید پلید ظالم اور ناری
ہو گیا اور از راہ نخوت و تکبر کے امام حسین علیہ السلام سے
بیعت طلب کی تیسرے یہ کہ لفظ یزید کے معنی زیادہ
کرنیکے ہیں اور یزید کمبخت نے واسطے طمع دنیا جیسا کہ
ظلم اور ستم حد سے زیادہ اوپر حضرت امام حسین علیہ السلام
کے کیا وہ اظہر من الشمس ہے مگر ظلم اور ستم سے اسکو اسکے بجز
نقصان کے کچھ فائدہ نہ بخشا جیسا کہ اللہ تعالی نے سیپارہ ۱۵
سورہ بنی اسرائیل رکوع آٹھ میں فرماتا ہے ولا یزید الظالمین
الا خسارا اور نہیں زیادہ کرتا واسطے ظالموں کے مگر ٹوٹا۔
دیکھنا چاہیے کہ یزید پلید نے ظلم و ستم امام حسینؑ پر اس حد
تک کیا کہ جسکا بیان نہیں ہو سکتا ہے اور صرف واسطے حصول

ملک اور جاہ کے اور حسن نیت سے اُسنے جور و جفا اور فتنہ انگیزی
کی اُسکی عمر او پوری نہوئی راویون نے لکھا ہے کہ بعد شہادت
حضرت امام حسین ع کی یزید پلید طرح طرح کے عذاب اور بیماریون
مین مبتلا رہا اور تین برس سات مہینے بعد اپنے باپ کی
سلطنت ظلم پر رہا آخر اُسی حالت سے واصل جہنم ہوا
روانہ ہونا جناب سید الشہدا کا مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کو
روایت ہے کہ جب نامہ یزید پلید کا ولید حاکم مدینہ کو پہنچا
تو اُس زمانہ مین اکثر حضرت امام حسین ع رسول مقبول صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مقدسہ پر جاکر تمام رات یاد الٰہی مین
بسر کیا کرتے تھے جب نامہ ظلم شمامہ ولید بن عقبہ کے
پاس پہنچا تو اُسنے فرزند رسول ثقلین جگر بند بتول ع کو مضمون
سے اُسکے آگاہ کیا اُس آفتاب امامت نے یزید
پلید کے بیعت سے انکار کیا کیونکہ یزید نا ہنجار فاسق و فاجر
و بدکار و ستمگار تھا پس تو قدم روضہ منورہ پر جد بزرگوار
کے پھر حاضر ہوے وہان رات کو حضرت رسول مقبول
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرزند ارجمند کا
سر زانوے انور پر رکھکر یہ بیدہ تر فرماتے ہین کہ نور العین من

ایذا پر آمادہ ہیں اور عنقریب تو میدان کربلا میں گلا کٹوائیگا
اور ظالموں کے ہاتھ شہید ہوجائیگا اور وہ سب کمبخت امت
کے دن میری شفاعت سے محروم رہینگے ماں باپ
تیرے منتظر ہیں اور بہشت تیرے واسطے آراستہ ہے
اسوقت حضرت امام حسین نے یہ خواب دیکھا تو رضائے حق پر
دلکو مضبوط کیا جیسا کہ اللہ تعالے سورۂ رعد سیپارہ ۱۳
میں فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ
السَّيِّئَةَ اور وہ لوگ ہیں کہ صبر کرتے ہیں واسطے چاہنے رضامندی
رب اپنے کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں
اس چیز سے کہ دیا ہے ہمنے انکو پوشیدہ اور ظاہر
اور دفع کرتے ہیں ساتھ نیکی کے برائی کو الغرض دیکھنے
سے اس خواب کے جناب سید الشہدا کے دل میں
شوق شہادت نے جوش کیا ایکبارگی چوتھی تاریخ
شعبان کو مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی تیاری کردی
پہلے مادر و پدر کے روضہ پر انوار پر آئے اور کلمات
رخصت زبان پر لاتے بعد اسکے یوں فرمانے لگے نظم

چھٹا مرقد سے پر گو کہ چھوڑایا مجھکو | ظالم شام نے ہی شام بلایا مجھکو
گو شکستہ گھر ہی پہ بھی کچھ دن اسی صبر آیا | بیٹھے بٹھائے عبث حیف ستایا مجھکو
نہی کچھ اسکا بگاڑا نہیں لیکن ناحق | بغض بیجا یہ دو اسکے رلایا مجھکو

پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مقدس
پر آئے اور کلمات رخصت کے فرمانے لگے رباعی رخصت
کو سوئے جو روضہ حبیب حسین + رو کر کہا یا نبی فراق میں ہیں +
مرقد سے صدا آئی کہ اے لخت جگر + ہمراہ ہوں میں بھی اب
کہاں قبر میں چین + اور یون فریاد کرنے لگے شعر
پکارتے تھے کہ فریاد یا رسول اللہ + تمہاری قبر سے ظالم مجھکو
چھوڑاتے ہیں + مجھے تھا ظل عاطفت میں آپکے آرام +
یہاں سے اہل ستم کیوں مجھے بلاتے ہیں + مجھے جدائی پھر
آپ سے گوارا ہے + مدد کو پہنچیے ظالم عبث ستاتے ہیں +
قصہ کوتاہ بعد ازان سب مدینہ والوں سے رخصت ہوئی سبھوں کو
آپکی مفارقت کا رنج تھا خصوصاً حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کو بڑا غم و الم تھا اور طیاری کے وقت سب کے زبان پر
یہ کلمہ جاری تھا شعر سفر نصیب مبارک باد + بسلامت روی
و باز آئی + الغرض جناب سید الشہدا حضرت امام حسین اہل بیتکو

نالان اور گریبان چھوڑکر خود با حسرت واندوہ نہ لب پر آہ نہ زبان
پہ شکوہ سکوت صبر کا قرار چار ناچار مکہ معظمہ میں تشریف لائے
جب یہ خبر کوفیان لا یوفیان کو پہنچی تو باہم اتفاق کر کے
آپکو لکھا کہ ہم لوگ مدد کیواسطے جان و دل سے حاضر ہیں
اور حضور کے زیارت کی ایک مدت سے مشتاق ہیں چنانچہ
ایک سو پچاس خط متواتر اُن لوگون نے بھیجے اور آخر کو
ایلچی بھی آئے تب حضرت امام حسین نے اپنی طرف سے
مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو روانہ فرمایا تا کہ کوفیون
کی وفا اور دوستداری کو ملاحظہ فرما کر کیفیت بجنسہ واحوال
بعینہ سے مفصل آگاہ کرین داخل ہونا حضرت مسلم کا
کوفہ میں اور شہید ہونا معہ فرزندان کے الغرض جب
حضرت مسلم کوفہ میں پہنچے تو مختار بن عبیدہ کے گھر میں اترے
اور بارہ ہزار آدمیون سے زیادہ نے حضرت مسلم کے ہاتھ پر
بیعت کی اور ظاہر میں سب نے اُنکے ساتھ محبت دکھائی
قصہ مختصر جب قریب بیس ہزار آدمیون کے حضرت مسلم
کی رفاقت میں جمع ہوئے اسوقت حضرت مسلم نے سارا حال
ان لوگونکا لکھکر امام حسین علیہ السلام کی حضور میں روانہ کیا

اور لکھا کہ لوگ یہان کے میرے آنے سے بہت خورسند ہو
اور آپکی دیدار کے بہت آرزومند ہین اور ہر شخص آپ کے
زیارت کی تمنا رکھتا ہے ادھر تو یہ نامہ حضرت مسلم کا حضرت
امام حسین ع کے پاس آیا اور ادھر یزید پلید کو یہ خبر پہنچی کہ
مسلم بن عقیل امام حسین ع کیطرف سے کوفہ مین تشریف لائے
اور ایک گروہ کثیر نے انکے ہاتھ پر بیعت کی یزید پلید نے
یہ خبر سنکر نعمان بن بشیر کو معزول اور عبید اللہ ابن زیاد
کو مقرر کر کے کوفہ روانہ کیا اور لکھدیا کہ بہت جلد حضرت مسلم
کو معہ یاران انکے شربت شہادت پلاؤ اب یہان سے
قصہ مختصر اور تھوڑی سی بات پر مختصر کلام ہوتا ہے کہ جب کوفیان
بیوفا کو عبید اللہ ابن زیاد نے دھمکایا تو اہل کوفہ نے
اور لگے پچھتانا کہ کیا بیعت بیباکانہ کیا بعدہ یہ طرز منافقانہ
کیا کہ نماز مغرب مین قریب پانچ سو آدمی کے شریک تھے
سلام پھیرنے مین راہ لگے چھپتے ہوئے پس تصدیق اس
آیت کی کہ جو لکھی جاتی ہے ان لوگون پر بخوبی ثابت ہوئی جیسا کہ
اللہ تعالے نے پانچوین پارہ سورہ نساء مین فرماتا ہے ان الذین
امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا

یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلا ۰ بشر المنفقین بان
لھم عذابا الیما ۰ یعنی جو لوگ کہ ایمان لاتے پھر کافر ہوئی
پھر ایمان لاتے پھر کافر ہوئے پھر زیادہ ہوئے کفر مین
ہرگز نہ اللہ بخشے اور نہ یہ کہ راہ دکھاوے انکو راہ خوشخبری
دی منافقون کو ساتھ اسکے کہ واسطے انکے عذاب ہے
درد دینوالا الغرض جب حضرت مسلم تنہا رہ گئے نہ کوئی
مونس و نہ غمخوار ہجوم غم مین گرفتار نہ طاقت رفتار و نہ زبان
کو مجال گفتار چارناچار ادھر ادھر دیکھتے تھے قضا سے سر را
کا سامنا حیران و پریشان پھرتے تھے آخر ایک عورت طوعہ
نام نیک انجام کا دروازہ نظر آیا اُسکے پاس گئے اور پانی طلب
فرمایا اُس نیک خصلت نے پانی خوشگوار پلایا اور آپکا نام
اور ٹھکانا پوچھا آپنے فرمایا غریب الوطن گرفتار رنج و محن خاندان
نبوت سے ہون مسلم بن عقیل میرا نام ہے امام حسین ع
علیہ السلام کا بھائی ہون اگر مجھ مجبور و مہجور و خستہ و رنجور
کو ایک شب کی اجازت دے تو ٹھہر ہون اُس عورت خجستہ
خصلت نے یہ حال سُنکر آپکی تعظیم کی اور کہا شعر رواق
منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

الحاصل اُس عورت نیک خصلت نے حضرت مسلم کو بڑی تواضع و تکریم
کے ساتھ اپنے مکان مین جگہ رہنے کی دی اور خدمتگذاری
و خاطرداری مین دل و جان سے مصروف ہوئی جیسا کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے فَالَّذِینَ اٰوَوْا وَنَصَرُوا اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ
حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ترجمہ اور جن لوگون نے جگہ دی
اور مدد کی یہ لوگ وہ ہین ایمان لانے والے سچ واسطے اُنکو
بخشش ہے اور رزق ہے باکرامت الغرض وہ عورت
بیدار بخت سرگرم اہتمام تھی کہ اس اثنا مین اُس عورت کا
بیٹا تیرہ درون بیکس زبون شام کو گھر مین آیا اور ناگاہ ایک
مہمان عظیم الشان کی خدمت مین مصروف دیکھکر مستفسر
حال ہوا اُسنے کہا کہ مسلم ابن عقیل نے مجھسے پناہ چاہی ہے
وہ خفتہ بخت یہ حال سُنکر مانند بخت خفتہ کے سو رہا صبح کو
جاکر محمد بن اشعث سے خبر کی اُسنے ابن زیاد بدنہاد کے
دربار مین جاکر کہا قصہ کوتاہ ابن زیاد بدنہاد سراپا فساد
کے حکم سے تین سو سوارون نے محاصرہ طوعہ کے مکان کا
کیا حضرت مسلم نے یہ حال پُرملال سُنا اور مصلے سے اُٹھکر
مصلح ہوئے اور صلاح بدن پر آراستہ کرکے تلوار میان سے

باہر نکالی اور رگ ہاشمی جوش میں طبیعت خروش میں آئی شیر
زیان نے باہر آ کر وہ روباہ خصال پر حملہ کیا دس پانچ شقی
کو جہنم میں بھیجا کسکو تاب مقاومت نہ تھی رعب سے
تھراتے تھے دہشت سے کانپتے تھے کچھ بن نہ پڑی تب
دور دور سے تیر باران کئی ناگاہ ایک تیر آپکی پیشانی انور پر چلا لگا
تمام کپڑے لہو سے تر بتر ہو گئے اسوقت آپ مکہ معظمہ کی
طرف منہ کر کے فرمانے لگے کہ ای حسین علیہ السلام
کچھ تمکو مسلم خستہ جگر کی بھی خبر ہے ہماری آہ دل کی کچھ
حضرت کے دل پر اثر ہے کہ اسپر کیا گذری کوفیوں نے
یہ حال کیا مگر آپکا خیال ہے اب کون قاصد ہے کہ جو حضور کو
آنے سے یہان کے روکے اور میری خبر شہادت آپ تک
پہنچا دے **نظم** نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے بھیجئے ماہی بر دخبر ہے ہمارا کوئی نہیں یہان نہ مونس و غمخوار

خبر جو حال سی میرے کر دے تمھیں ہمارا	ہمارا حال تو دیکھو کہ کیا گذرتی ہے
ہزار فوج کا نرغہ ہے ایک میں ناچار	بد عہد ہو گئی ہے جو دوست ظاہری
دغا سے ظلم پہ آمادہ ہیں یہ نا ہنجار	بلا کے لائے یہان ہمکو خستہ حال کیا
شکستہ حال کیا اور بیکس و ناچار	عجیب عہد شکن بیوفا ہیں یہ ظالم

بنی کو آل پہ یہ جبر و ظلم استغفار + اور کبھی بڑی یاس سے یون فرماتے
شعر صبا بہ گلشن احباب من اگر گذری + اِذَا لَقِیتَ حَبِیبِی فَقُل لَہٗ
خبری + صبا جو گلشن احباب مین ہو تیرا گذر + تو کر کے ان سے
ملاقات کہیو میری خبر + آخر کو پھر مسلم نے بھی لی تیغ خونخوار ہاتھہ مین +
اللہ اکبر تھا زبان پر اور تلوار ہاتھہ مین + جس طرف چمکی برق وش
شمشیر جوہر بار بس + چون ابر مطلع صاف تھا دشمن کا دو چار
ہاتھہ مین + ہیبت سے شیر نر کے تھی روبہ صفت وہ اشقیا + اسکی
شجاعت گم ہوئی حیرت کی تھی وار ہاتھہ مین + ہٹ ہٹ کے پھر
سید ان سے ظالم چڑھے دیوار پر + نامردی سے مارتے تھے
سنگ بدکار ہاتھہ مین + دست و دہان سارا بدن اس
شیر کا زخمی ہوا + تا دو پہر لڑتا رہا وہ تیغ خونخوار ہاتھہ مین +
آخر شش جہان فوجون کا نرغہ ہزارون سوار و پیدل چارون
جانب سے نیزون کی بوچھار تیغون کی مار تلوارون کی
جھنکار جمگھٹا عداوت شعار بدعہد و بدکار بے مہر و بیوفا بدذات
بے حیا ہون وہان ایک اکیلا بے یار و انصار بے معین و
مددگار اور رضا جوئی پروردگار کہان تک لڑ سکتا ہے اور
کسکا کسکا جواب دے سکتا ہے آخر جب بہت سے ظالمان

پُردغا کو حضرت مسلم علیہ السلام اپنی تیغ آبدار سے سیراب
کر کے جہنم واصل کر چکے اور باقی اشقیائی پُردغا تاب آپ کے
مقابلہ کی نہ لا کر امان طلب ہوئے آپ نے خدا کے خوف
سے تقدیر پر شاکر ہو کے تلوار کو نیام میں کیا پھر تو گروہ اشقیانے
چاروں طرف سے حضرت مسلم علیہ السلام کو گھیر لیا اور اُس
بھوکے پیاسے کے تن اطہر کو زخموں سے چور چور چھید ڈالا
رنج و تکلیف پہنچا کے شہید کیا اور ذی الحجہ کی تیسری تاریخ
سر مبارک کو تن سے جدا کر کے یزید پلید کے پاس شہر
دمشق میں بھیجا اور تن اطہر کو سولی پر چڑھایا تھا او انّا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

شہید مسلم بیکس ہوئے ہزار افسوس — غریب و بیکس و بے یار و غمگسار افسوس
نہ کوئی حامی تھا اُنکا وہاں نہ کوئی انیس — نہ کوئی خویش و برادر نہ کوئی یار افسوس
عجیب نقشہ قدرت نے رنگ دکھلایا — چلی جو حلق پہ مسلم کے خنجر کی دھار افسوس
چھدا کلیجہ نہ اُن ظالموں کا ای باری — جو ماری ہاتھ سے مسلم پہ تیر افسوس
ارے وہ کیسی تھی بدعہد و بیوفا ظالم — یہ کیسی دعوت مہمان دی اشرار افسوس
دغا ہی تھی جو انہوں نے ساتھ کر دہ گئے — نہ آیا ہائے لعینوں کو زینہار افسوس
ذرا بھی خوف خدا ظالموں کو دل میں نہ تھا — نہ کچھ بھی پاس نہ عزت وفا کا افسوس
پھٹا کلیجہ شقی کا نہ اُسکی ٹوٹی کمر — کیا جن ہاتھوں سے مسلم کو ٹکڑا افسوس

ستم مسافر تنہا پہ ایسا کسنے کیا | اکیلے مسلم بیکس اُدھر ہزار افسوس
لڑے سپاہ سے بھی اسطرح مسلم تنہا | امان طلب بھی ہوئے وہ ستم شعار افسوس
جدھر کو کرتا تھا حملہ یہ شیر حق لیکن | تو کوسون ہوتی تھی پسپا وہ نابکار افسوس
نبی پہ بھیج خدایا درود اور سلام | اور انکی آل پہ اولاد پہ علی کی مدام

یہان سے کچھ حال پُر ملال فرزندان حضرت مسلمؑ بھی سُننا چاہیے روایت ہے کہ جب حضرت مسلم علیہ السلام بدعہدی و بیوفائی سے گروہ اشقیا کے مکان مین محمد نامی جو کہ دوستدار تھا آل نبی کا قیام پذیر ہوے اور اشقیا نے خبر پاکر محمد موصوف کو بعد گفتگوی بسیار کے قتل کرایا بعدہٗ حضرت مسلمؑ مکان مین قاضی کے کہ وہ بھی دوستدار آل نبیؑ تھا معہ صاحبزادون کے آکر قرار فرمایا اور ایک روز مقیم رہکر ظالمان بدنہاد کی ظلم اور بیوفائی کو خیال کرکے کہ ناگاہ قاضی کو کچھ ضرر نہ پہنچے دونون صاحبزادون کو قاضی کے سپرد کیا تھا اور آپ تنہا قاضی کے مکان سے باہر ہوکر بے یار وفادار بیکسی اور بےبسی کو ساتھ لیکے چلے جاتے تھے ناگاہ راہ مین طوعہ نامی ایک عورت مومنہ ایماندار شان و شوکت سے حضرت کو پہچان کر اپنے مکان مین لیگئی اور شرط خدمت بجا لائی آخر شقی ازلی بیٹا طوعہ کا جب

جب مکان مین آیا اپنی مان کو پریشان دیکھکر اور حال استقامت
حضرت پوچھکر اپنی مان کی نظر سے پنہان باہر گیا اور ابن زیاد ملعون
کو خبر پہنچائی آخر وہ بدنہاد دو سو سوار بھیجکر درپے آزار ہوا
اور طرح طرح کی تکلیف پہنچائی جسکے بیان کی تحریر مین قلم
شق ہوتا ہے آخرش جب آپ شہید ہوے اور یہ خبر قاضی
کو پہنچی کہ حضرت مسلم شہید ہوے اور ابن زیاد بدنہاد
تلاش جستجو مین آپکے فرزندون کی ہے اور
منادی صاحبزادون کے جستجو کی بطمع انعام شہر مین ہوا
کر رہا ہے تب تو قاضی نے نہایت مضطر و پریشان ہوکر
اپنے بیٹے سے کہا کہ للہ ان دونون صاحبزادون کو
جو یتیم و بیکس ہین اپنے ساتھ لیکر ظالمون سے پوشیدہ
اور بچاکے ہوے اُس قافلہ مین جو یثرب کی جانب
جاتا ہو ہمراہ کردے اور کسی مرد صالح سے کہدینا کہ یہ
دونون مسلم کے پسر و نور نظر بے پدر ہین براہ خدا
شناسی انکے حال پر ملال پر رحم کرکے انکے خویش
و برادر تک پہنچا دینا آخر کار جب تھوڑی شب باقی رہگئی قاضی
کا بیٹا دونون صاحبزادون کو ہمراہ لیکر اور تسلی و تشفی دیتا ہوا

قافلہ کی فرودگاہ تک پہنچا دیکھا کہ قافلہ وہان سے روانہ ہوگیا
تب قاضی کے بیٹے نے صاحبزادون سے کہا کہ وہ قافلہ
جا رہا ہے آپ جلد جا کر ساتھ ہو جائیے اور خود نشان بتا کر مکان پر
پھر آیا وہ ناز و نعمت کے پلے کبھی پیدل کاہے کو چلے تھے
چلتے چلتے پاؤن مین آبلے پڑ گئے اور تلوون مین کانٹے
چبھ گئے کچھ اندھیری شب کا خطر کچھ ظالمون کا ڈر اتنی راہ چلنا
دشوار ہوگیا آخر دونون بھائی تھک اور خوف جانوران صحرا
سے ڈر کر اپنی یتیمی و بیکسی اور یاد پدری سے باہم بازو
گلے مین ڈالکر رونے لگے آہ وہ خرد سالی اور یہ مصیبت وہ
گل سا نازک بدن یہ خار صحرا و دشت پر ہیبت تمام شب نالان
و گریان ہر سو دوڑتے رہے مگر قافلہ کا پتہ نہ لگا اور کوئی
دیکھا یار و وفادار نہ ملا آخر بیتاب ہوکر ہائے باباجان ہائے
باباجان کہتے ہوئے زمین پر گر پڑے

نظم

کہان گئے ہو کدھر وا ہی باباجان	کوئی نہین جو خبر کیجیو آ باباجان
اکیلے دشت خطرناک مین پڑے ہین ہم	خبر کو کون مری تم سوا کے باباجان

اتنے مین جب اجالا سپیدہ روشن ہوا تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی
کوفہ کی سرزمین مین پڑے ہین اور مکانات کوفہ کے نظر آتے ہین

یہ حال دیکھکر گھبرانے لگے اور بید کیطرح کانپنے لگے اور کہتے تھے
واہی قسمت ہم کہان آگئے پھر چھپنے کی جگہ ڈھونڈھتے ہوے
نہر فرات کے کنارے ایک درخت جوف دار کے پاس پہنچے
اور پناہ کی جگہ سمجھکر اُسی مین جا چھپے مگر عکس رخسار
جبیں ماہ و خورشید تمثال پانی مین پڑ رہا تھا اتفاقاً ایک
عورت پانی بھرنے کے لیے فرات کے کنارے پہنچی
پانی مین دونون خورشید طلعتون کے عکس رخسار کو دیکھکر
نہایت متحیر اور پریشان تھی کہ خدایا یہ کیا ماجرا ہے اسی جستجو
و تلاش مین اُس عورت کی نظر اِن دونون ماہ پیکر پر پڑ گئی
دیکھا کہ شجر کے جوف مین دو صاحبزادے نہایت حسین و
خوبصورت قمر خورشید طلعت جنکی پیشانی سے یاس
و حسرت چمک رہی ہے بیٹھے ہین نہایت حیران تھی کہ خدایا
حوران بہشتی ہین یا زمین پر زہرہ و مشتری کا ساعت
سعید مین قران ہوا ہے کہ جنکی چمک دمک سے صحرا پر انوار
و شجر بجز تجلی زار و چشمہ آب آبرو دار ہے کیا اسرار ہے آخر قریب
جا کر بنظر غور و تامل جو دیکھا تو باوجود شان و شوکت اور اس
رو پہ رنگت کے اُنکے چہرہ درخشان سے عجب حسرت و یاس

پنہان عیان ہونے دونکی اسیطرح بہت تسلی دیکر صاحبزادون کو راضی
کیا آخر جوف شجر سے نکالا اور دونون کو اپنے اپنے آغوش مین لیکر
مکان پر پہنچی اور تہ خانہ مین فرش پاکیزہ بچھا کر صاحبزادونکو
بٹھایا کھانا کھلایا پانی پلایا یہ بیچارے غم کے مارے شب
کے جگے آرام پاکر سو گئے اُس بی بی نے دروازہ بند
کر کے قفل لگا دیا تا کہ کسیکو معلوم نہو مگر قضا و قدر سے
کیا چارہ گویا وہی مکان بندی خانہ اور مرگ کا کاشانہ اُنکے لیے
ہوگیا یعنی حارث نامی خاوند اُس بی بی کا تمام روز تلاش
مین ان صاحبزادون کے حیران و پریشان پھرا جب کہین
پتہ نہ پایا تھک کر مکان پر آیا اور بی بی سے جھنجھلا جھنجھلا کر
بولنے لگا بی بی نے کہا آج یہ کیا معاملہ ہے کیون تیرا
دل جلا ہے کہنے لگا پسران مسلم کی تلاش مین تمام روز پھرا
مین بھی تھکا اور گھوڑا بھی میرا مگر انکا پتہ نہ لگا آخر کھانا زہر مار
کر کے وہ دوزخی مردار خوار سو رہا جب تھوڑی شب باقی رہی تو
ان بچون نے اپنے پدر بے سر کو خواب مین دیکھا کہ تمام بدن
لہو مین تر ہے یہ شکل باپ کی جو بچون نے دیکھی نام لے لیکر
چلا اٹھے اور بایکدگر بلک زار زار رونے لگے حارث ملعون

ناگاہ انہوں نے یہ آواز سنکر بس پچتایا اور کہنے لگا کہ کسکی آواز ہے
بی بی نے کہا ایسا ہی کوئی ہوگا تجھے اسکی کیا فکر ہے کہتی ہون
کب مانتا تھا جب کہ بیت کا قفل توڑا اور خنجر خونخوار لیکر دوڑا
جب پاس ان بچون کے پہنچا افسوس وہ انکی نیند میں مشغول خواب تھے
انکو پکڑ کر باہر لایا تب بی بی نے کہا ای ناپکار خدا سے ڈر کیا کرتا ہے
یتیمون کو کیون ستاتا ہے انکی زلفون کو چھوڑ اور اپنا ہاتھ سے
ذرا انکی غربت اور عاجزی پر رحم کر ارے یہ بچے معصوم یتیم ناتوان
ہیں مسلم علی کے بچے ہیں کسکی تشنگی کس گناہ میں ہین خدا کو کیا
جواب دیگا ایسی کو کیا شقی دیکھا انکا ہر چند اس بی بی نے منت و
عاجزی کی اور سمجھایا مگر وہ بے رحم کب سنتا تھا آخر غضب سے
کہنے لگا اب وہ یتیم کہنے لگے کہ ہم مصیبت زدون کو چھوڑ دے
اگر تجھکو زر کی خواہش ہو تو ہمکو امام حسین علیہ السلام کے پاس
لیجا وہان مال و زر تجھے بہت ملیگا نہین تو ہمکو بیچکر جو نفع
چاہے حاصل کر ہمین کچھ عذر نہین لاکھ عاجزی کی دکھایا
وہ چاہتے کہ کرتے تھے مگر وہ شقی القلب ایک بھی نہ سنتا تھا
آخر انکو لیچلا وہ معصوم بچے روا انکے ساتھ روتی ہوئی اور سارا گھر
انکا روتا ہوا دوڑا اور کہتے تھے کہ ان یتیمون کو نہ مار او ظالم

ناحق مت کر انھون نے تیرا کیا نقصان کیا اگر ظالم بھی انکو دیکھیگا

ترس کھا کر چھوڑ دیگا اسنے کہا مجھے بڑی نادانی ہوئی جو انکو پکڑ کیا

مین کیون انکو لائی یہ تو انکا سر لے سکتے اب کون ایسا حاکم ہے

جس سے مین فریاد کرون آخر اُس نا بکار نے تلوار کھینچی چاہا کہ

انھین شہید کرے تب اُسکے بیٹے نے منع کیا اُس شقی نے

اپنے بیٹے کو قتل کیا چاہا کہ بی بی آئی بھی قتل کرے کہ [illegible]

غلام جو اُسکا شیرخوار تھا رضاعت کا پاس کرکے آگے آیا اُس

ستمگر نے اُسکو بھی قتل کیا پھر بچون کی طرف دوڑا وہ دونون لڑکے

آکر سپر ہوئی ظالم کی تیغ سے آخر بے سر ہوئی پھر لونڈی آئی اُس

نے اُسے بھی قتل کیا بچون نے جب یہ ماجرا دیکھا رنگ چہرے کا

فق ہوا انکا اُس ظالم کا جگر تب بھی نہ شق ہوا جب کوئی یار و مددگار

اُن بچون نے نہ دیکھا نہایت گھبرائے سمجھے کہ قضا آن پہنچی چاہا کہ

دو رکعت ندی کنارے وضو کرکے نماز آخری ادا کرلین مگر اُس

بے رحم نے فرصت نہ دی اور خنجر کھینچکر دوڑا بچون نے کہا کہ

[illegible] مین ہمارے تن سے جدا کرلے یہ بھی نہ مانا تب بڑے

بھائی نے کہا کہ پہلے مجھے شہید کر تا چھوٹے بھائی کو قتل

نہ دیکھون یون ہی چھوٹا بھی کہتا رہا ظالم نے بڑے بھائی کو

بیسے وار کیا چھوٹا یہ حال دیکھکر بھائی کی لاش سے لپٹ گیا پہلی
ظالم کو جب بھی رحم نہ آیا اور چھوٹے کو بھی شہید کر کے لاشین
دریا مین پھینکدین اور سر اُن بچون بیکسون معصومون کا کاٹ کر
حاکم کے پاس لے گیا حاکم نہایت غضبناک ہوکر بہت سی ملامت کرکے
حکم دیا کہ اس حارث ملعون کی بھی گردن مارو آخر وہ ملعون بچے
کے کی اُسیوقت سزا پاکر واصل جہنم ہوا **نظم**

نہ آیا بچون بھی رحم بیباکو ہای + غضب ہے سنگ درون تھا وہ نابکار
کیا تھا جیسا مرا اُسکا مزہ بھی چکھا + طمع نے خوب ہی دی تھی جہنمی کو ایک
جانا جناب سید الشہدا کا مکہ معظمہ سے سمت کربلا اسکو
اب یہان سے کیفیت مختصر احوال کربلا کہ جو حضرت امام حسین پر
گزرے ہین بیان کرتا ہون راوی لکھتا ہے کہ جب روز
کوفہ مین حضرت مسلم نے شہادت پائی اُسیروز یہان فرزند
ساقی کوثر نے ارادہ سفر کوفہ کا کیا ہرچند عبد اللہ ابن عباس
اور عبد اللہ ابن عمر اور جابر اور ابو سعید خدری اور ابو واقد لیثی
وغیرہ نے حضرت کو سفر کوفہ سے فسخ عزیمت کو چاہا بہتیری
باتین تملق آمیز کین اور اکثر عزیز اور اقرباؤن نے بکمال عجز
اور زاری واصرار کیا اور کہا کہ ای نور دیدہ بتول و لخت جگر رسول

حال اہل کوفہ کی بیوفائی اور کج ادائی کا حضرت شیر خدا صاحب لافتیٰ علی مرتضےٰ علیہ السلام کے وقت سے آجتک حضور کو بہت اچھی طرح سے معلوم ہے حضرت نے زبان دُرفشان سے گوہر آبدار کو رشتۂ مضمون مین یون منسلک کیا ہے کہ ڈیڑھ سو خطوط قلمی اُن لوگون کے پاس باصد التماس آئے اور میرے بھائی مسلم بن عقیل نے لکھا کہ وہ بظاہر ہمارے رشد و ہدایت اور رحمت و عنایت کے طالب ہین کیونکہ نہ جاؤن اور امر ہدایت بجا نہ لاؤن بس حضرت امام ہمام نے اُنکے منع کرنیکو نہ مانا اور فرمایا کہ مین نے اپنے باپ علی مرتضےٰ علیہ السلام سے سُنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کے سبب سے بے حرمتی کعبہ کی ہوگی سو ایسا نہ ہو کہ وہ مینڈھا مین ہون اور میرے سبب سے بے حُرمتی کعبہ کی ہو قصہ کوتاہ تیسری تاریخ ذی الحجہ روز شنبہ کو مع عیال و اطفال و معصومان خردسال و رفیقان جان نثار کے حضرت امام حسین علیہ السلام کُل بیاسی آدمی کے ساتھ کربلا کی جانب روانہ ہوئے جیساکہ اللہ تعالےٰ دسوین پارہ سورہ انفال مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط

ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ ایمان لاتے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا ساتھ مالون اپنے کے اور جانون اپنے کے بیچ راہ اللہ کے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فرماتے ہین الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ترجمہ موت ایک پل ہے پہنچا نیوالا دوست کا دوست تک یہ دم سکے دم مین پار لگاتا ہے ۞

علی کے لاڈلے دلدار پر صلوۃ و سلام
اس عزم و قصد دل انکا پر صلوۃ و سلام
خدا یا بھیج سب انکا پر صلوۃ و سلام
ہو کی دہار مین سر شا پر صلوۃ و سلام
دلیر و صفدر و جرار پر صلوۃ و سلام
اس بیسے شاہ رضا یا پر صلوۃ و سلام
شہ ولایت و سردار پر صلوۃ و سلام
ستم کی فوج مین ہشیار پر صلوۃ و سلام
اور انکی شوکت و انوار پر صلوۃ و سلام

حسین بیکس و ناچار پر صلوۃ و سلام
خدا کی راہ مین جاتا ہی دینے سر اپنا
تمام اہل و عیال اور انکی یارون پر
شہید خنجر و کرب و بلا کے راہی پر
غریب و خستہ جگر اور بھوکھی پیاسے پر
یتیم و صابر و شاکر شکستہ دل بازو
امام و ابن امام اور امام کی بھائی
قتیل خنجر اعدا شہید تیغ ظلم
نبی کی نور نظر اور علی کی جان و دل

الحاصل منزل بمنزل چلی جاتی تھی ۞ کہ اثناء راہ مین حضرت مسلم مجبور اور انکے فرزندان مہجور کی شہادت کی خبر سنی اور کوفیون کی بے اعتنائی کو خیال کرکے ارادہ پھر جانیکا کیا حضرت مسلمؑ کے بھائی اور فرزندان سے نے اصرار کیا اور کہا کہ بعد مسلمؑ

سکے اب ہم لوگون کی زندگی اچھی نہین معلوم ہوتی کوفیان بدنہاد
سے خون کا بدلا لینگے مارینگے یا خود بھی شہید ہوجاوینگے جب
یہ باتین حضرت امام حسین عؑ نے سُنی تو فرمایا لاخیرَ فی الحیاتِ بعدکم
یعنی بعد تمہارے زندگی مین کچھ خوبی نہین بیان طول سے مطلب
نہین غرض حضرت نے راہ کوفہ کی لی جب کوفہ دو منزل رہگیا تو حر
بن یزید ریاحی مع ایک ہزار سوار کے آملا اور حکم سے ابن زیاد
بدنہاد کے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ مجھکو حکم ہے کہ جہان حضرت
امام حسین علیہ السّلام ملین آنکو گرفتار کرلیا نہ ہو کہ اور کسی طرف
کی راہ لین آپنے زبان فیض ترجمان سے یون ارشاد فرمایا
کہ خطوط مع مہر تمہارے ہمارے پاس موجود ہین اگر تم لوگ
اپنے اقرار پر پایدار رہو اور قول پر قرار رکھو تو مین چلون ورنہ
پلٹ جاؤن حر نے جواب دیا کہ مجھکو واللہ اس حال کی خبر نہین
اور نہ مین آپ کو چھوڑ سکتا ہون قصہ مختصر حر نے آپ کو روکا اور آپ
بحکم قضا و قدر حر بن یزید ریاحی کے ساتھ ہوے یہان تک کہ
حر آپکو میدان کربلا مین لایا امام علیہ السّلام نے وہان کی
اُداسی اور جنگل و بیابان کی وحشت دیکھ کر اُس زمین کا نام پوچھا
لوگون نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس زمین کو کربلا کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ یہی ان کرب و بلا ہی ہے
اس جگہ ایک نکتہ بیان ہوتا ہے غور کرنا چاہیے کہ جس زمین پر
حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوے اُس زمین کا نام
اللہ تعالی نے کرب و بلا رکھا اسمین کیا وجہ تھی سمجھنے کی بات
ہے کہ وہان واقع شہادت امام حسین علیہ السلام کا ہونا علم الٰہی
مین ظاہر تھا اسواسطے اللہ تعالے نے اس زمین کا نام کرب و
بلا رکھا اب اسمین یہ نکتہ اور باریکی ہے کہ کرب کی لغوی معنی سختی اور
بلا کے معنی کروٹ پر کروٹ اور بیچین ہونا یعنی مضطرب اب اسکو یون سمجھنا
چاہیے کہ جسوقت حضرت امام حسین علیہ السلام اُس زمین پر پہنچے
تو اللہ تعالے نے کرب اور بلا اور صبر کو حکم دیا کہ جاؤ دیکھو کون
کسکو قبول کرتا ہے آخر الامر یہ بات ظہور مین آئی کہ حضرت امام حسین
علیہ السلام نے کرب اور صبر کو اختیار کیا اور جسقدر کہ سختی اور مصیبت
آپ پر گذرے سب آپ نے برداشت فرمایا اور یہ جگہ نہایت غور
کی ہے کہ کرب اور صبر دونون ملحق ہے کیونکہ سختی مین دشوار
سو ظاہر کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جیسا صبر کیا اور اللہ تعالی
نے صبر کو تلخ بنایا لیکن ثمر اسکا میٹھا بنایا ہے بقول ے شعر
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ؛ اسیواسطے فرمایا حق تعالی نے

اور جب بلا میں وہ ظالمان خدا ناترس مبتلا ہوئے تو صبر نہ کر سکے آخرش اوسی بلا میں مبتلا رہ کر ساتھ عذاب شدید کے فنا فی النار ہوئے

نامہ لکہنا ابن زیاد بدنہاد کا کربلا میں حسین علیہ السلام کے پاس اس مضمون سے کہ یا تو آپ بیعت قبول کریں یا آمادہ جنگ ہوں

روایت ہے کہ ابن زیاد بدنہاد نے کربلا میں ایک قطعہ خط حضرت امام حسینؑ کے پاس اس مضمون سے بھیجا کہ یا تو یزید سے بیعت کیجئے یا آمادہ جنگ وجدال ہو جائے جسوقت امام علیہ السلام نے خط کو پڑہا تو زمین پر پھینک دیا اور ایلچی سے فرمایا کہ میرے پاس اسکا جواب نہیں ہے مکر و فریب و بدعہدی میرے ساتھ نہیں کی گویا ستم خدا اور رسول کے کی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ترجمہ یعنے یہ اسواسطے ہے کہ اونہوں نے خلاف کیا اللہ کا اور اوسکے رسول کا اور جو کوئی خلاف کرے اللہ اور اوسکے رسول کا پس تحقیق اللہ بہت عذاب کرنیوالا ہے الحاصل ایلچی ابن زیاد سراپا فساد کے پاس گیا تمام حقیقت کو بیان

کیا وہ مردود یہ سنکر غضبناک ہوا اور فوج کو جمع کیا اور
فوج ہاویہ کا سپہ سالار عمرو ابن سعد کو بنایا عمرو ابن سعد نے
مقابلے سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے انکار کیا اوسوقت
ابن زیاد بدنہاد نے حکم دیا کہ یا تو حضرت امام حسین سے لڑنیکو
جا یا حکومت رے کو چھوڑ دے اوس تیرہ راے بخت زبون نے
رے کی حکومت اختیار کی اور بسبب طمع دنیا شہنشاہ دین کے
مقابلہ کو فوج کا سپہ سالار بنکر آیا اور ساتوین تاریخ محرم
کو کربلا مین پہونچا اور فرات کے کنارہ اوترکر امام تشنہ لب کے
لوگون پر پانی بند کر دیا قصہ کوتاہ ساتوین تاریخ شب دہم تک پانی
اہلبیت اطہار اور رفیقان نامدار پر امام تشنہ کام کے بند رہا صبح
عاشورہ کو لشکر اعدا مین طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ان کے دل
ہلکے میمنہ میسرہ قلب وجناح کو آراستہ کیا اور ادہر ہر ایک مبارز
لشکر ابن علیہ السلام کا باتیغ وسپر طیار رہا موذنون نے نماز صبح
کی تکبیر سنائی ملک الموت نے تفسیر آیہ تقدیر لا دکھائی تیمم سے فریضہ
صبح ادا کیا سجدہ شکر پروردگار بجا لائے خیمہ اہلبیت مین شور ہوگا
اوٹھا آپ نے تسکین ہر ایک مبارز کو آفرین کی غرض حضرت امام
حسین کا بنفس نفیس قصہ کارزار ہوا ہمراہ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم زیب سر کمر بند مع ذوالفقار حیدر کرار قاطع سرہاے
کفار نابکار زیب کمر زرہ داؤدی در برکی خس و خاساک خندق مین
اگ دی دروازہ خندق کے باہر آئے آنسو بھر آے اعزا یاد قار
ورفقاے نامدار گرد تھے تشنگی سے سب کے دل سرد تھے مبتلاے
ہزارون طرح کے اندوہ درد کے تھے کسی نے رکاب تھامی قدم چومے
اجازت کے طلبگار رہ سر معرکہ طیار ہوے حضرت نے پیش قدمی کی
ممانعت سکوت کی نصیحت آنکھون سے پردہ حجاب کے اوٹھے نظر آے
رب قدیر نے کارخانہ قدرت کے دکھاے ملایک صف اول پر صفین
باندہ کر آراستہ ارواح طیبات بہشتی اور حلہ فردوسی سے معطر
اور پیراستہ رضوان با فوج ملایک مقرب دروازہ جنت کے کھول کر
باادب استادہ اور واسطے تعظیم وتکریم کے ملاء اعلے امادہ میکائیل
نے پیمانہ ارزاق کا فرات مین بھجایا حورون نے انگیٹھیان عود وقمار کی
سلگائین شراب تسلیم کے پیالے ہاتھ مین شدت انتظار مین بیچین بات
بات مین اوندا دہر مالک دوزخ درکات جہنم کھول کر منتظر اور امادہ کہ
ظالمان قتل ہون اور فورًا اونھون کو داخل دوزخ کرون اور ایک
حضرت جبرئیل علیہ السلام با ملایکہ جلیل سر بگریبان ہمہ تن حیران ہوا
جلنے سے خاک اوڑنے سے پانی بہنے سے آگ جلنے سے معذور فلک گردش

ست زمین لغزش سے کوہ ثبات دشت بلیات سے مجبور رغبات بالواسے نصرت و آیات مقاتلہ مترصد اجازت ہمہ تن مستعد مقابلہ بغرض معاونت استجارت مدد ہوتی ممانعت بہ شد و مد ہوتی جبا تو ن نے حضرت امام کی تعظیم کی دست بستہ عرض تسلیم کی سکو اعانت مین اصرار اور حضرت کو سراسر انکار اور فرمایا کہ خلاف شان شجاعت ہے اگر قوم غیر سے استعانت سے اسجگہ اب ایک روایت بیان ہوتی ہے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کافرون نے ظلم حد سے زیادہ کیا کہ سرگین وغیرہ آپ پر عین حالت نماز مین پھینکنا شروع کیا اوسوقت فرشتگان آب و آتش و خاک و باد نے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ان ظالمون کو نفے النار کرون اللہ نے حکم دیا کہ جاؤ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھو اگر وہ حکم دین تو مدد کرو قصہ کوتاہ فرشتگان مرقومہ بالا حضور مین حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حاضر ہوے اور سبھون نے اپنی اپنی عرض پیش کیا اور کہا اگر حکم ہو تو ان مردودون کو ابھی نفے النار کرون اوسوقت حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ بخوشی اپنی آئے ہو یا بحکم خدا اونہون نے عرض کیا کہ اپنی خواہش سے آیا ہون تب آپ نے فرمایا کہ مجھکو مدد غیر کی درکار نہین میری رضامندی مولا میرے ہے اوسوقت اللہ تعالے نے

فرشتون سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہمارے حبیب نے سوا سے میری
مدد دوسرے کی نہ چاہی اوسیطرح پر حضرت امام حسینؑ پر ظلم حد سے
زیادہ گذرا اور تنہائی اور بیکسی اور بے بسی نہایت ہوئی تو اوسوقت
بھی وہی فرشتہ آب و خاک و آتش و بادنے درگاہ خدا مین عرض کیا
کہ اگر حکم ہو تو دشمنان امام حسینؑ کی کرون اللہ تعالے نے فرمایا کہ جاو
حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہو اور وہ فرما دین تو مدد کرو الغرض
چارون فرشتے حضور مین حضرت امام حسین کے حاضر ہوے اور فرشتہ
آب نے عرض کیا کہ اگر حضور فرما دین تو ایسی سنگباری کرون
کہ کل ظالمان فی النار ہوجاوین اور فرشتہ بادنے عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو مثل قوم ہود کے غارت کردون غرض ہر فرشتون نے
التجا کیا مگر امام علیہ السلام نے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ ہم سوای
خدا کے مدد دوسرے کی نہین چاہتے اوسوقت اللہ تعالے نے
فرشتون سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میرے حبیب محمد صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے مدد نہ چاہا اوسیطرح پر میرے حبیب کے حبیب
یعنی حسین علیہ السلام نے بھی مدد نہ چاہی اس جگہ ایک نکتہ
بیان یہ ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کیونکر مدد چاہتے کیونکہ
اللہ تعالے رتبہ شہادت حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حرمت

فرمایا اور آنحضرت نے حسین کو مرحمت فرمایا پھر آپ کیونکر مدد چاہتے
اور سوا اسکے مدد و عاجز چاہتا ہے نہ قادر بس حسین کو اللہ
تعالے نے ہر طرح کی قدرت دی تھی چنانچہ روایت ہے کہ میدان
کربلا مین حسین تنہا رہگئے اور زخمون سے چور ہوئے تو وہ روز جنات کے
یہان عید اور خوشی کا روز تھا اور جعفر نامے جن کہ وہ حضرت علی
کے دست مبارک پر مسلمان ہوا تھا خوشی و عیش مین مصروف تھا
اچانک ایک جن کہ احوال کربلا سے واقف تھا اوسنے کہا ای جعفر
تو شادی کی خوشی کر رہا ہے اور حسین ابن علی علیہ السلام پر میدان
کربلا مین یہہ بینا بی ہو رہی ہے کہ تشنہ اور گرسنہ دور از دیار
پنجہ ظلم مین گرفتار ہین یہہ بات سنتے ہی جعفر جن نے مع اپنی فوج
کے حضور مین حضرت امام حسین کے حاضر ہوکر عرض کیا کہ اگر
حکم ہو تو فورًا ان ظالمون کو تہ تیغ کرون امام نے فرمایا کہ تم
غائب اور وہ حاضر تم مارو گے وہ مار نہین سکتے جعفر نے عرض
کیا یا حضرت ہملوگ بھی حاضر ہوکر لڑینگے اور خود بھی شہید ہونگے
حضرت نے فرمایا کہ خاصیت تمہاری کہان جاوے گی اور کیا تو نے
سمجھا کہ مین عاجز ہون یہہ کہکر ذوالفقار کو نیام سے باہر کیا دریا ے
غضب جوش مین آیا ہنوز وار نہ کیا تھا کہ صف کی صف اولٹ گئی

قیامت قایم ہوگئی ہر فرد بشر و شجر و حجر کی زبان پر کلمہ الامان الامان کا جاری تھا اوسوقت حکم خدا جبرئیل کو ہوا کہ جلد قبضہ ذوالفقار تھامو نہیں تو دنیا اولٹ جاوے گی فوراً جبرئیل آئے اور ذوالفقار کے قبضہ کو پکڑکر فوراً عرض کیا کہ یا حسین آپکو امت پیاری ہے یا اپنی جان امام حسین علیہ السلام نے ذوالفقار کو نیام مین رکھی اور ایک وار بھی نکیا تھا کہ یہ حال ہوگیا کلیجہ زمین کا پھٹ گیا خلاصہ یہہ کہ امام حسین کو طے کرنا درجہ شہادت کا منظور تھا کیونکہ مسدود (چاہیے)

نظم

عدو نہ غیر سے چاہی رہے تھے گو تنہا
حسین تشنہ دہن نے بروز عاشورا

کمال صبر وتحمل جو تھا امام کو بس
کھینچا شہادت کامل کا خوب ہی نقشا

سوا شکر نہ تھا لب پہ شکوہ او گلہ
اگرچہ کرتے تھے ظالم ہزار جور و جفا

اگر وہ چاہتے چودہ طبق اولٹ دیتے
مگر تھی نظر بخشیون مین جن کی رضا

پسر ہین حیدر صفدر کے ڈر رہتا ایسا
کہ ایک وار مین کردیتے صف کو صفا

مگر مروت و ہمت سے کام تھا اونکو
پئے شفاعت امت گلا کٹا ہی دیا +

مہر عزیز دیا اور کل عزیزون کو
خدا کی راہ مین اللہ رے صبر وجود وسخا

پیاری امت عاصی اونھین تو تھی اتنی
ستم اس امت ظالم نے اونپہ کیا کیا کیا

غم حسین مین رو رو کے جانکو کہو لو	نصیب ہوگی کہان بار دگر دو بارا

	رہیگا حال یہ ہم بیکسون کے رحم تو کر بیان مصدقہ شہداے دشت کربلا	

اسکا اصل آپ نے ذوالجناح آگے بڑہایا کیسا ذوالجناح برق رفتار تیز و تند جو ہر کفارون کے گرلستہ پہاڑون پر چڑہنے والا میدان مین قدم آگے بڑہانے والا پیچھے پہر کے دیکہنے سے کچہہ مطلب نہین بجز قتل کفار کچہہ دوسری غرض نہین صرف راہ خدا مین جان بازی کو مستعد کہ جسکی قسم کہا کر اللہ تعالے پارہ عم سورہ والعٰدیٰت مین فرماتا ہے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا قسم ہے گہوڑون دوڑنے والونکی ہانپ کر پہر آگ نکالنے والون کی ٹہپ جہاڑ کر پہر گہاؤن مارنیوالونکی صبح کو پس اوٹہاتے ہین ساتہہ اوسکے غبار کو پس بیٹہہ جاتے ہین ساتہ اوسکے جماعت مین غرض جسوقت امام حسین علیہ السلام میدان مین پہونچے تو سرداران کوفہ کو یہ کلام بکرو فرسنایا کہ خداے کریم دانا و علیم ہے نامہ لکہکر تمنے بولایا جب مین اسطرف کو آیا پہلے مسلم سے تمنے بیعت ہر طرح کی بیعت کی پہر اون کو شہید کیا سب طرح بیوفائی کی دنیا و آخرت کی روسیاہی لی میرا عند مو

کسے مقابلہ کا نہیں کسے یارا کسکا تجھ سے کشتہ بند معاملہ نہیں مرا جمعیت کی
بھی اجازت چاہی مگر تمہاری مکر و غل سے رہائی نہ پائی اس وحشت
مصیبت میں گرفتار کیا ہزاروں طرح کا آزار دیا معاملہ طول گفتگو
فضول نہیں وقت اتمام حجت کلام میرا خالی از شائبہ نفسانیت حکومت
سے تمہاری کثرت افواج سے خطر نہیں غازیوں کے دلیر مطلق اثر
نہیں تقدیم حکم حاکم علی الاطلاق منظور نہیں درکار مغفرت است
مرحوم مغفور ہے تمہارے واسطے ایک مشت خاک ہی بھی معجز و شفا
اولاک ہے ابھی جو جی میں آئے تو ہر برگ درخت خنجر بن جائے زمین خاک
رو بر آئے اژدہے ہونگا جھٹی سمندر کا پانی آگ ہو جائے اسرافیل
سے کہوں تو ابھی صور پھونکے قیامت برپا ہو جائے انقلاب زمانہ
ہو مبادلہ ہر آب و دانہ ہو دریائے فرات جو تمہارا مقبوضہ ہے کہوں
تو اوس میں ایک قطرہ نہ رہے سراب ہو جائے آفتاب بیتاب جھتا تاب
حکومت کوفہ و شام خستہ و خراب ہو اس وحشت کدہ میں جو جگر گوشہ
ہے وہ رتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آگاہ ہے
گل ہے کہوں تو انگارہ ہو خار کو چاہوں تو نشتر ہو موکل ابر سے کہوں
تو برف باری کرے مالک دوزخ کو اجازت دوں زبانہ آتش سے
اس صحرا کو گلشن کرے اور اگر ذو الفقار بقصد جنگ کھینچا صف اعدا

پہر چلے اس سر سے اوس سر سے جا او ترے گو میرے جمعیت کم ہے کہ
یہان جو مبارز ہے وہ برج شجاعت کا اختر ہے کوئی لخت بتول جگر
پارہ رسول ہے مناقب میرے سبکو معلوم دنیا مین مثل میرا معدوم
ہے آب وش رسول پروردہ آغوش رسول ہون فرزند شیر خدا برادر
حسن مجتبے ہون اگر ابھی نعرہ کرون تو کوہ رستم مین زلزلہ پڑ جاے
ہر ایک پیر و جوان کا دل ہلجاے جگر بہرام گور کا گور مین دہل
جاے

نظم

ہم ہین سبط رسول ابن علے — راز دار رموز لم یزلے
ہم ہین مقصود خلقت آدم — افتخار عراق فخر عجم
آسمان سے کہون گرے خورشید — شب تاریک ہووے روز سفید
کس کی قدرت ہے جو کرے تحقیر — ہم ازل سے ہین صاحب تطہیر
گر مین مریخ سے کہون اقتل — مرگ کا ممکنات مین ہو غل
تیغ کو گر کہون تو ہو آژدر — مرگ اپنی قضا مین ہو ششدر

تیر میرا شہاب ثاقب ہے
جگر اشقیا کا طالب ہے

بالآخر راوی لکھتا ہے کہ صبح عاشورہ کو لشکر یزید مین جب طبل

جنگ بجنے لگے اور لشکر کی صفین آراستہ ہوئین تو ادہر جناب امام حسین
علیہ السلام کے جتنے یار و انصار تھے مسلح و مستعد تیغ ازمائی کے
ہوکر منتظر اذن و اجازت حضرت اور بادہ وصال ایزد متعال کے
نوش کرنے پر امادہ ہوگئے الغرض حضور سے جناب سید الشہدا کے
ایک ایک یار و انصار اجازت پاکر میدان کارزار مین جاکر وہ کام کرگئے
اور داد شجاعت کی دیتے اور اس دلاوری سے لڑے کہ صد ہا ظالم
چاشنی مرگ اور رفع النار ہوتے جاتے تھے اور ان دلاورون
کے خوف سے اون اشقیا بزدل کا قدم آگے نہ بڑہا اجل کا بازار
ایسا گرم ہوا کہ ناریون کو امان نہ ملتی تھی اور ہمت ایسی کٹی جاتی
کہ کوئی قدم آگے نہ بڑہا تا ایک دلاور پر فوج اشقیا نے جب تیر
برسنے لگتا تو راہی ملک بقا اور جان بحق تسلیم کرتے تھے جب باری
یار و انصار کی ہوچکی تو عون و جعفر دونو بھانجے اپکے جو حسن مین
رشک شمس و قمر اور فلک شرافت کی دو اختر تھے حسب اجازت
اپنی والدہ مکرمہ کے مستعد ضرب و جدال ہوکر جناب امام مظلوم
کی خدمت مین اگر جنگ کی رضا کے طالب ہوئے ہر چند جوش محبت
و شفقت کب خواہان تھا جو ایسے نونہالان گلشن خوبی و محبوبی
کو اجازت ملتی مگر بعد جد و کد بسیار کے حضرت نے سمجھا کہ یہ نہ مانینگے

بصد مجبوری فرمایا لے جاؤ تمہین خدا کو سونپا پروردگار تمہارا
یار و مددگار رہے یہ فرما کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور خیمہ
اہلبیت مین کہرام پڑگیا جہان آنکھون مین تاریک نظر آنے لگا
کہ وہ دونون غنچہ گلزار گھوڑون پر سوار ہوکر میدان جنگ
کی طرف دلاوری و بہادری کے ساتھ روانہ ہوے اور نیچے
میدان سے کھینچکر فوج پر ظالمان بیدین کے جا گرے اور اس ڈہنگ
سے لڑے کہ دریا خون کا قتلگہ مین جاری ہوگیا اور جس صف
کفار پر گھوڑے ڈپٹا کر جاتے وہ صف گٹا سی امڈی ہوی پھٹ
کر ایسی صاف ہوجاتی کہ میدان خالی نظر آنے لگتا آخر لڑتے لڑتے
تیغ بے رحم مین گھر کر راہی باغ جنت ہوگئے اوسوقت کے اندوہ
و غم کا حال کیا لکھا جاسے جیسا ماتم اہلبیت مین ہو رہا تھا۔

نظم

کس زبان سے بیان ہو اس غم کا	تاب دل کو نہین نہ ضبط بکا
نوجوانی وہ عون و جعفر کی	یاد کر کیجیے جان کو فدا
ایسے پیارے سدھارے دنیا سے	خانۂ دل اوجاڑ جس سے ہوا
وہ گل اندامی اونکی اور وہ دہوپ	تشنہ کامی کا اور وہ صدما
اور وہ بوچھار تیغ و پیکان کی	اور ستمگارون کا ستم زنا

یاد کر کے دل نہ کیون خون ہو — کیون کلیجہ نہ شق ہو بے پسر کا
شور ماتم تھا اہلبیت مین یکسان — تھا دیا نہ خویش کا وار ان جیسا
آہ کر کے پڑا تھا غش مین کوئی — مشکل ابہی کوئی سسکتا تھا

تھے تشفی ہر ایک کو دیتے تھے
تھامے تھے ہاتھون سے دل جگر اپنا

پہر حضرت قاسم نو نظر امام حسن و شمشیر خنجر و سپر باندہ کر مستعد جنگ
ہوے اور جناب سید الشہداء سے رضا پا کر و فرس ہیتار افلاک
و انجم کی نظر باد پا پر سوار ہوے اور میدان کارزار کی جانب
راہی لشکر فوج ستمگران سے جا مقابل ہوے اور گھوڑا دوڑا کر
مثل باد صرصر جس صف پر جا کرتے اوسطرف عالم خزان کی
بہار اور میدان ان کا پریشان و بے قرار نظر آتے اور ان
تین دن کے بہوکے پیاسے نوجوانون کے جنگ کے ڈھنگ
دیکہکر گھبراتے اور جب کچہہ نہ بن آتی مقابلے سے اس شیر
دشمن شکار کے روباہ دار راہ فرار اختیار کرتے تھے ضرب
شمشیر و تبر سے حضرت قاسم علیہ السلام نے کتنون کو واصل
جہنم کیا اور کتنے بیجان ہو سکے تھے آخر کار کارزار جب حد کو
پہونچا تمام جسم حضرت قاسم علیہ السلام کا زخمون سے چور چور

ہو گیا اور پشت زین سے فرش زمین پر آ رسیدہ ہو کر شربت
شہادت نوش فرمایا

نظم

شہید قاسم گلگون قبا ہوئی جس دم
فلک نے رو دیا خون تھا ملک کو بجد غم

وہ کون دل ہے جو اس غم سے پارہ پارہ نہین
وہ کوہ کان ہو کہ جسپر نہین یہ بار الم

ہزار حیف وہ ظالم تھے کیسے سنگین دل
لگائی ایسی نبی زادون پہ تیغ ستم

نہ پاس امام کا انکو خوف حق تھا انھین
ستم پہ اور ستم کرتے تھے وہ بس اظلم

امام روتے تھے افسوس وہ خوش ہوتے تھے
گرا غضب خدایا تیرا انھون پہ پیہم

ادہر تو آہ و بکا اور غم کے نالے تھے
ادہر لعینون مین عشرت کے ساز عیش و نغم

ہوا اٹھا نو رنگہ و دُرشہ کی چشمون سے
غم شہادت قاسم مین تھا سیہ عالم

گیا نہال ابھی جو پہلا نہ پھولا تھا
خزان بہار چمن شہ کی کر گئی درہم

ستم پہ ویسے مصیبت سہی مگر پہر بھی
ڈگا نہ راہ رضا خدا سے شہ کا قدم

افسوس جب حضرت قاسم نے شربت شہادت نوش فرمایا اور
اس حادثہ جانکاہ نے آتش غم اور بھڑکایا تو حضرت عباس
علمبردار پسر حیدر کرار شکستہ صف کفار قوت بازوی
امام عالی وقار کو یہ صدمات پیہم اور حالات پر غم اور خیمہ گاہ کی

تشنگان خشک گلو کی آواز العطش سنکر تاب نرہی تیغ
و سپر تیر و تبر سے مجرب و آراستہ ہوکر بادپاے تیز رفتار
و برق آثار پر سوار ہوکر شان حیدری دکھاتی اور نشان
عالی کو ہرے چمکاتے ہوے مثل سیل دوان کنارے نہر
فرات روان کی مقابل مین صف کفار نابکار کے جون شیر
جا کھڑے ہوے دشمنان نے تنہا ہی کو یہ شان اسد اللہ کی
دیکھکر ایسے ہیبت دل مین سمائی کہ کوئی قدم آگے نہ بڑھا سکا الا یہ
سمجھکر کہ اگر اس علمبردار نے ایک چلو پانی بھی نوش فرمایا
اور تشنگان و خستگان کو بھی پلایا تو پھر کسکو تاب انکے مقابلہ
کی رہیگی اور ہم سب کی زندگی محال ہو جاوے گی باوجود اس
تشنگی اور گرسنگی کے کم سن لڑکے اور نوجوانون نے تو یہ آفت
برپا کی نہ معلوم یہ کیا قیامت کرین پس یہ سوچکر تیر افگنی اور تیغ
زنی کرنے لگے اور حضرت عباس بھی بلا وسواس سرگرم
کشت و خون ہوئی دشمنان بیدین سے جو سامنے آیا ایک ہاتھ
مین ایک کے دو کرتے ہوے اور خرمن تن لعینان کو برق
شمشیر سے جلاتے ہوے ایسے کشتو نکے پشتے کردے کہ موت بھی امان
مانگنے لگی اور آپ بعین دلاوری چشمہ فرات سے مشک بھر کر

جانب خیمہ روانہ ہوئے اسقدر تھے صبر و محبت خویش برادر کہ
دریا پہ پہنچکر خود پانی نہ پیا اور پیاسون کی پیاس بجھانیکو
پانی بھیجا جب دشمنون نے یہ چالاکی اور دلاوری حضرت کی
دیکھی یکبارگی ٹوٹ پڑے اور اسقدر ہر طرف سے تیغ زنی
ہوئی کہ شانے اونکے قلم ہوگئے بدن زخمون سے چور ہوگیا
اور مشکیزہ مین ایک تیر ایسا لگا کہ پانی بہگیا اور سینہ آپکا فگار ہوکر
طایر روح قالب سے پرواز کرنے لگا اوسدم رکاب پاؤن
سے چھوٹی اور غش کہا کہ فرش زمین پر آرام فرما ہوکر سیر باغ
جنان مین مصروف ہوئے قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون
جناب سید الشہدا یہ حال پرملال دیکھکر کلمات یاس فرماتے
و چشم نم ہوتے تہے

نظم

بس اب یہ ہوئی تجھسے جدائی عباس
وائی کیونکر یہ جدائی تمہین بہائی عباس

مجھسے تنہائی نقطہ آہ جگر سوز ہر ساتھہ
بہائی رہائی ترائی تمہین بہائی عباس

میری تنہائی کا تمکو نہ ذرا دہیان ہا
چہوڑکر ساتہہ میرا ای کہجائی عباس

ستم ہے نہین وہ آنکہون کی تپلی آنکہو
مینہ تنہائی مین کیونکر تمہین ای عباس

کوئی ایسا نہین جو ساتہہ دے میرا اب تو
ہوگئی گہر کے مرے ایسی صفائی عباس

ابھت و شجاعت کو راست و چپ اور صولت و ہیبت کو پیش و پس
جلو مین ہمراہ لیکر باشان شکل پیغمبری میدان وغا مین پہونچکر
رونق فزا ہوے اشقیاے نابکار حضرت علی اکبر کو ہم شکل پیغمبر
دیکھکر سمجھے کہ شاید جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت
سید الشہدا کی مدد کو آئے ہین نہایت حیران و لرزان ہوکر بھاگنے
لگے اکثر کے رنگ فق ہوگئے و اکثر نے نیزہ و سپر گرا کر راہ فرار
اختیار کی المختصر ابن سعد بدنہاد کے کہنے اور سمجھانے سے فوج
شقی نے حملہ کیا حضرت اکبر یکہ و تنہا اس چابکدستی سے دو دو
دستی تلوار مارنے لگے کہ ہزارون شقی دو دو ٹکڑے ہوکر فی النار
ہوتے جاتے تھے اور جسطرف جاتے میدان سپاہ کو سنسان
کرتے تھے مگر جب چارون سمت سے دشمنون کے حملے شدید ہوے
ناگاہ ایک نابکار بدکردار کا نیزہ سینہ بے کینہ سے پار ہوگیا اور بیہوش
ہوکر خانہ زین سے روے زمین پر رونق گزین ہو کر گلشن جنان میں
قیام پذیر ہوے جناب سید الشہدا فرزند جگر پیوند کا یہ حال
دیکھکر نہایت مہموم و مغموم ہوے اور لاشہ جگر گوشہ کو گنج شہیدان
مین داخل کرکے کلمات شکر بر زبان اور دریاے اشک چشمون سے
روان کر رہے تھے خیمہ اہلبیت مین عجب بیتابی و بیقراری ظاہر

ہوی کہ جسکے بیان کی تاب نہین ـ

قطعہ

شہید رنج سے اکبر جوان صد حیف	غم و الم کے علم اور ہوے عیان حیف
گرا جو گھوڑے سے ہم شکل مصطفے زخمی	زمین تھی سرخ سیہ غم سے آسمان صد حیف
پسر کی نعش جو شہ نے اوٹھای رو رو کر	ہر ایک قطرہ تھی آنسو کی خونچکان صد حیف
پسر شہید ہوا اور پدر رہا کہ اللہ	حسین صابر و شاکر تھے حمد خوان صد حیف
پھرے جو اہل حرم غش مین غم سے اکبر کے	سکینہ یا تھا کوی روسکے ناتوان صد حیف
بجھای فوج ستمگر نے شمع بزم ایسی	ہر ایک سمت تھی اندھیر کی فغان صد حیف

کہاں امام جہان اور ستمگروں کا ستم
عجیب بات تھی یہ پر امتحان صد حیف

قصہ کوتاہ جب یکے با دیگرے قریب پچاس آدمی کے شہادت پاچکے تو اوس وقت سید معصوم امام مظلوم نے واسطے اتمام حجت کے فرمایا کہ افسوس کیا کوی بچانیوالا ہمکو نہین اور کوی فریادرس نہین ملتا ہے جو اللہ کے واسطے ہماری فریاد کو پہونچے افسوس کیا ایسا کوی نہین کہ آج حرم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاوے افسوس قیامت کے دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ لوگ کیا جواب دینگے کیونکہ اپنے کو کلمہ گو کہتے ہین

اور پھر فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ارادہ ہین اور نہ فرمایا دیہار تی کچھ باعث ہراس اور عدم استقبال کے نہین بلکہ کچھ وجہ اسکی یہ ہے کہ مین اسوقت کوفی اس گروہ نا عاقبت اندیش سے باہر آتا ہون اور کون پاسکا ہی تجھ سی آج ہدایت پاتا ہے۔

مسلمان ہونا حضرت حر کا اور شہادت پانا

الغرض جب آپ نے باتین تمام فرمائین تو حسب حکم فرزند رسول اور غلام سکے کہ سعادت ازلی سعید اون لوگون کی تھی لشکر کفار سے باہر نکل آئے اور داخل رحمت ہوے جیسا کہ اللہ تعالے سورہ دہر مین فرماتا ہے یُدْخِلُ مَنْ یَّشَاءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ یعنے داخل کرتا اللہ جسکو چاہتا ہے بیچ رحمت اپنی کے اور داخل ہونگے ظالمان بیچ عذاب درد دینے والے کے جیسا کہ فرمایا اللہ پاک نے وَالظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اور ظالم کے لیا تیار کیا ہے واسطے اونکی عذاب

نظم

یہ گفتگو امام کی حر نے سنکے برملا — بیتاب ہوکے اپنی سپہ سے ہوا جدا
تب ابن سعد بولا کہو کیا ارادہ ہے — حر نے کہا حسین پر اب ہون گا مین فدا

سید انکو جاتا دیکھ کر اندر خیمہ کے نہ تاب طاقت رکھتے تھے ضعف اور لغزش سے گر پڑا
بے اختیار ہو کر دوڑے تو سجاد نے فرمایا کہ فرزند دلبند میرا ایسے عالم میں
کہاں جاتا ہے اور مجھکو اپنا داغ دکھاتا ہے دنیا میں میری نسل کا
بقا میری تیری زندگی پر موقوف ہے اور اس کشتی اہلبیت کا ناخدا ہے
تجھکو ابھی بہت صدمے اٹھانے ہیں الغرض حضرت عابد بیمار کا ہاتھ
پکڑ کے خیمہ مبارک میں لائے اور نشانیاں حضرت حق اور علم مصطفی کی
کہ سینہ بسینہ چلی آتی ہیں انکو تفویض فرمائیں اور بہت سی
وصیتیں اور نصیحتیں کیں اور قصد کارزار کا کیا جیسا کہ اللہ
تعالے سورہ نسا میں فرماتا ہے فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ فَسَوْفَ
نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا پس چاہیے کہ لڑیں بیچ راہ خدا کے وہ لوگ جو بیچتے
ہیں دنیا کو زندگانی کے بدلے آخرت کے اور جو کوئی کہ لڑے
بیچ راہ خدا کے اور مارا جاوے یا غالب ہووے پس البتہ
دینگے ہم اوسکو ثواب بڑا

جانا میدان کارزار میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا اور زخموں سے چور چور ہونا جسم

مبارک گتکا

قصہ کوتاہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام صف اعدا میں آئے اور
اوسوقت خیمہ اطہر میں شور و قیامت برپا ہوا اور حضرت شہر بانو
مغموم اور زینب و کلثوم رونے لگیں اور بیبیاں کھونے لگیں اور
کہتی تھیں کہ اے شاہزادہ کونین اب تو میدان میں جاکر اپنا
سر راہ خدا میں کٹاتے ہیں اور ہمکو تنہا اس وقت کربلا میں
کس پر چھوڑے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو خدا کو
سپرد کرتا ہوں کہ بیکسوں کا وہی چارہ ساز اور وکیل ہے وکفا
باللہ وکیلا اور یہ فرمایا

شعر

اب راہ خدا میں سر قضا کو سونپا
اور لاش زمین کربلا کو سونپا
کرتے ہیں سفر میں ہم سفر دنیا سے
اے اہل حرم تمہیں خدا کو سونپا

یہ فرمایا اور سب کو چھوڑ کر میدان کارزار میں تشریف لائے
طیار ہوئے

پھر نچا یہ کارزار میں قربان کبریا
جائے نسیم جلد کرے راہ کو صفا
ہاں رعد سے کہو کہ دہل فتح کے بجا
قدرت کی چوب برق کے نقارہ پر لگا

رنگین گذری آبروی کائنات کا
چہرہ کا تو آب خضر کی ہو اب حیات کا

اعدا اوسوقت برسر مقابلہ ہوئے اور نیزہ و تلوار کا مینہ حضرت پر برسانے لگے اوسوقت ذوالفقار نے بصد تمنا عرض کیا کہ اے جگر پارۂ مصطفے و نور دیدۂ فاطمہ زہرا و سردار سینہ علی مرتضے آپ سکوت کو راہ دیے ہین اور یہ شقاوت پسندان وار پروار کرتے ہین اور درپے آزار ہین ہم قیامت مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضرت شیر خدا صاحب لافتے کو کیا منہ دکھائینگے نیام سے باہر کیجیے صف کفار کیطرف ارادہ فرمائیے ؎

پیٹنے کے اپنی جامہ سی باہر ظفر ہوئی
جوہر کو فوج دیکھکے زیروزبر ہوئی
یعنے جدا نیام سے تیغ دوسر ہوئی
قبضہ سے قبض روح سپاہ عمر ہوئی

حاشا کبھی نہ کیجی ہو جو عمر جام مین
کہتی تھی سب کہ تیغ ابھی ہے نیام مین

قصہ کوتاہ بعد تعجب الحجب اور اصرار کے حضرت نے ذوالفقار آبدار کو نیام سے باہر کیا صاعقہ غضب ظالمون کے سر پر گذرا ہنوز حضرت نے وار نہ کیا تھا کہ کفاران نابکار ان ادہر ادہر بغل جہانکنے

لگے اور راہ بھاگنے کی تاکنے لگی غرض امام علیہ السلام صف اعدا کے مقابلہ مین آئے اور ذوالفقار حیدر کرار کے جوہر دکھائے جسکے سر پر پڑے تو زمین مین جا اور تر سے ایک کے دو کیئے اور ہجوم غضب کو جہنم مین داخل کیا جماعت گروہ اشقیا مستغرق ہو گئے کسیکو تاب گفتگو باقی نہ رہی جانوران تری اور خشکی کے گھبرائے اور کہنے لگے آج سامان قیامت ہے آخرکار کفاران یک زبان ہو کر الامان الامان کہنے لگے اور راہ فرات کی لی ❊

سہ

ناگہ ندا یہ آئی کہ وعدہ وفا کرو	بس اے حسین اب نہ زیادہ وغا کرو
اے تاجدار حشر سر اپنا فدا کرو	آباد بزم خلوت رب العلا کرو

آئے ہو قتل کرنیکو یا قتل ہونیکو
زہرا کو بھیجتا ہون مین لاشے پہ رونیکو

اوسوقت طبیعت حضرت امام حسین علیہ السلام کی بر سر رحم آئی ذوالفقار کو نیام مین کیا اور شوق شہادت نے طبیعت مین جوش فرمایا ادہر تو حضرت امام حسین علیہ السلام شوق شہادت مین ہمہ تن مصروف اودہر عمر سعد شقی نے اپنی فوج سے کہا کہ اے لوگو اب کیا دیر ہے اولا تو یہ کہ امام بر حق تن تنہا رہ گئے اور

دو ٹکڑے ذوالفقار کو نیام مین کر چلے

سلام

رکھنا تھا تیغ کا کہ بڑھے وہ انبوہِ اشقیا	پہلو ہی تھا لرز گیا خورشیدِ مصطفیٰ
تھا پھر ہر طرف سے گھرے فوج اشقیا	جز قتل سبطِ نبی نہ تھی انکی کچھ صدا

حربے تھے چار لاکھ کے اور ایک جان ہے
بس بار مر گھڑی تھی موت کی نصرت پیغمبر

پس لشکر تمام اشقیا نے ایکبار گی اوپر امام علیہ السلام کے حملہ کیا اور
تیر اور نیزہ اور شمشیر کا مینہ برسا دیا زخمون نے چور چور کر دیا ناگاہ
ایک تیر کسی بدبخت بے پیر کا پیشانی انور پر امام علیہ السلام کے ایسا
لگا کہ تمام چہرہ خون مین تر بتر ہو گیا آپ بار بار منہ پر ہاتھ پھیرتے
اور یون فرماتے تھے کہ کل قیامت کے دن اپنے جد امجد حضرت محمد
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین اسیطرح جاؤنگا
اور عرض کرونگا کہ بعد آپ کے آپ کی امت بیوفا و جفا کار نے
ہمارا یہ حال کیا اور علے مرتضےٰ شیر خدا کو اپنا یہ حال دکھاونگا
غرض جب آپ زخمون سے بہت چور ہو گئے اسوقت اعدا کے بیچ مین
خیمہ مبارک کی طرف دوڑے امام تشنہ کام نے غصہ ہو کر للکارا
اور پکارا کہ اے قوم نابکار حرم محترم رسول خدا صلے اللہ علیہ

واله وسلم کی طرف کیون جاسکے ہو اور میری عورات کو کسواسطے ایذا
پہونچاتے ہو تمکو فقط ہمارا قتل کرنا منظور ہے عورات پیشقور ہنے
تمہارا کیا کیا ہے اشقیا بے حیا یہ باتین سنکر اس حسب ات سے باز آ
اور پھر فاطمہ کے چاند پر گمنانے اور ہالے کیطرح پر گردا گرد ہوگئے
اور نیزہ و تلوار کا مینہہ برسانے لگے جہانتک کہ اوس تن نازنین
پر جو بہ رنگ گل نازک تر تھا اسی اور دو بیاسی زخم کاری لگے اور دوسری
روایت ہے ایک ہزار نوسو پچاس زخم کاری جسم مبارک پر لگے اور
بدن مبارک برنگ گل خون سے تر بتر ہوگیا اوسوقت حکم خدا جبرئیل
کو ہوا کہ خون حسین کو بستان سرائے جنت مین لیجاؤ تا کہ گلگونہ
رخسارۂ حور عین ہوگا کانہن الیاقوت والمرجان ترجمہ گویا کہ وہ
یاقوت ہین اور مونگا ہین الحاصل آپ نے واسطے تکمیل درجہ شہادت
کے اعدا سے ایک جام پانی طلب کیا کسی نے وقت آخر بھر کر لا دیا ہنوز
ایک قطرہ لب خشک تک نہ پہونچا تھا کہ ایک شقی نے آپکے چہرہ انور پر
ایسی تلوار ماری کہ پیالہ پانی کا ہاتھ سے گر گیا اور قطرہ لب خشک
تک نہ پہونچا پھر تو اوسوقت آپ رو بقبلہ ہو بیٹھے اور اودہر حکم
خدا ہوا کہ پردہ درمیان سے اوٹھا دو کہ ہمارے اور حسین علیہ السلام
کے درمیان مین حجاب نہ رہے اب اسجگہہ ایک تمثیل لکھی جاتی ہے کہ

حضرت یوسف کے وقت مین زلیخا نے جب عورتونکو مجتمع کیا اور ایک ایک ترنج اور ایک ایک چاقو ہر ایک کو دیکر حکم تراشنی کا دیا جب عورتون نے چاہا کہ ترنج کو تراشین کہ اس درمیان مین زلیخا نے نقاب رخسے حضرت یوسف علیہ السلام کے اوٹھا دیا وہ عورتین تاب جمال حضرت یوسفؑ کی نہ لا سکین اور از خود رفتہ ہوکر بجاے ترنج کے اپنی اپنی انگشتین کاٹ ڈالین اسیطرح روز عاشورہ کو جب حسین زخمی ہوکر فرش زمین پر گرے تو حکم آلہی ہوا کہ حجاب درمیان سے اوٹھ جاے غرض امام حسین علیہ السلام ساتھ معشوق حقیقی کے اسے سہو و محو اور روصل تھے کہ مطلق اپنے تن من کا نہ کچھ خیال نہ سر کٹنے پر پرواہ نہ ملال رکھتے تھے جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب معنے شہید کے لکھتے ہین کہ شہید اوسے کہتے ہین کہ دلکو اوسکے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اسواسطے دین کے کام مین جان دینا اور اوسکے نزدیک آسان ہے چنانچہ حسنین بروز عاشورہ مشاہدہ جمال کبریاے مین ایسے مصروف تھے کہ مطلق اپنے جسم کی خبر نہ رکھتے تھے غرض ادہر حسنین سے یہ راز ہوتا تھا اور ادوسرا عداے بیدین کی یہ شقاوت نیزہ پر نیزہ اور تلوار پر تلوار اور تیر پر تیر ساتے تھے اور یہان فرزند رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت کہ ہمہ تن محو تجلیات کبریا ہو

غرق بحر رحمت خدا ایسا ہوے کہ نجانا کہ قدم کہان ہے اور قدم نے نجانا کہ نفس کہان اور نفس نے نہ جانا کہ دل کہان اور دل نے نجانا کہ جان کہان ہے اور جان نے نہ جانا کہ سر کہان ہے

نظم

تو نے اپنا جمال دکھانیکو جو نقاب منہہ سے اوٹھا دیا
وہین محو حیرت و بیخودی مجھے آئینہ سا بنا دیا
وہ جو نقش پا کیطرح رہی تھی نمود اپنے وجود کے
سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بھی زمین سے مٹا دیا

اسکا حصل اوسوقت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم معہ گروہ انبیا میدان کربلا مین ایستادہ شیشہ ہاتھہ مین لئے خون اوٹھانے پر آمادہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اہتمام فرزند مین سب سے زیادہ خیال رسول مقتول زیادہ پریشان حال

نظم

ڈوبا شفق مین جب مہ تابان مصطفےٰ
یعنی حسین ابن علے جان مصطفےٰ
باد خزان تھی اور گلستان مصطفےٰ
جب گر پڑا زمین پہ وہ جانان مصطفےٰ

خود مصطفےٰ نے فرش زمین سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

آیا جو وقتِ ظہر تو سجدہ ادا کیا — تن پہ جو تیغ کے زخم تو شکرِ خدا کیا
تھے آپ نے تمام مقامِ رضا کیا — دشمن نے جبکہ سر کو بدن سے جدا کیا

خود مصطفیٰ نے فرشِ زمیں سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

خوں میں بھرا ہوا جو بدن کا لباس تھا — حور و ملک کا دیکھ کے سب دل اداس تھا
پر شاہِ کربلا کو نہ مطلق ہراس تھا — جس دم گرے زمین پہ تو کوئی نہ پاس تھا

خود مصطفیٰ نے فرشِ زمیں سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

لگا جو تیر تن پہ تو کہتے کہ یا الٰہ — راضی ہوں میں رضا پہ تری تو ہی ہے گواہ
یہ کہکے جب زمیں پہ گرے شاہِ دیں پناہ — روح الامین اوٹھانے کو تھے کرکے ایک آہ

خود مصطفیٰ نے فرشِ زمیں سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

ہر چند زخم کھاتے تھے اور ضعف تھا کمال — جاری زباں پہ شکرِ خداوندِ ذوالجلال
جز یادِ حق کسی کا نہ اوس وقت تھا خیال — تلوار کھا کے جبکہ زمیں پر گرے نڈھال

خود مصطفیٰ نے فرشِ زمیں سے اوٹھا لیا
اور فاطمہ نے اپنے گلے سے لگا لیا

روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین گھوڑے سے جھکے تو بالکل

رکوع ہوئی اور جب فرش زمین پر تشریف لائے تو عین سجدہ کی
صورت تھی اور اوسی حال مین قبلہ رو ہو بیٹھے اور حق تعالیٰ
کے ساتھہ راز و نیاز ہونے لگا بخشایش امت عاصیان کا قصہ آغاز
ہونے لگا نہ سر کٹنے کا ملال اور نہ زخمونکا خیال رو رو کر فرمانے لگے
کہ خداوندا حسین اپنے یار دیار سے دور ہوا اور سارا بدن
اوسکا زخمونسے چور ہوا سارے خویش و اقارب اوسکے کٹ گئے لاشون
سے اوسکے جنگل اور میدان پٹ گئے دیکھہ ہر ہر زخم سے فوارہ خونکا
جاری ہی اور ہر قطرہ خون مین تیری ہی یادگاری ہے شعر

عاشق کے بدن سے جو ٹپکتا ہے لہو	وہ لہو کہتا وحدہ لاشریک لہو

میرے سر او تار نیکے طیار ہی ہی سو خداوندا حسین فقط بخشایش امتان
عاصی کے لئے یہ سب صدمے سہ گیا سو خداوندا مجھکو امید ہے تیری
ذات سے کہ بطفیل جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور بحرمت میرے پیراہن خونی اور کفن رنگین کے میرے نانا جان
کی امتون کے گناہون کو معاف کردے نامہ اعمال کو اونکے حرف
خطا اور جرم سے صاف کردے ساری امتون پر کرم کیجیے تشنگی محشر
اور آتش دوزخ سے نجات دیجیے اسیطرح زخمون سے سیلاب خون
کا جاری دلمین شکر حق زبان پر بخشایش امت کی طلب گاری رہی پر تو

دیدۂ شوق بنگر مشاہدۂ جمال مطلق مین محو و مستغرق ہو گئے اور اوس وقت جو آپنے دیکھا وہ دیکھا اور جو سنا وہ سنا ہمین معلوم کہ کیا ہوا غرض طاقت بیان خارج زبان ہی کیونکہ حضرت امام حسین مقام لی مع اللہ مین موصول تھے

شعر

در مقام لی مع اللہ از کمال اتصال	از خدا نبود جدا ہم چون شعاع از آفتاب

اب یہان سے حال شہادت جناب سید الشہدا کا بصد اشکباری بیان ہوتا ہی

روایت ہے کہ جب امام پشت زین سے فرش زمین پر تشریف لائے تو دوپہر ڈھل چکی تھی اور اول وقت ظہر کا تھا گویا تکبیر اول گھوڑیکی پشت پر واقع ہوئی اور گھوڑے سے خم ہونا رکوع کی صورت تھی اور پشت زین سے مائل بہ زمین ہونا بعینہٖ سجدہ کی حقیقت تھی اس صورت پر بہہ مجموعی نماز ظہر کی ادا ہو گئی پہر سنان علیہ اللعن نے آپکی پشت نازنین پر نیزہ چلایا کہ آپ زمین پر گر پڑے اور نیزہ سینہ مبارک سے پار ہو گیا پہر تو شمر ملعون آپکے سینہ پر جو بحر عرفان کا سفینہ اور اسرار الٰہی کا گنجینہ تھا چڑھ بیٹھا آپ نے آنکھہ کھولکر دیکھا اور فرمایا کہ تو کون ہے اوسنی کہا کہ مین شمر ہون آپ نے فرمایا اپنہ منہ سے

ڈھاٹھا کھولدے اونے ڈھاٹھا کھولدیا آپ نے دیکھا کہ دو دانت اوس
ہونٹون کے مثل دندان سور منہ سے باہر نکلے ہین آپنے دل مین فرمایا
کہ ایک علامت میرے قاتل کی راست ہے پھر آپ نے فرمایا ذرا سینہ
کھول اونے کھولا آپ نے دیکھا کہ اوسکے سینہ پر برص کی سپید داغ
ہین آپ نے فرمایا کہ میری قاتل کی یہی نشانیان ہین جیسا کہ آج شبکو
نانا جان نے خواب مین مجھے فرمایا تھا وہ بجنسہ موجود ہین قصہ کوتاہ
آپ نے جب سب مطابق سب نشانیونکو دیکھا تو فرمایا صدق رسول
اللہ ابعد اوسکے حضرت امام علیہ السلام نے پوچھا کہ اے شمر تو بتا کہ
آج کون دن ہے اور کون تاریخ ہے کہا دسوین تاریخ محرم کی جمعہ
کا دن ظہر کا وقت فرمایا کہ اسوقت خطیبان امت جد امجد کے ہمارے
کیا کرتے ہونگے کہا ممبرون پر خطبہ پڑھتے ہونگے اور نعت آپکے نانا جانکی
کرتے ہونگے آپ نے فرمایا کہ افسوس جسکے جد امجد کی توصیف مسجد و ممبر
پر ہی جاوے اوسکے نواسے کے ساتھ تو یہ معاملہ کرتا ہے میری ناز نینکو
مرتا ہے شمر یہ وہ سینہ ہے کہ جسپر نانا جان اپنا روی مبارک ملتے تھے
تو اسوقت اوسپر بیٹھا ہے اور جس حلق تشنہ پر ہمارے نانا جان
بوسہ دیتے تھے اوسپر تو تلوار چلاتا ہے ذرا ذبح کی آنچ کو
خیال مین نہین لاتا ہے مین دیکھ رہا ہون کہ اسوقت حضرت ذکریا

پیغمبر میری داہنی طرف اور حضرت یحییٰ پیغمبر علیہ السلام بائین جانب
کھڑے کف افسوس مل رہے ہین اے شمر ذرا میرے سینے سے اوتر تا
نماز پڑہون غرض آپ قبلہ رو ہوکر خون سے منہ ہاتھ دہوکر نماز
مین مشغول ہوئے شمر ملعون نے صبر کیا کہ آپ کو نماز تمام کرنے دی
چہرہ مبارک پر تلوار ماری روح مقدس لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
کہتے ہوئے گلشن فردوس کو سدہارے اگرچہ قتل مین آپ کے بہت ملعون
شریک تھے پر روح عالی نے شمر کی تلوار اور سنان کے نیزہ سے پرواز
فرمائی اوس وقت از عرش تا فرش شور وغل برپا ہوگیا کہ آج چراغ
خاندان مصطفےٰ کا گل ہوگیا گویا قیامت قایم ہوگئی انا للہ وانا
الیہ راجعون

قطعہ

ضرب اول مین شہ دین نے کہا بسم اللہ
دوسرے بار پکارے مدد یا آلہ
تیسری ضرب مین آئے یہ صدا جانکاہ
بخشدی حشر مین یا رب مری امت کے گناہ
پہر نہ کچھ حضرت شبیر کے آواز آئے
جب گلا کٹ گیا تکبیر کی آواز آئی

روایت ہے کہ جب شمر علیہ اللعنۃ نے جناب سید الشہدا کے سر کو
تن نازک سے جدا کیا تو قیس بدبخت نے پیراہن شریف کو اوتار
لیا اور جب بد نصیب نے آپ کی تلوار اپنے قبضے مین کی ادہر تو امام
مظلوم کا یہ حال اور ادہر خیمہ اہلبیت مین ماتم بپا تھا کیسکو غش

کسیکو سکتے کا عالم تھا جسکے بیان سے خامہ کا جگر شق ہوتا ہے خصوصاً
حضرت زینب و کلثوم کا عجب حال تھا اور رو رو کر یہہ فرماتی تھین

شعر

یا رسول اللہ کیا بیداد ہے	ظلم امت نے کیا فریاد ہے

القصہ عرش سے فرش تک ملک و جن و حوش و طیور و شجر و حجر نوحہ گر تھے عجب طرح کا سحر اہولناک جنگل مین سیان
سنائی کا عالم ہو کا مکان معلوم ہوتا تھا گریہ و زاری کی آواز ہر جانب
سے آتی تھی روایت ہے کہ بحکم شمر اور ابن سعد بدنہاد کے بیس سوار نے
گھوڑون پر چڑھ کر نعش مبارک کو روند ڈالا یہان تک کہ استخوان
لطیف ریزہ ریزہ ہو گئے بعدہ عمر سعد اور شمر لعین اور چند شیاطین اپنی
فتح کی نوبت بجاتے ہوئے خوشی مین غزل گاتے ہوئے خیمہ عالیین
شہنشاہ دین پناہ کی کہ جنکی ڈیوڑی پر حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل
علیہم السلام جھک جھک کر سلام کرتے تھے اور ملایکہ مقربین بلا اذن
قدم نہین دہرتے تھے بلا خوف و خطر گھس آئے اور لوٹ پر لوٹ کرنے
لگے سارا اسباب لوٹ لیا یہان تک کہ ایک تنکا بھی باقی نرہا اور
بیبیان جتنی تھین سبکو قید کر کے چارون طرف خیمہ کے پہرے
بٹھائے پھر شمر بد ذات نے چاہا کہ حضرت عابد بیمار کا سر کاٹ لے
ایک شخص نے شمر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے بیرحم کیون ظلم کرتا ہے

اور ظالمون کے احوال سے خوف نہین کرتا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ یعنے حق تعالے نہین دوست رکھتا ہے ظالمونکو اور تو قیامت کا خوف نہین کرتا کہ خاندان فاطمہ زہرا کے چشم چراغ ہین اور بستان علی کے پہول اور نونہال ہین کوئی متنفس طفل شیر خوار تک باقی نرہے شمر بدنہاد نے کہا کہ مجھے حکم ابن زیاد بدنہاد کا ہے کہ خبردار آل مصطفے سے ایک لڑکا بھی زندہ نرہنے پاوے خاندان نبوت کا یک قلم مٹ جاوے اوس شخص نے کہا کہ آخر یہہ سب بیچارے ابن زیاد بدنہاد کے پاس جاتے ہین وہ جو چاہیگا کریگا پہر عمر سعد نے منادی کرادی کہ خبردار کوئی شخص امام حسین کے خیمہ مین نجاوے اور حضرت عابد بیمار کو نستاوے غرض جب حضرت امام حسین علیہ السلام بھی شہید خنجر جفا ہوے اور اہل حرم نے مصائب بیشمار جھیلے اوسوقت کی اون کی بیقراری اور گریہ وزاری کا بیان جگر کو چاک کرتا ہے شمہ اوسکا یہہ ہے

روروا اہل حرم یہ پکارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
وا ے سردے گئے رنین ہارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
کسکو سونپا ہمین او رکھا کیسے پہچین کہان تم ہو شاہا

کیون چلے جاتے ہو یون بسارے کربلا مین سے لٹے ہم بچارے
آپ راہی ہوئے سو سے گو تم ہمکو اس بن مین چھوڑا ندی پہ

چل رہے ہین جہان غم کے و ہار سے کربلا مین سے لٹے ہم بچار ی
ظلم کرتے ہین ظالم یہ بیحد اور ستم پہ ستم قہر بے حد

کون حسرت یہ تم بن سنوارے کربلا مین سے لٹے ہم بچارے
دکھ کہین کس سے ہم جا کے اپنا کوئی سنتا نہین ہے کا اپنا

سنگدل ہین ستمگار سارے کربلا مین سے لٹے ہم بچارے
بے خبر کون شاہا ہماری ہے تمہاری ہوئی زیست بھاری

ہم تھے جیتے سہارے تمہارے کربلا مین سے لٹے ہم بچاری
آپکو عیش جنت کا بھایا خیال ہم سبکا کچھ بھی نہ آیا

کیسے ابتر ہین حال اب ہمارے کربلا مین سے لٹے ہم بچاری
کون ہے درد کی جو دوا دے دل کی میری لگی کو بجھا دے

سوز دل سے ہین اٹھتے شرارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
کوئی حامی نہین ہے یہ باقی درد دل کی کرے جو تلافی

سوتے سب ہین ندی کے کنارے کربلا مین سے لٹے ہم بچارے

ایک عابد ہین بچار وہ بھی درد و اندوہ سے زار وہ بھی
جیوین ہم آہ کسے سہارے کربلا مین سے لٹے ہم بچارے

تھے جو عباس شاہ دلاور قوت بازو شہ کے برادر
پیاسے دریا سے وہ بھی سدہارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
ماہ و خورشید وہ عون جعفر خانہ تھا جن سے منور
چھپ گئے دونون آنکھون کے تارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
نوجوان قاسم اور علی اکبر گھر کی زینت تھی جن سے سراسر
زیب جنت ہوے وہ دولارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
بالے اصغر بھی جیتے جو ہوتے دیکھکر اونکو غم دلکا کھوتے
سر گئے سوتے وہ گہوارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
بھائی بیٹے وہ بھوکے پیاسے اور سرور نبی کے نواسے
کیا ہوے اب یہ کوئی بتا رے کربلا مین لٹے ہم بچاری
جسکے قبضہ مین ہون سارے دریا بوند پانی اوسے ہاے نہ دیا
یہ مسلمان ہین کیسے نکارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
پیارے اصغر کہان ہین بتا دو ڈہونڈکر اونکو تو کوئی لادو
منتظر ماں ہے گودی پسارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
ویسی باغ مدینہ جہونکا آج جنگل مین گھر ہے اونھون کا
اوجڑے گلشن بسے ہین دیارے کربلا مین لٹے ہم بچاری
کیسی بستی ہماری بسی تھی وائے کب ہمکو یہ بے بسی تھی

آج غارت ہین سامان وہ سارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
باغ کیسا ہمارا ہرا تھا نخل شاداب پھولا پھلا تھا
دم مین آئی خزان کیسی واری کربلا مین لٹے ہم بچارے
لوگ پوچھینگے ہم سے وطن مین کیا کیا جاکے پیارونکو بن مین
کون منھ سے کہینگے ہم آری کربلا مین لٹے ہم بچارے
کوئی رستا وطن کا بتا دے تاکہ فریادی ہون ہم نبی سے
اور کہین جا یہ اونکے دوارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
کوچ جس دم ہوا کربلا سے سب یہ مظلوم سونکے تھے یہ نالے
وائے کیا ہے بلا پر بلا ری کربلا مین لٹے ہم بچارے
دیکھکر رہ مین لاش عزیزان وہ اہل حرم تھے یہ نالان
مت کرو ناتوان سے جدا ری کربلا مین لٹے ہم بچارے
چھوڑکر جائین کیونکا ہم اونکو ساتھ لائے تھے یہان جو کہ ہمکو
وہ تو بے سر پڑے ہین پیارے کربلا مین لٹے ہم بچارے
دیکھتا راہ مین جو یہ کہتا آپ ہین کون حالت یہ ہے کیا
کہتے یہ درد وغم دکھ کے مارے کربلا مین لٹے ہم بچارے

نور پتھرا گئین دو کی آنکھین تاب دلکو کہان اب جو لکھین روکی اہل حرم یہہ پکارے کربلا مین لٹے ہم بچارے

شہادت حسین علیہ السلام کی تاریکی کا ہونا اور خون کا برسنا آسمان سے

روایت ہے کہ جسدن راکب دوش نبی شہید ہوئے تو عجب تھا کہ غضب الٰہی سے سارا
دنیا اولٹ جاتا اور آسمان گر پڑتا تو بجا تھا اور اوس دنکی مصیبت روز قیامت سے
کچھ کم نتھی بلکہ بعض نشانیوں سے لوگ ڈرے کہ شاید آج ہی قیامت قایم ہوگی منجملہ
اوسکے یہ ہے کہ بعد شہید ہونے حضرت امام علیہ السلام کے ایسا غبار سخت اوٹھا کہ تمام
دنیا اندھیری ہوگئی کسیکو اپنا ہاتھ نہ سوجھتا تھا دلوں پر ایسی
خیرگی آنکھوں میں تیرگی آگئی کہ کسیکی بات کوئی پوچھتا نہ تھا اور آفتاب
ایسا سیاہ ہوگیا کہ دنکو تارے نظر آنے لگے اور تین روز تک
جہان تاریک رہا روایت کی بیہقی نے کہ جسروز حضرت امام حسین نے
شہادت پائی تو آسمان سے اسقدر خون برسا کہ ہملوگوں کے گھروں میں
جو برتن اور چلنے مٹکے اور گھڑے تھے وہ سب خون سے لبالب بھر گئے تھے
اور چھ مہینے تک آسمان پر سرخی نمود رہی اور ابن سیرین نے لکھا ہے
کہ سرخی شفق کی جو کنارہ آسمان پر اب تک دنیا میں نظر آتی ہے
یہ سرخی بعد شہادت آپ کے ظاہر ہوئی قبل شہادت حضرت
امام حسین علیہ السلام کے یہ سرخی مطلقاً کبھی آسمان پر نمود ا
نہ ہوئی تھی اور جو دریافت کیا تو تیسرے روز اور مہینا اور

تاریخ شہادت کی حضرت امام حسین کی تھی اور یہ سرخی شفق کہ جو خاص
بطرف مغرب کے ظاہر ہوتی ہے اسمین یہ وجہ ہے کہ حضرت امام
حسین بعد زوال دوپہر کے یعنی اول وقت ظہر کے شہید ہوا اور بعد شہادت
حضرت امام حسین کے آسمان سرنگون ہوا واسطے اوٹھانے خون شہدائے کربلا کے
اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص جب کوئی چیز اوٹھائیگا تو بغیر سر جھکائے
نہین اوٹھا سکتا اور سر جھکانے سے تعظیم لازم ہوتی ہے پس آسمان
نے تعظیم بھی ادا کی اور خون شہدا اونکا اوٹھا لیا اسی وجہ سے کنارہ
مغرب پر شفق آجتک موجود ہے اور قیامت تک رہیگی کیونکہ کنارہ
مغرب سے آسمان نے جھککر خون اوٹھایا خلاصہ یہ کہ سرخی شفق اصل
مین عکس خون شہدائے کربلا ہے بیت این سرخی شفق کہ برین چرخ بیوفاست
ہر شام عکس خون شہیدان کربلاست روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
کہ جس دن امام مظلوم شہید ہوئے تو مینے حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو بعد دوپہر کے خواب مین دیکھا کہ حضرت کھڑے روتے ہین اور بال
آپ کے بکھرے ہوئے ہین اور گرد وغبار سر اور ریش مبارک پر پڑی
ہے اور ہاتھ مین ایک شیشہ ہے جسمین لہو بھرا ہے اس حالت کو
دیکھکر مین بیقرار ہوا اور پوچھا کہ یا حبیب اللہ کے آپکا یہ کیا حال
ہے آپ نے فرمایا اے ابن عباس کیا حال پوچھتے ہو اوسوقت فرزند

میرا حسین شہید ہو گیا اس شیشہ مین آج صبح سے اسوقت تک خون بہتے حسین اور اوسکے عزیزونکا اوٹھاتا پھرتا ہون ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینے یاد رکھی وہ تاریخ اور وقت اور مہینا پھر خبر ملی مجھکو کہ اوسی وقت اور اوسی تاریخ کو حسین علیہ السلام شہید ہوے

روانہ ہونا اہلبیت کا مع سرہای شہدا کربلا سے کوفہ کو

روایت ہے کہ جب عمر سعد بدبخت نے عاشورہ کیدن سرور کونین حضرت امام حسین کو خولی بن یزید کے سپرد کیا اور خود ایکروز یعنی آپ گیارہوین تاریخ محرم کو کربلا مین مقام کرکے اپنی طرف کی لوگونکو جو واصل جہنم ہوے تھے دفن کرایا اور جناب سید الشہدا کی لاش مبارک اور سارے شہداؤن کی لاشین تین دن تک اوسیطرح پر خاک و خون مین پڑے رہین بارہوین تاریخ صبح کو بروز یکشنبہ عمر سعد نے ڈنکا کوچ کا کربلا سے بجوایا اور شہیدون کے سرونکو برچھیون اور نیزون پر چڑہا کر میدان کربلا سے کوفہ کیطرف چلا اہلبیت اطہار اوسکے پنجۂ ظلم مین گرفتار جسوقت میدان کربلا مین ہوکر اہلبیت اطہار کا گذر ہوا اوسوقت شہیدونکی لاشونکو خاک و خون مین پڑا دیکھکر ایسا شور و نالہ و زاری کا بلند کیا کہ آسمان و زمین پر زلزلہ طاری ہوگیا اور حضرت زینب نے جب نعش راکب دوش نبی کی خاک و خون مین غلطان

دیکھی تو اوسوقت ضبط گریہ نہ ہوسکا ایک آہ سرد دل پر درد سے
کہینچی اور فرمایا واجداہ وا محمداہ آہ افسوس ہے یہ لاش شہنشاہ زمن کے
ہے آپ کے حسین کا بدن ہے یہی حسین ہین جنکے منہ پر آپ بوسے
دیتے تہے یہی حسین ہین جنکے سینہ پر آپ اپنا منہ ملتے تہے یہی حسین
ہین کہ جنکو آپ خطبہ پڑہتے وقت گود مین اوٹھا لیتے تہے یہی حسین
ہین کہ سینہ مبارک خوابگاہ تہا یہی حسین ہین کہ آغوش ناز مین حضور
کے پلے تہے یہی حسین ہین کہ وقت وفات کے آپ نے فرمایا تہا کہ مین دو
چیز بزرگ امتون مین چہوڑے جاتا ہون ایک قران دوسرے امام حسن
حسین علیہم السلام غرض حضرات زینب وکلثوم بہائی کی لاش بے
سر پر پہونچکر زار زار روتی تہین اور یون فرماتی تہین۔

نظم

ملم حسین سر از تن جدا سلام علیک	شہید کشتۂ راہ خدا سلام علیک
کہ ای شہید بجور و جفا سلام علیک	غریب بیکس و بے آشنا سلام علیک

ادہر تو حضرات زینب وکلثوم کا یہ حال تہا اور اودہر حضرت عابد بیمار
لاشہ پدر بے سر کو دیکھکر تاب گریہ نہ لا سکے اور شتر سے گر کر باپ کے
لاشہ سے لپٹ گئے اور رو رو کر کہنے لگے ❊ ❊ ❊ نظم

خدا کیواسطے بابا سے مت چہڑاو مجہے	خدا کیواسطے مقتل مین چہوڑ جاو نہ تم

غرض زاری اور اشکباری اسوقت اہلبیت کے بیان سے باہر ہے

نظم

غرض بیان غم آہلبیت آسان نیست | حکایت است کہ آنرا بشرح پایان نیست

مدفن ہونا لاش مبارک جناب سید الشہدا کا بعد تین روز کے اور واسطے تعزیت کے آنا انبیاؤن کا اور فرشتون کا اور جناتون کا۔

روایت ہے کہ بعد جانے لشکر عمر سعد کے اوسیدن یعنے بارہوین محرم روز یکشنبہ کو کنارہ فرات کے ایک گانون ہے غاضریہ وہانکے لوگون نے جمع ہوکر جسد مبارک کو جناب امام حسینؑ کے قبر مین دفن کیا اور ساری بنی ہاشم کو ایک جا پائین آپ کے اور باقی گنج شہیدان کو ایک جگہہ دفن کیا اور حضرت عباس علمبردار غاضریہ کی راہ پر جہان شہید ہوے تھے وہین پر دفن ہوے اب اسجگہہ ایک نکتہ بیان ہوتا ہے یعنی دفن مین لاش مبارک جناب سید الشہدا کی جو تین روز کا وقفہ ہوا اسمین کیا سبب تھا سر اسمین یہ تھا کہ دفن مین حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی تین روز کا توقف ہوا تھا اور وجہہ توقف کی یہ تھی کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حین حیات مین پوچھا گیا تو آپنے فرمایا کہ جنازہ میرا طیار کرکے رکھہ دینا کیونکہ نماز ہماری پہلے خداے جلیل خود پڑہیگا بعدہ ملائکہ مقربین

بعدہ جنات بعدہ اہلبیت نماز میری پڑہین بہرامت صالحین صف بصف
ہماری نماز ادا کرین غرض تیسرے دن یعنی روز چہارشنبہ کو نماز سے فراغت ہوئی
تب نعش مبارک حبیب مکرم کی دفن کی گئی اب یہ مقام غور ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ
والہ وسلم فرما چکے تھے کہ حسین مجھسے ہین اور مین حسین سے ہون اور شہادت حسین
عین شہادت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسو جہہ سے دفن مین نعش
مبارک حضرت امام حسینؑ کے تین دنکا توقف ہوا دوسرے یہ بہید معلوم
ہوتا ہی کہ اللہ تعالے کو یہ منظور ہوا کہ جسطرح پر نماز جنازہ کی حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل انبیا اور ملائکہ نے ادا کی اوسطرح
پر نماز جنازہ حسینؑ بھی ادا ہو چونکہ وقت شہادت حسین ارواح کل انبیا و
ملایکان مقربین و جنات وغیرہ واسطے تعزیت شہادت حسین حاضر ہین
حکم خدا ہو کہ نماز جنازہ شہداے کربلا پہلے انبیا لوگ پڑہین بعدہ ملایکہ مقربین
بعدہ جنات بہرامت نیک بخت پڑہین پس وقفہ دفن مین لاش مبارک
امام مظلوم کی بھید اور سبب یہی تھا کہ روز جمعہ دسوین محرم کو شہید
ہوے اور بارہوین تاریخ روز یکشنبہ کو مدفون ہوئی کیونکہ اداے
نماز مین انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس طرح پر تین روز
کا توقف ہوا اوسیطرح پر تین روز کا وقفہ بوجہہ اداے نماز
دفن مین لاش مبارک حضرت امام حسین کے ہوا اور یہ بات روایت سے بخوبی ثابت ہی

کہ وقت شہادت حسین کے ارواح انبیا اور ملایک واسطے تعزیت کی حاضر نہین
چنانچہ روایت ہی ابو مفاخر کہتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکہا کہ طواف
خانہ کعبہ کر رہا ہی اور رو رو کر التجا کرتا ہے کہ خداوندا میرے گناہ بخشدے
مگر مجہے یقین ہے کہ تو میرے گناہ نہ بخشیگا مشایخ حرم نے کہا کہ اے بہای تونے
کون ایسے گناہ کیے ہین جس سے نا امید ہوتا ہی اگر ریگ دریا برابر گناہ ہو اور انسان
عفو چاہے تو وہ ایسا رحیم ہے کہ بخشدیتا ہی اوس شخص نے کہا اچہا میرے گناہ
کا حال ادہر آؤ اور سنتے جاؤ سب لوگ اوسکے نزدیک گئے اوسنے کہا کہ مین بہی
شریک اوس لشکر بد اختر کا تہا کہ جو حضرت امام حسین سے لڑا تہا بعد وقوع واقعہ
کربلا کے مین اوس جگہہ کہڑا تہا کہ ناگاہ آواز رونیکی کان مین آئی مگر کوئی رونیوالا
نظر آتی نہین دیتا تہا ناگاہ مینے آسمان کیجانب جو نظر اوٹہائی تو کیا دیکہتا
ہون کہ دروازہ آسمان کا کہلا ہے اور ایک خیمہ نورانی آسمان سے اوترا اور برابر
سر شاہزادیکے آکر ہوا پر معلق ٹہر گیا پہر تین شخص وہان آسمان سے آئے اور
زیارت شاہزادیکی کرنے لگے اور جسد اطہر کو مشک و زعفران و کافور و گلاب
سے معطر کیا ایک شخص میری پاس کہڑا تہا مینے اوس سے پوچہا کہ یہ کون لوگ
ہین اوسنے کہا کہ مقربان بارگاہ رب جلیل ہین یعنے حضرت جبرئیل و میکائیل و
اسرافیل علیہم السلام ہین بعدہ فرشتگان آسمان سے فوج بفوج آتے تہے یہانتک
کہ جسکا حد و شمار نہین بعدہ دیکہا مینے کہ ایک خیمہ آسمان سے اوترا جسکے شامل

فرشتگان بہت تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خیمے کے پاس آکر کہا کہ یا آدم صفی
اللہ خیمہ سے آپ اُترین جب دیکھا کہ حضرت آدم اور شیث اور ادریس علیہم السلام
خیمے سے اُترے اور زیارت شاہزادہ کی کرنے لگے پھر دوسرا خیمہ آیا جبرئیل
نے آکر کہا کہ یا نبی اللہ آپ اُترین جب دیکھا کہ حضرت نوح اور سام علیہم السلام
اُترے پھر ایک خیمہ اُترا حضرت جبرئیل علیہ نے آکر کہا کہ یا خلیل اللہ آپ اُترین ع
پس حضرت ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق علیہم السلام اُترے پھر ایک خیمہ آسمان
سے فرود آیا جبرئیل علیہ السلام نے پاس آکر کہا یا کلیم اللہ اب آپ نزول فرمایئے
پس حضرت موسی و ہارون علیہم السلام اُترے پھر ایک خیمہ اُترا حضرت جبرئیل
نے آکر کہا یا روح اللہ اب آپ نزول فرماوین پس حضرت عیسی اور شمعون
علیہم السلام اُترے غرض اسطرح پر سارے پیغمبر علیہم السلام
اُترتے گئے پھر ایک خیمہ آسمان سے اُترا کہ جسکے گرد اگرد بہت سے ملائکہ
حاضر تھے وہ بھی آسمان سے اُترے جبرئیل نے حاضر ہوکر عرض کیا
کہ یا حبیب اللہ آپ بھی نزول اجلال فرماوین پس حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم معہ اصحاب کبار اور حضرت علی مرتضے اور حضرت امام حسن اور
حضرت حمزہ اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم اجمعین نے نزول اجلال فرمایا بعدہ
ایک خیمہ آسمان سے پھر اُترا اُسمین حورین تھین حضرت جبرئیل نے
عرض کیا کہ یا خاتون جنت آپ بھی اُترین غرض حضرت خاتون قیامت بھی مشاغل

حضرت حوا و حضرت بی بی ہاجرہ و حضرت بی بی مریم پارسا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہم اجمعین کے نقاب پوش اتریں پھر یہ بھی دیکھا کہ سر نے حضرت امام
حسین ؑ کے اپنی جگہ سے حرکت کی اور ستر قدم آگے جا کر پیشانی کو اپنے قدم
پیر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھکر باواز بلند اور دردناک سے کہا
کہ نانا جان حسین آپ پر قربان دیکھئے شامیان اور کوفیان بیوفا نے
ہمپر کیسے کیسے ستم پہنچائے آپکی عظمت کو کچھ بھی خیال میں نہ لائے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر شاہزادے کا اٹھا لیا اور سینہ پر رکھ بلک بلک کے
رونے لگے بیتاب ہو کے انکے اسوقت سارے انبیا بموافق آپکے
روتے تھے بمضمون اس غزل کے ہمکلام ہوتے تھے **غزل** آدم درین عزا
بغم و غصہ مبتلا است ٭ کشتی نوح غرقہ طوفان ابتلا است ٭ گویا سرای ماتم
سلطان دین حسین ٭ چندین خروش و ولولہ در خیل انبیا است ٭ انبیا غم از
برای دل مصطفے خورند ٭ آن خون چہ داغہاست کہ بر جان مصطفے است ٭
گر مرتضے نگرید ازین غصہ در خور است ٭ ور فاطمہؑ بنالد ازین حالہا رواست ٭
پس وقفہ ہوا تین دن کا دفن لاش مبارک میں حضرت جناب امام حسین ؑ
کے بعید اور سبب یہی تھا کہ جو اوپر بیان کیا گیا پھر حضرت جبرئیل ؑ نے کہا یا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر حکم ہو تو شامیوں کا وہی حال کردوں
کہ جو قوم لوط کا میں نے کیا تھا آپ نے فرمایا کہ نہیں قیامت کے دن ایسے آدمی

لڑائی ہوگی اس کلمہ کے سنتے ہی سارے بدن مین میرے لرزہ پڑ گیا آخر اسی
حال مین روبرو حاضر ہو کر مینے کہا کہ الامان یا رسول اللہ تب آپ نے فرمایا کہ
جا ہمارے سامنے سے دور ہو اور یہ کلمہ ارشاد فرمایا لا غفر اللہ لک اللہ
تعالے تیری مغفرت نکرے تجھے اہل جنت نکرے اسواسطے مین یقین جانتا ہون
کہ خطا میری معاف نہ ہوگی داخل ہونا قافلہ کا کوفہ مین اور گشت
پھرانا سر شہدا کا روایت ہے کہ جب سر مبارک جناب سید الشہدا معہ
سر شہدای کربلا کے کوفہ مین پہنچا وہان کے مرد و عورت چھوٹے اور
بڑے تماشے کے لیے ٹوٹ پڑے جسکی نظر سر سید الشہدا اور محملون پر
اہلبیت اطہار کے پڑتی تھی ہائی ہائی کر کے روتا تھا اور کوئی نعرہ واحسینا کا
بلند کرتا تھا اور اکثر کوفیان بیوفا اپنے ظلم پر نادم ہوتے تھے اور خصوص
جن لوگون کی نظر سر سرور پر پڑتی تھی مارے ہیبت اور جلال کے ہوش
اڑجاتے تھے اور غش پر غش آتے تھے ایک بزرگ کہتے ہین کہ جب سر شبیر
پھاٹک پر ابن زیاد کی لائے اور نیزے سے اتارنے لگے تو مین اسوقت نزدیک
سر مبارک کے حاضر تھا دیکھا کہ لب آپ کے ہل رہے ہین کان لگایا تو سنا
کہ یہ آیت تلاوت فرما رہے ہین فلا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون
یعنی ظالمون کے عمل سے اللہ کو غافل نہ جاننا میری بات کو یقین ماننا بعدہ
ابن زیاد نے اہلبیت اطہار اور عابد بیمار کو قید خانہ مین بھیجا اور سر حسین کو

نیزے پر چڑھا کر کوچہ و بازار میں پھرایا زید بن ارقم صحابی کہتے ہیں کہ سر مبارک
میرے کوٹھے کے کھڑکی کے نزدیک آیا تو میں نے بگوش خود سنا کہ سر مبارک
نے اس آیت کو پڑھا اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا
عَجَبًا گمان تم نے سمجھا کہ اصحاب کہف کا قصہ میرے قصہ سے عجوبہ تھا ارقم کہتے ہیں
کہ جس وقت میں نے یہ آیت سر مبارک سے سنی تو تمام بدن کے رونگٹے کھڑے
ہو گئے اور میں نے رو کر کہا کہ یا ابن رسول اللہ حقیقت میں قصہ آپکا اصحاب کہف
کے قصہ سے کہیں عجیب تر ہے جیسا کہ ظلم اور ستم آپ پر ہوا اصحاب کہف پر کیا
کسی فرد بشر پر قیامت تک نہ ہوگا **روانہ ہونا بندیان اہلبیت**
کا کوفہ سے شام کو روایت ہے کہ جب ابن زیاد بدنہاد کوفہ میں سر
شبیر کا گشت کوچہ بکوچہ کرا چکا تو بعد کئی دن کے شمر ذالجوشن کو پانچ ہزار
سوار کے ساتھ معہ سرہائے شہدائے کربلا اور بندیان اہلبیت اطہار با احتیاط
تمام کوفہ سے دمشق میں یزید کے پاس روانہ کیا شمر ملعون خوشی سے گرجتا
جاتا تھا اور آگے آگے نقارہ فتح کا بجایا جاتا تھا اور ہر منزل میں نئی طرح کی کرامات
اور ہر مقام میں طرح طرح کے واقعات سر شبیر سے ظاہر ہوتی تھی بسبب اختصار
کے نہ لکھے گئے ورنہ ایک دفتر عظیم ہوتا **خوشی کرنا یزید کا اور آراستہ**
کرنا کوچہ و بازار کا روایت ہے کہ جب بعد طے منازل کے قافلہ شہدا
دمشق میں پہنچ گیا تو یزید پلید اس خبر کو سنکر مارے خوشی کے پھولا گیا پھر حکم

یزید پلید کے ہر گلی اور بازار کی دوکانین سجنے لگین باجا نوبت نقارے کی چھوٹنے
لگین اور ہر جگہ سامان جشن درست ہوگیا غرض اُس شقی نے تمام شہر اور اپنی
کچہری کے مکانون کو ہر طرح سے آراستہ کیا اور سبکو دربار عام کا حکم دیا جب
سب طرف کے ایلچی اور امرا شام دربار مین اُسکے حاضر ہوے پھر تو ہر طرف
سے مبارکبادی پڑھنے لگی اور دروازے پر اُس بدنہاد کی نوبت بجنے لگی
تا کہ حقیقتاً وہ مبارکبادی بجاے لعنت کے تھی پھر وہ ملعون بڑی شان و
شوکت سے تخت نحبت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ جتنے چھوٹے بڑے شہر کے ہین
تماشہ کو جاوین اور ہمراہ قافلہ کے خوشی کرتے ہوے آوین پہنچنا اہلبیت
کا شہر دمشق مین روایت ہے کہ علی الصباح قافلہ شہر دمشق
مین داخل ہوا مگر باعث کثرت تماشائیون کے اور ہجوم شامیون کے
چیونٹی کو بھی راہ نہ ملتی تھی مارے ازدحام و ہجوم اور کثرت و ازدحام کی چھاتی
سے چھاتی چھلتی تھی غرض اسطرح پر قدم بہ قدم آہستہ آہستہ چلتے چلتے
ظہر کے وقت سرہاے شہدا یزید کے محل تک پر آئے یزید علیہ اللعنت
نے پہلے اہلبیت اطہار کو ایک کمرہ مین خاص علیحدہ ساتھ پہرہ کے اُترا دیا بعد
اُسکے سرہاے شہدا کو روبرو منگوایا پھر اُس پلید نے ایک ایک کا سر دیکھا
اور نام و نشان اور حال صاحب سر کا پوچھنا شروع کیا جب اُسنے حال سے
سب سرون کے اطلاع پائی تب سلطان کربلا کے سر مبارک کی نوبت آئی شمر مردود نے

کہا روا ست ؒ یزید پلید یہ سنکر غصہ ہوا اور کہا کہ ای مرد کیا کروں تیری
صحابیت کا لحاظ کرتا ہوں اگر تو صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
نہ ہوتا تو ابھی میں تجھے مار ڈالتا مرد نے کہا سبحان اللہ ای ملعون تیرا عجب حال
ہے کہ میرے قتل کرنے میں تو صحابیت کا تجھے خیال ہے اور رسول عربی
کے ماہ پارونکو اور علیؑ و فاطمہؑ کے دلداروں کو میدان کربلا میں تشنہ
اور گرسنہ انواع انواع قسم کے ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا حتی کہ طفل
شیرخوار تک کو ایک ایک قطرہ پانی سے ترسا کے مارا اسوقت تجھے فرزندان
اور عزیزان نبی کا کچھ خیال نہ آیا شرم نہ معلوم ہوئی ایسا تو کوئی کافر بھی کسی
اونے مسلمان کے ساتھ نہیں کرتا ہے وہ بھی عاقبت سے ڈرتا ہے مگر
حیف صد حیف کہ تو اپنے کو کلمہ گو اور اُمت نبی کہتا ہے اور اپنی نبی کے
نواسے کو تونے کہ جسکی قدر اور مرتبہ خدا اور رسول کے نزدیک کسقدر تھی
کہ نشانی و تصویر رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھی جنکو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسین مجھسے ہیں اور میں حسین سے ہوں اُنکو
تونے اس ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا اور خود کافر ہوگیا گویا یہ ظلم و ستم
تونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا حقیقت میں تو
اُنھی قوم میں سے ہے کہ جسکی خبر اللہ تعالی سورہ آل عمران سپارہ تین میں
دیتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ

وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ یعنی تحقیق

جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں ساتھ نشانیوں اللہ کے اور مار ڈالتے ہیں پیغمبروں کو
ناحق اور مار ڈالتے ہیں اُن لوگوں کو کہ جو حکم کرتے ہیں ساتھ انصاف کے
لوگوں میں سے پس خبر دے اُنکو ساتھ عذاب درد دینے والے کے یہ
لوگ وہ ہیں کہ ناپید ہوئے عمل اُنکے بیچ دنیا کے اور آخرت کے اور نہیں
واسطے اُنکے کوئی مددگار یہ پیر مرد وہ سمرہ کی باتیں سنکر شرمندہ ہوگیا آخر کو
سر روتے ہوئے اُس پلید کے دربار سے باہر چلے گئے نصیحت کرنا
ایلچی قیصر روم کا یزید پلید کو۔ روایت ہے کہ جسوقت سر مبارک
ساتھ یزید بے ادب کے روبرو رکھا تھا اُسوقت ایلچی قیصر روم کا بھی وہاں حاضر
تھا سر شبیر کو دیکھکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے یزید اب تک بعض ٹاپوں میں
نشان سم خر حضرت عیسیٰ باقی ہے ہم لوگ اہل نصاریٰ ہر سال سم کی زیارت
کو جاتے ہیں اور کمال تعظیم بجا لاتے ہیں حالانکہ دنیا میں ہزاروں ہیں مگر
ہم لوگ شک نہیں کرتے کہ آیا یہ نشان سم خر عیسیٰ ہے یا نہیں اور بقدر مقدور
اپنے تحفہ تحایف نذر دیتے ہیں افسوس کہ کل تمہاری نبی حضرت کو سدھارے
اور آج ہی تمنے جان بوجھکر خاص اپنے نبی کے لعل اور علی کے نونہال اور حضرت فاطمہ
کے لخت جگر کو معہ خویش و عزیزان و برادران و رفیقان کے قتل اور سر

انواع انواع قسم کے ستم کے ساتھ شہید کیا اس یزید ایکبار برسم تجارت زمان حیات
مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ گیا اور حضور نبوی مین بھی حاضر
ہوا اور بکلام اور بانکر کے سلام بجا لایا اور مشاہدہ سے جمال حق نما کے عاشق زار
ہو گیا اور شیفتہ کا کل مشکبار ہو گیا آخر حضور اقدس کے ہاتھ پر ایمان لایا اور
روم مین آنکر اپنے اسلام کو چھپایا پھر کئی برس ہوئے کہ بیٹیان اور بیٹے
پیدا ہوئے سب مسلمان ہوگئے اور فضل الہی سے سب صاحب ایمان ہوگئے
اسی پلید پر شقاوت کا آگے پھر سے اس خرابی کے ساتھ دہرا ہے حجرہ
حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے باہر آئے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم انکو اپنے گود مین اٹھا کر ادھر اُدھر گھومنے لگے اور لب و دندان
کو انکے چومتے اور فرمانے لگتے کہ خدا کی مار اور اللہ کی لعنت اوپر جسکا رہے
اسی حسین کس آدمی پر کہ جو تجہر ناحق مارے سر تیرا تن نازک سے اُتارے آہ
یزید پلید کو شرم نہین آئی کہ جسکی خاطر اللہ اور اللہ کے رسول کو اسقدر منظور
تھی کہ ایام طفولیت مین حضرت جبرئیل گہوارہ جنبانی کرتے تھے اور بہشت
سے لاتے تھے جسکی خاطر دو تین بار جبرئیل کے دو ٹکڑے ہوا جسکی خاطر
اتنی منظور تھی کہ اگر سرور عالم نماز فرض جماعت کے ساتھ سجدہ مین ہوتے
اور یہی حسین کہ جسکا سر تن سے اتار کے دھرا ہے پشت مبارک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اسی سجدہ کی حالت مین چڑھ بیٹھے تو فوراً وحی نازل ہوئی کہ یا حبیب اللہ

آپ سجدہ کو طول دیں اور سر نہ اٹھاویں تا وقتیکہ حسینؑ بخوشی اپنے سے نہ اتریں بخاطر
خاطر شکنی حسینؑ کی گوارا نہیں افسوس صد افسوس کہ اُسی حسینؑ کو تو نے بے
خانمان کر کے تشنہ و گرسنہ مع خویش و اقارب و رفیقان کے کربلا میں گھیر کر
ایسے ظلم و ستم کے ساتھ شہید کیا کل قیامت کے دن تو کیا جواب دیگا یہ سنکر سوائے
کلمہ کے یزید مردود نے سر جھکا لیا اور دربار میں ایک ماتم برپا ہو گیا پھر اس پلید نے
کہا کہ کیا کہوں تو ایلچی قیصر روم کا ہے اسکا پاس کرتا ہوں ورنہ ابھی تجھکو قتل کروا دیتا
اُسنے کہا ای یزید تجھے شرم نہیں آتی کہ قیصر روم کے ایلچی کا تو تو پاس ہے
اور خدا و رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنکا تو کلمہ پڑھتا ہے اسکے بیٹے کو
تو نے بیدردی سے کیا ایسی بے رحمی سے قتل کر ڈالا خدا و رسول کا بھی تو نے کچھ لحاظ
نہ کیا دیکھنا دنیا اور آخرت میں تو ایسے عذاب شدید میں گرفتار ہوگا کہ جسکی خبر
اللہ تعالیٰ کلام اللہ سورہ رعد سپارہ ۱۳ رکوع ۵ میں فرماتا ہے لَهُمْ عَذَابٌ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ
یعنی واسطے اُنکے عذاب ہے بیچ زندگانی دنیا کے اور البتہ عذاب آخرت کا
شاق ہے اور نہیں واسطے انکے اللہ سے کوئی بچانیوالا یزید پلید یہ سب کلمات کو
سنکر بہت شرمندہ ہوا غرض ایلچی قیصر روم سخت سخت کہتا ہوا مسجد کے دروازے سے چلا گیا

سوال کرنا یزید کا حضرت عابدؑ سے اور جواب معقول پاکر شرمندہ ہونا

روایت ہے کہ جب یزید پلید پر سب طرف سے لعنت ملامت ہونے لگی تب اُس مردود نے

اسکی طرف سے منہ موڑا اور حضرت عابد بیمار کی طرف متوجہ ہوکر پوچھا کہ اسکا نام کیا ہے
لوگون نے کہا کہ یہی حضرت زین العابدین امام حسینؑ کے بیٹے اور حضرت علی مرتضیٰ
کے پوتے ہین تب وہ جہنمی حضرت سجادؑ سے کہنے لگا کہ اے لڑکے تو کچھ جانتا ہے
کہ باپ تیرا چاہتا تھا کہ مسند خلافت پہ جلوس فرماوے اور انکی نامون کا خطبہ منبر پر
پڑھا جاوے اب شکر ہے کہ تمہارے باپ کے مقصد دلی بر نہ آئے حضرت عابد علیہ السلام
نے اسکا جواب دیا کہ اے یزید بھلا یہ تو بتلا کہ پیغمبر جو مسجد و منبر کے ہین ہمارے
باپ دادا کے ہین یا تیرے باپ دادے کے ہین اور خلافت اور امارت ہمارے
خاندان مین زیبا ہے کہ جنھون نے اعداء دین سے جہاد کیے ہین اور کفار اور
مشرکین کو قتل کرکے مسلمانون سے شہرون کو آباد کیا یا تیرے گھر والون کو
ہمیشہ سے تیرے خاندان کے لوگ شرک اور کفر کرتے رہے دین کو چھوڑ کر
طالب دنیا ہوے صبر کر عنقریب قیامت کے دن حق تعالیٰ ہمارا تیرا معاملہ
اچھی طرح سے فیصل کریگا اور بیشک ہماری داد دیگا جیسا کہ تونے اہلبیت رسالت
پر ظلم کیا سب اسپر ظاہر ہے ظالمون کی ظلم سے اللہ تعالیٰ غافل نہین جیسا کہ سپارہ
تیرہ سورہ ابراہیم مین فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ
یعنی اور ہرگز مت گمان کرو اللہ کو بے خبر اس چیز سے کہ کرتے ہین ظالم یزید پلید
سننے سے اس کلمہ کے دم بخود ہوکر سر کو جھکا لیا اور بہت شرمندہ ہوا اور بعد حکم
دیا کہ سر حضرت امام حسینؑ اور سارے شہدا کی سرون کو دروازہ پر دمشق کے لٹکا دو کہ

معلوم ہو کہ جو کوئی بغاوت پر میرے سر اٹھاویگا اسیطرح پر سر اسکا
کاٹ کر لٹکایا جاوے گا چنانچہ حسب الحکم اُس مردود کے برابر تین شبانہ روز
سرہاے شہداسے نامدار دروازہ پر دمشق کے لٹکے رہے
قصہ کوتاہ جو شخص اُن سروں کو دیکھتا تھا وہ یزید مردود پر ازحد
لعنت اور ملامت کرتا تھا روایت ہے کہ جب یزید بدبخت
پر ہر طرف سے نفرین اور لعنت بیحد ہونے لگی اور حضرت امام زین العابدین علیہ
کی باتوں سے معقول ہوا تب کہنے لگا کہ امام زین العابدینؑ اگر
کچھ حاجت ہو تو بیان کرو کہ اُسے روا کروں آپ نے فرمایا
کہ چار حاجتیں رکھتا ہوں ایک یہ کہ میرے باپ کے قاتل کو میرے
حوالے کرتا کہ اپنے ہاتھ سے ماروں یزید مردود نے
سرداران کوفہ سے پوچھا کہ حضرت امام حسینؑ کو کسنے
مارا لوگوں نے کہا کہ خولی نے خولی نے ڈر کر کہا کہ مینے
نہیں مارا ہے سنان نے مارا ہے سنان نے انکار کیا
اور کہا کہ شمر نے مارا ہے یزید نے شمر سے پوچھا اسنے
بھی انکار کیا تب یزید غصہ ہوا اور کہا سچ کہو کسنے مارا تب
شمر نے کہا کہ میں سچ بتاتا ہوں امام حسینؑ کا قاتل وہی ہے
جسنے پہلوانان عرب اور شام کو جمع کیا اور خزینہ بیت المال کا کھولدیا اور

لشکر کو ہتھیار اور گھوڑا دیا اور ابن زیاد کو سردار لشکر بناکر حکم
دیا کہ جا حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُنکے ہمراہیوں کا سر کاٹ لا
یزید نے یہ باتیں سنکر سر کو جھکا لیا اور بہت شرمندہ ہوا پھر یزید
نے حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ اور حاجت بیان کرو
آپ نے فرمایا دوسری حاجت یہ ہے کہ سر میرے بابا جان
اور کل شہیدون کا ہمیں دے اور تیسرے مجھے اور اہلبیت
کو چھوڑ دے تا کہ میں سبکو اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لیجاؤن
چوتھے کل جمعہ کا روز ہے مجھکو اجازت دے کہ کل جامع
مسجد میں خطبہ پڑھون یزید نے یہ سب قبول کیا اور کہا کہ
بہت خوب یہ تینوں باتیں مجھے منظور ہین خطبہ پڑھنا

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا برو ز جمعہ

روایت ہے کہ جب دوسرا دن ہوا اور نماز جمعہ کا وقت آیا حضرت
امام زین العابدین علیہ السلام بحکم یزید جامع مسجد میں تشریف لائے
اور اُس روز جامع مسجد میں اسقدر خلقت کا ہجوم تھا کہ کسیکو جگہ بیٹھنے کی کم
القصہ یزید پلید نے باصرار تمام اپنا وعدہ پورا کیا اور امام زین العابدین کو خطبہ پڑھنے کا
حکم دیا اسوقت حضرت امام منبر پر آئے اور ایک خطبہ مشتمل حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی
بہ فصاحت و بلاغت تمام پڑھکر بیان کیا اور کہا کہ ای لوگو جو مجکو جانتا ہے

اور میرے خاندان کو جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ آگاہ ہو وے کہ میں
اور جاننا چاہیے کہ میں فرزند حسین ذبیح تیغ جفا کا ہوں بھتیجا حضرت امام حسن
مجتبے کا ہوں میں وہ ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
بہشت کے میوے کھلایا کرتے تھے باپ میرا جو نور دیدہ مصطفے
جگر پیوند سیدہ نسا تھا اسکو شامیوں نے بھوکا پیاسا
بے یار و غمخوار تنہا میدان کربلا میں شہید کر ڈالا اور
اہلبیت رسالت کو یہاں اسیر کر لاتے الغرض آپ نے احوال
معرکہ کربلا کو اس بلاغت سے بیان کیا کہ سبھوں کے دل موم
ہوگئے سب میں شور قیامت برپا ہوا تمام لوگ بآواز
بلند رونے لگے یزید مردود اس نوحہ و زاری سے
ڈرا اور موذن کو حکم دیا موذن نے پکارا اللہ اکبر اللہ اکبر
جس وقت موذن نے کہا اشہد ان محمد الرسول
اللہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے منبر سے اتر کر
عمامہ اپنے سر کا جدا کیا اور کہا اے موذن برای خدا
ذرا خاموش رہ موذن چپ ہوگیا حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام نے یزید کے پاس آکر کہا کہ ای یزید
سچ بتا کہ یہ محمد رسول اللہ میرے جد بزرگوار ہیں یا تیرے

اور اگر میرا جد بزرگوار جانتا ہے تو پھر تو نے کس واسطے
میرے باپ حسین ابن علی علیہ السلام کو قتل کرایا اور رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عترت کو قیدیوں کی طرح شہر
بشہر پھرایا اور رخنہ دین متین میں ڈالا تمام لوگ مسجد میں
روتے روتے بیہوش ہونے لگے الغرض اسی حالت میں
یزید کے اشارہ سے موذن نے اذان پوری کی اور لوگوں نے
نماز ادا کی روانہ ہونا قافلہ اہلبیت کا شام سے

مدینہ طیبہ کو مع سر شہدائے کربلا کے

روایت ہے کہ جب یزید پلید اپنے دل کا حوصلہ نکال چکا دنیا
کے واسطے دین کو برباد کر چکا اسوقت اہلبیت اطہار کیواسطے
مدینہ جانیکو اسباب وغیرہ سفر کا مہیا کردیا اور ہر شخص
کو بقدر حاجت کے کپڑا اور زاد راہ بھی دیا اور نعمان
بن بشیر کو حکم دیا کہ مع تیس جوان مسلح کے اہلبیت
اطہار کے ساتھ جاوے اور حفاظت اور آرام سے
ان لوگوں کو مدینہ طیبہ پہنچا آوے - المختصر حضرت
امام زین العابدین ع سر حضرت امام حسین ع اور دیگر شہیدوں کا
یزید سے لیکر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور فراق پدر میں زار زار رو

فرمانے لگے کہ آئے تھے ہم مدینہ سے باپ کے ساتھہ اور یہان سے بے پدر ہو کے چلے سارے خویش و اقارب کو بحر فنا مین ڈبو کے چلے غم سہ کے کہائی دشت کربلا مین کہو کے چلے الغرض نعمان بن بشیر بہت حفاظت اور احتیاط اور تعظیم کے ساتھہ مدینہ منورہ کو لے چلا کہ کہین پر تکلیف نہ ہو اور حضرت عابد قدم بہ قدم پدر بزرگوار کو یاد کرکے روتے تہے اور فرماتے تہے۔

شعر

کیا کہین آکے ہم اس دشت مین کیا کہو کے چلے
گہر سے آئے تہے یہان ہنستے ہوئے رو کے چلے
دست امید ہر اک بات سے ہم دہو کے چلے
ہائے کیا آئے تہے گہر بار سے کیا کہو کے چلے

ما درین جانہ ہمین ساز سفر گم کردیم	وای بر ما کہ درین دشت پدر گم کردم

داخل ہونا حرم محترم کا مدینہ منورہ مین جانا اور پہر روضہ جناب سرور عالم کو معہ سر امام مظلوم کے روایت ہی کہ جب قافلہ مدینہ منورہ کے قریب آیا اور اہل مدینہ کو اہلبیت کے خبر ہوی تو ہر گلی کوچہ مین شور ہو گیا تمامی مرد و زن فراق مین سید الشہدا کے زار زار رونے لگے پہر سارے مہاجرین و انصار مرد و عورت چہوٹے

بڑے واسطے استقبال اہلبیت کے گہر سے روتے ہوے باہر
آے یا حسیناہ و یا سیداہ کے نعرے عرش تک پہونچا ہی جب
حضرت امام زین العابدین اور دختران اور خواہران
جناب سید الشہدا پر نظر اہل مدینہ کی پڑی اور پیراہن اونکا بصورت
گریبان تا دامان چاک دیکہا اور کپڑون مین اونکے خون باپ
اور بہائیون کا لگا ہوا اور زلفون پر گرد و غبار عجب طرحکی
پریشانی کا عالم دیکہا بعدہ جب سر سرور دیکہا سب کے
ہوش جاتے رہے مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپنے
لگے گویا وہ روز قیامت سے کم نتہا روایت ہے کہ جسروز حضرت
امام زین العابدین معہ اہلبیت و سرہاے شہداء کے
کربلا مدینہ طیبہ مین پہونچے تو شجر و حجر و در و دیوار کو مبتلاے
ماتم پایا جدہر دیکہا کیفیت قیامت کی نظر آئی نگری مدینہ
کی سونے پاے ہر سمت سے صدا نالے کی آتی تہے گویا محشر
بپا تہا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زار زار روتی ہوئی
اپنے حجرہ سے نکل آئین اور شیشہ خاک کربلا جو خون ہو گیا
تہا اپنے ساتہہ لائین جب اہلبیت نے حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کو دیکہا کہ رنج اون کا دوبالا ہو گیا اور جب

جب وہ شیشہ پر خون دیکھا جگر پر خار غم چبھ گیا حضرت ام سلمہؓ حضرت عابد کو گلے لگا کر روتی تھین اور کہتی تھین نظم تم مدینہ مین سینہ زن آئے ٭ خبر مرگ نوجوان لائے ٭ ہائی تنہا کہو تو کیون آئے ٭ میرے جانی کی کیا خبر لائی ٭ اپنے بابا کا تم تو سر لائی ٭ کہو قاسم کی کیا خبر لائی ٭ تب حضرت زین العابدین علیہ السلام نے رو کر فرمایا نظم کیا کہین ہم تو لٹ گئی ہے ہے ٭ ہمسے بابا تو چھٹ گئی ہے ہے ٭ نقد جان آپکی مسافر کا ٭ راہزن نے اجل کے لوٹ لیا ٭ موت غربت مین سد راہ ہوئی ٭ ناؤ منجدھار مین تباہ ہوئی ٭ اسوقت کی آہ وزاری اور ہر ایک کی بیقراری خصوصاً ام سلمہ کا ایک ایک کو آغوش مین لیکر رونا اور روتی ہوتی بیہوش ہو جانا احاطہ تحریر اور بیان سے باہر ہے یہ حال معلوم ہوتا تھا کہ گویا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج ہی انتقال کیا الغرض حضرت ام سلمہ اہلبیت رسول و اولاد بتول کو اپنے ساتھ لیکر روضہ منورہ پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئین اور بے اختیار رو کر خون دل سے قبر عالی کو بھگو کر مزار مطہر کو جنبش مین لائین اور سر مبارک کو جناب سید الشہدا کی مزار شریف پر رکھدیا اور ایک آہ کھینچکر رونے لگین ادھر حضرت زینب مغموم خاک مزار شریف کی لیکر سر اور آنکھون پر اپنے ملکر کہنے لگین واجداہ واجداہ نانا جان جان ہماری آپ پر قربان ہین آپکی حسین تو رن مین ہین ہم راکب دوش نبی ہین ہمی تین ونکی پیاسے خنجر آبدار کی مارے ہین نانا انکا جان سے واسطے آپ نے پالا تھا کہ امت بیدین اس ستم کی ساتھ شہید کرے اب ہمارا کوئی غمخوار نہ رہا ہمین فرمائی کھین

اور روتی تھیں اسوقت مزار اقدس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک روتا تھا
اور حضرت سکینہ کا باپ کے واسطے بیتاب ہونا اور خواہران حضرت سید مظلوم کی گریہ وزاری
اور حضرت عابد بیمار کی بیقراری سے مسجد نبوی میں ایک زلزلہ پڑ گیا مزار رحمت عالم کی
آسمان و زمین چکر میں آئے ملائکے گھبرائے قریب تھا کہ مزار انور پھٹ جا آسمان ٹوٹ
پڑے ساری دنیا الٹ جا مزار شریف نے جنبش کیا صدا آئی واحسینا یا نور عینا عجب
آئی شعر شب تا بروزگار من روز تا بشب پژمردہ دیدن است ز غم تو یا گریستن
الغرض حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اہلبیت کو تشفی اور دلاسا دیکر اور ہاتھ پکڑ کے
سب کو گھر لائیں بعدہ حضرت امام زین العابدین نے سر مبارک کو حسین ع کی جنت البقیع
میں حضرت سیدہ کے پاس حضرت امام حسن ع کے پہلو میں مدفون فرمایا پھر تو جو مرد و عورت
سنتے تھے واسطے ماتم پرسے کے آتے تھے اور حال کربلا سنکر روتے روتے بیہوش ہو جاتے تھے

گوشہ نشینی اختیار کرنا حضرت امام زین العابدین کا اور حال وقوع کربلا کو یاد کرکے دن رات رونا

روایت ہے کہ بعد اسکے حضرت امام زین العابدین ع دن رات یاد الٰہی میں مشغول تھے اور
واقعات کربلا اور مصائبات آل عبا کو یاد کرکے روتے اور جسوقت شفقت پدری یاد آتی تو
فرط حزن سے آنسو بہاتے تھے اور روتے روتے بیہوش ہو جاتے کبھی کربلا کی مصیبت
اور باپ کی یاد دل سے نہ بھلاتے اور جب پانی پیتے تو تشنگی شاہ کربلا کی یاد کرکے
آہ سرد دل پر درد سے کھینچتے راوی لکھتا ہے کہ اسقدر آپ روتے کہ کوسے کٹے

کے پرنالے سے آنسو آپ کے بہا کرتے اور نیچے پرنالے کے تراوش سے
آنسو کے گھاس سبز نکل آتی ایکدن ایک آدمی اُس پرنالے کے نیچے سے
چلا جاتا تھا کپڑے پر اُسکے آنسو گرا اُسنے مقصد دھونیکا کیا تو لوگون نے کہا
ای شخص یہ پانی نہین ہے حضرت عابد علیہ السلام کا آنسو ہے آپ اسقدر روتے
ہین کہ پرنالے سے گرتا ہے جا پڑے واسطے صورت نجات کی ہوگئی
راویون نے لکھا ہے کہ چار آدمیون سے زیادہ دنیا مین کوئی نہین رویا
ایک تو حضرت آدم علیہ السلام بسبب عتاب الٰہی کہ بہشت سے باہر آئے اور تین
برس تک اپنی گناہ پر رویا کئے دوسرے حضرت یعقوبؑ جدائی مین حضرت
یوسف علیہ السلام کے اسقدر روئے کہ بصارت چشم جاتی رہی اور آنکھ سفید ہوگئی
تھی تیسرے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا فراق پدر مین یعنی بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آپ چھ مہینے حیات رہین مگر کبھی ایک
شب بھی چین سے نہ سوئین اور کبھی ہنستے آپ کو کسی نے نہ دیکھا اور شب کو
اسقدر روتی تھین کہ ہمسایہ کے لوگ گھبرا کر شکایت کرتے تھے چوتھے
حضرت امام زین العابدینؑ بعد واقعہ کربلا کے چالیس برس تک حیات رہے
کبھی فرزند نے تمامی عمر تبسم نہ پایا ہر دم غم پدر کھاتے رہتے اور
خون جگر پیتے رہتے کبھی کربلا کی مصیبت اور باپ کی یاد دل سے نہ بھلاتے
اور تمام عمر گاہے رونے سے آپکو فرصت نہ ملی اور جب آپکو اپنی بیکسی اور بے بسی

سکا خیال آتا تو یہ کہتے کہتے آپ کو غش آجاتا نظم بسوزم از تپ درد جدائی ٭ کجائی ای پسر آخر کجائی ٭ نہ حال من چنین غافل چرائی ٭ نگاہی کن خدارا یک نگاہے ٭ شدم بسمل ز تیغ ظلم شاہا ٭ فاغثنی آلہم آہا ٭ سزا پانا قاتلان شبیر اور ظالمان کربلا کا واضح ہو کہ سزا ہی قاتلان شبیر و ظالمان کربلا اگر لکھی جاوے تو ایک دفتر طول ہو جاوے کیونکہ جو کوئی ایک ادنے مسلمان کو ناحق عمداً قتل کرتا ہے وہ تو ہمیشہ کو دوزخ مین رہیگا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَن یَّقتُل مُؤمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَیهِ وَلَعَنَهُ وَاَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِیمًا یعنی اور جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جانکر پس سزا اسکی دوزخ ہے ہمیشہ رہنے والا بیچ اسکے اور غصہ ہوا اللہ اوپر اسکے اور لعنت کی اسکو اور تیار کر رکھا واسطے اسکے عذاب بڑا اب دیکھنا چاہئے کہ حسین ع تو شیخ مومنان اور امام دوجہان تھے انکی قاتل کی نہین معلوم کیا سزا ہوگی اور جسقدر کہ ظلم اور ستم ظالمان کربلا کا حسین ع پر ہوا احاطہ بیان سے باہر ہے دنیا مین ظالمان جو کچھ سزا پاوین بجا ہے اور عقبے مین جو کچھ اُنپر عذاب کیا جاوے روا ہے

رواج دینا یزید پلید کا فسق اور فجور کو اور بیحرمتی کرنا بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کو اور فی النار ہونا اُس روسیاہ کا

روایت ہے کہ جب یزید پلید قتل حضرت امام حسینؑ اور ہتک حرمت اہلبیت اطہار سے فرصت پاچکا تب اُس روسیاہ نے عجب عجب طرحکا فتنہ و فساد برپا کیا اور جو منہیات شرعیہ تھی اُسنے اُسکو رواج دیا شراب پینا اور بھائی کا بہن سے نکاح کرنا اور فسق و فجور سب حد سے زیادہ ہونے لگا تب اُس ملعون نے مسلم بن عقبہ کو معہ بائیس ۲۲ ہزار سوار اور پیادہ کے واسطے لوٹنے مدینہ منورہ اور بیت اللہ کے روانہ کیا چنانچہ تین روز تک اُس شہر کے لوگ قتل اور لوٹ مین گرفتار رہے اور سات سو صحابی قریشی اور سب خاص عام ملا کے دس ہزار آدمی سے زیادہ شہید ہوئے اور مسجد نبوی کے ستونون مین گھوڑے باندھے اور مزار شریف کے گرد پیشاب اور لید سے نجس کیا تین روز مسجد نبوی مین نماز نہ ہوتی منبر پر کتّے اور بلّی بیٹھے تھے سعید بن مسیب بوضع دیوانون کی مسجد عالی مین جھاڑو دیا کرتے تھے تو ہر وقت نماز پنجگانہ کے آواز اذان اور اقامت کی صاف صاف قبر شریف سے آتی تھی اور ایسا ایسا فعل ناشائستہ کیا کہ جسکے بیان سے لرزہ بدن پر پڑتا ہے بعد ازان اون مردودون نے بیت اللہ شریف کی بیحرمتی کی بذریعہ گوپھن کے پتھرون سے کعبہ معظم کو سنگسار کیا اور ستون مسجد الحرام کے ٹوٹ گئے اور شیشہ آلات وغیرہ چور ہوگئی اور خانہ کعبہ کے پردونکو جلا کر سیدانیون کی کھانا پکایا غرض انواع قسم کا ظلم اور ستم یزیدیون کا برپا رہا

آخر یزید مردود بڑی بڑی بیماریوں میں گرفتار یعنی عارضہ کوڑہ مین مبتلا ہوکر
فی النار ہوا حتی کہ حس وحرکت سے ناچار ہوا اور تین برس سات مہینے بعد اپنے
باپ کے تخت حکومت پر سلطنت ظلم کے کیا اور خدا و رسول سے برگشتہ ہوکر
دین کو واسطے دنیا کے برباد کیا اور پہاڑ گناہ کا اپنے سر پر دھرکے بیچ چودھوین
ربیع الاول سنہ ۶۴ ہجری مین جس دن کعبہ کی بیحرمتی ہوئی اسی دن شہر
حمص مین جو ملک شام مین واقع ہے اٹھتیس برس کی عمر مین داخل جہنم ہوکر انواع اقسام
کے عذاب مین مبتلا ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ پارہ عم سورہ لم یکن الذین مین فرماتا ہے
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ شَرُّ الْبَرِيَّةِ تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے اہل کتاب
سے اور مشرکین بیچ آگ دوزخ کے ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے یہ لوگ
وہ ہین بدتر خلق کے پس کافر ہونے مین یزید اور یزیدیون کے
کسی طرح کا شک نہین بلکہ درجہ ظالمان کربلا کا کافرون سے بھی
بڑھ گیا پھر یہ ظالمان دیدہ و دانستہ مبتلا عذاب شدید کے ہوئے
کہ جسکی خبر اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ مین دیتا ہے إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا
وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا تحقیق ہمنے تیار کر رکھین واسطے کافرون کے زنجیرین اور
طوق آگ کے تتمہ ہونا کوفیان بیوفا و ظالمان کربلا کا
ہاتھ سے مختار بن عبیدہ کے انواع قسم کے ذلت اور رسوائی

کے ساتھ روایت ہی کہ جب مختار بن عبیدہ نے کوفہ پر تسلط پایا تو پہلے ایک
غلام خاص کو عمرو بن سعد کے بلانیکو بھیجا ابن سعد کا بیٹا حفص نامی حاضر ہوا
مختار نے پوچھا کہ تیرا باپ کہان ہے اسنے کہا کہ خانہ نشین ہوا ہے
حکم دیا کہ عمرو بن سعد اور اُسکے بیٹے کی گردن مارو اور طرح طرحکا عذاب کرکے
اُن اشقیاؤن کے سرون کو اُتارو غرض ویساہی کیا گیا اور شمر ملعون کو
بھی بڑے عذاب شدید کے ساتھ مارا اور اُن سبکے سرون کو محمد بن حنفیہ
کے پاس روانہ کیا پھر مختار نے حکم دیا کہ جو کوئی معرکہ کربلا مین شریک
لشکر عمر سعد کا تھا سبھون کو جس جگہ پاؤ قتل کرو یہ سنکر سب کوفی
بصرہ کو بھاگے اور لشکر مختار نے پیچھا کیا اور جہان جسکو پایا وہین اُسکو
قتل کیا اور لاش کو اُن مردودون کے جلا دیا اور گھر لوٹ لیا اور خولی
بن یزید کہ اُسنے سر مبارک حضرت امام حسین عم کا اپنی ہاتھ سے کاٹا تھا قید ہو کر آیا
تو پہلے مختار نے اُس ملعون کے دونو ہاتھ کٹوائے پھر دونون پاؤن پھر اُسکو سولی پر چڑھایا
پھر اُس مردود کی گردن ماری اور بدنکو اُسکی آگ مین ڈالدیا غرض اسیطرح ہر ایک
لشکری عمر سعد کو طرح طرحکا عذاب کرکے فی النار کیا اور ایک روایت مین ہی کہ مختار نے
چھ ہزار کوفیون کو جو شریک قتل حضرت امام عالیمقام کی تھی بڑے بڑے عذاب و ذلت
کے ساتھ مارا روایت ہی کہ جب مختار نے عمر سعد اور خولی بن یزید اور اُنکے ساتھیا
کے ہمراہیون کو قتل کیا تب ابن زیاد بدنہاد کے قتل کی فکر مین

مصروف ہوئے اور ابن زیاد اُن دنون موصل مین تیس ہزار سپاہ کے ساتھ تھا
مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو کہ مختار کی فوج کا سپہ سالار تھا لشکر ہمراہ کر کے
موصل بھیجا جب ابراہیم موصل مین پہنچے تو ابن زیاد سے مقابلہ ہوا آخر
فوج شام کی شکست ہوئی بہت سے لوگ ابن زیاد کے مارے گئے پھر ابن
زیاد مردود بھی مارا گیا تیغ حیدری سے سر اُسکا اُتارا گیا سر کو اُسکے ابراہیم
کے پاس لائے ابراہیم نے مختار کے پاس بھیجدیا مختار نے کوفہ مین محفل آراستہ
کر کے مومنون کو بلوایا اور سر ابن زیاد ملعون کا دکھا کر کہا کہ دیکھو اس
مردود جہنمی کا سر ہے جسنے امام حسین علیہ السلام کو شہید کرایا اور اہلبیت
رسالت پر ظلم اور ستم کیا دنیا مین ایسی سزا اُس ملعون کی ہوئی آخرت مین
نہین معلوم اسپر کیسا عذاب سخت ہوگا اور مختار کی لڑائی مین ستر ہزار آدمی
شام کے مارے گئے اور یہ واقعہ سنہ ۶۷ ہجری مین عاشورہ کے دن بعد چھ برس کے
واقعہ کربلا سے واقع ہوا اور جسوقت سر ابن زیاد بدنہاد اور اُسکے سردارون
کا مختار پاس لا رکھا یکبیک ایک سانپ بہت بڑا سا ظاہر ہوا لوگ ڈر کر
ہٹ گئے پس وہ سانپ سب سرون مین سے ابن زیاد کے سر کے پاس آ کر
اُسکے نتھنے مین گھسا اور تھوڑی دیر ٹھہر کے اُسکے مُنہ سے نکلا اور غائب
ہوگیا اسیطرح سے تین بار مُنھ مین گیا اور نتھنے سے نکلا اور غائب ہوگیا
روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور عمر اور شمر اور قیس اور خولی

اور سنان اور عبداللہ ابن قیس اور یزید بن مالک اور باقی اشقیا اور مددگاران
یزید طرح طرح کی عقوبتون سے مارے گئے اور لشکر مختار نے اُنکی لاشونکو
اسطرح گھوڑون کے سمون سے روند ڈالا کہ ہڈیان اُنکی چور چور
ہوکر مثل سرمہ کے پیکئین روایت ہے کہ قاتل حضرت امام حسین علیہ
السلام کا ایک آگ کے تابوت مین رہیگا اور زنجیر آگ کی اُسکے ہاتھ پاؤن
مین پڑی ہوگی اور طرح طرحکا اُسپر عذاب شدید ہوگا اور ایسی بدبو اُسکے
بدن سے آویگی کہ دوزخی اُس سے پناہ مانگین گے مبتلا ہونا

انواع قسم کے عذاب مین قاتلان حسینؑ وظالمان کربلا کا اور اُسی حالت مین فی النار ہونا

روایت ہے
کہ بائیس ہزار سپاہ روسیاہ سے لشکر شام اور کوفی کو جو حضرت امام حسینؑ
کے ساتھ کربلا مین لڑے تھے کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اُس سال کی بلا عظیم مین
گرفتار نہ ہوا ہو جب ایک سال پورا ہوگیا اور روز عاشورہ دوسرا آیا تو اُن
لشکریون مین سے ایک آدمی بھی زندہ نہ رہا تھا چند اشقیا باقی تھے کہ وہ
بھی مختار کی لڑائی مین مارے گئے روایت ہے کہ امام سدید فرماتے ہین ایک
امیر نے میری میہمانی کی اور اُس مجلس مین اور بھی بہت سے لوگ تھے
سبھونکی اُسنے خوب مہمانی کی اُتنے مین تذکرہ معرکہ کربلا کا ہونے لگا
حاضرین مجلس بولے کہ جو لوگ شریک قاتلان امام حسینؑ تھے علاوہ

عذاب آخرت کے بڑی بڑی فضیحتی اور عذاب مین گرفتار ہو کنز فی النار ہو
امیر مجلس جسنے دعوت کی تھی بے دھڑک بول اُٹھا کہ آپ لوگ یہ کیا کہتے ہین مین
بھی شریک قتل امام حسین ع کے تھا مگر ابتک کوئی بلا مجھپر نہ آئی بعد واقعہ کربلا
کے مینے کوئی مصیبت نہ اُٹھائی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ شعلہ چراغ کا اُسکی طرف لپکا
اور فوراً خشک لکڑی کیطرح اُس شیطان کو جلا دیا سارے جسم کو کوئلا بنا دیا راوی
لکھتا ہے کہ قسم ہے خدا کی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جلکر سیاہ مثل کوئلہ کے ہو گیا روایت
ہے کہ شام مین ایک بدبخت قاتلان امام و جبان کے تھا منہ اُسکا سور کے منہ کیطرح ہو گیا
اور جابر بن یزید نے عمامہ مبارک کو آپکی یعنی حضرت امام حسین ع کے سر سے اُتار کر
اپنے سر ناپاک پر رکھا فوراً پاگل ہو گیا اور جعونہ حضرمی نے کرتہ حضرت امام
حسین ع کا اُتار کے پہنا تھا وہ ملعون کوڑھی ہو گیا بال سر اور داڑھی کے
اُسکے گر پڑے اور اُس کرتہ پاک مین ایک سو ستر سوراخ لوگون نے گنے تھے
کہ تیرون اور نیزون سے ہو گئے تھے روایت **عناصر الشہادتین**
مین ہے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ موسےٰ علیہ السلام
نے بعد وفات ہارون علیہ السلام کے دعا کی کہ الٰہی میرے بھائی ہارون
کے گناہ بخشدے حق تعالےٰ نے موسےٰ ع کے پاس وحی بھیجی کہ
اے موسےٰ ہارون پر کیا اگر سارے اگلے پچھلے لوگون کی بخشش مجھسے
چاہو تو سبکو بخش دون مگر قاتلان امام حسین ع کو ہرگز

نہ بخشونگا مین بہ نفس نفیس قاتلان حسینؑ سے بدلا خون شبیر کا لونگا اور نہ
بخشونگا جیسا کہ اللہ تعالے پارہ دس سورہ توبہ مین فرماتا ہے اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
وَلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ یعنی بخشش مانگ تو واسطے
اُنکے یا نہ بخشش مانگ واسطے اُنکے اگر بخشش مانگیگا تو واسطے اُنکے ستر
بار بس ہرگز نہ بخشیگا اللہ واسطے اُنکے یہ اسواسطے کہ کافر ہوے ساتھ اللہ
کے اور رسول اُسکے کے اور اللہ نہین ہدایت کرتا قوم فاسقون کو پس ظاہر
ہے کہ جیسا جیسا ظلم اور کفر اور فسق قاتلان حسینؑ نے کیا دوسرے نے
نہین کیا پھر کیونکر بخشایش اُنکی ہو روایت کنز الغرائب مین ہی کہ ایک
سانپ ساتوین بڑا دوزخکا ہے اور نام اُسکا شدید ہے ہر روز ستر مرتبہ
وہ سانپ غصہ سے پیچ و تاب کھاتا ہے اور ہر بار زہر ہلاہل اُگلتا ہے
حق تعالے فرماتا ہے کہ اے شدید تو کیا چاہتا ہے عرض کرتا ہی خداوندا
قاتلان حسینؑ کو میرے حوالے کرتا کہ اپنے جی بھر اُنکو کاٹون اور لہو اُنکا
چاٹون ارشاد ہوتا ہے کہ شدید پھر عذاب قاتلان حسینؑ کا تیرے
حوالے ہوگا روایت حضرت مخدوم الملک جہانیان جہان گشت
قدس اللہ سرہٗ سے مرقوم ہے کہ جتنے ظالمان کربلا مین
سب ایک ایک عذاب سخت مین مبتلا ہین اور تا قیامت

مبتلا رہینگے چنانچہ حضرت مخدوم موصوف فرماتے ہین کہ ایک روز
مین جنگل مین تھا دیکھا کہ ایک فیل مست نہایت قوی و جسیم زور شور
سے چلا آتا ہے مین بخوف جان ایک درخت عظیم الشان پر چڑھ گیا
وہ ہاتھی بھی اُسی درخت کے نیچے آیا اور تے کیا تو اُسکے مُنھ سے ایک
بچہ سوٴر کا نکلا اُس ہاتھی نے اپنے پیر سے اسقدر ملا کہ گوشت و
پوست و استخوان سب سرمہ ہوگئے تب اُسکو سونڈ سے لپیٹ کر
نگل گیا اور اپنی راہ لی مجکو نہایت تعجب گذرا عرض کیا کہ خداوندا اِسمین
کیا بھید ہے ندائی غیبی ہوئی کہ ای مخدوم اُسی ہاتھی سے پوچھو مین
قریب ہاتھی کے گیا اور کہا السلام علیک ای بندۂ خدا اُسنے جواب دیا علیکم
السلام ای مخدوم مینے کہا تو نے کیونکر جانا کہ مین مخدوم ہون ہاتھی نے کہا
جسنے آپسے پوچھنے کو فرمایا اُسی نے مجھے کہدیا کہ آپ مخدوم ہین اور مین
اعمال شمر لعین قاتل حسینؑ اور وہ بچہ سور شمر ملعون ہے ہمکو حکم ہے کہ قیامت
تک ہر روز اسی طرح سے ایذا دے چنانچہ جس روز سے یہ مردود فی النار ہوا ہے
ہر روز اسی ایذا مین مبتلا ہے اور قیامت تک مبتلا رہیگا اب دیکھنا چاہیے
کہ حضرت آدم علیہ السلام پر سے شیطان کو اللہ تعالی نے تصدق کیا
اور ہابیل پر سے قابیل کو اور حضرت موسیٰ پر سے فرعون کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
پر سے نمرود کو اور حضرت عیسیٰ پر سے شمعون کو اور حضرت

ذکریا علیہ السلام پر سے ستر ہزار قوم یہود کو اور حضرت حسین ع پر سے
دو ستر ہزار کو اللہ تعالی نے تصدق کیا چنانچہ حدیث سے روایت کی حاکم
نے ابن عباس سے کہ وحی بھیجی حق تعالے نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس کہ مینے مارا یحیی بن ذکریا کے عوض ستر ہزار قوم
یہود کو اور مین مارنیوالا ہون تمھارے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار
یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار چنانچہ مصداق اس خبر کے پہلی لڑائی مین
مختار کے ستر ہزار اہل شام مارے گئے پھر دوسری بار اول دولت
عباسیہ مین سفاح عباسی کے ہاتھ سے ستر ہزار اہل شام مارے گئے
دونون ملا کے ایک لاکھ چالیس ہزار ہوئے یہان سے عظمت اور فضیلت
جناب حضرت سید عالم امام حسین علیہ السلام اور شدت عذاب آخرت قاتلان
حضرت حسین کے معلوم کیا چاہیئے کہ حضرت یحیی پیغمبر کے خون کی عوض مین
ستر ہزار آدمی مارے گئے اور بعوض خون حضرت امام حسین ع
کے دونے یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار

حال تشریف بری جناب خاتون قیامت رضی اللہ عنہا کا میدان حشر مین اور خاتمہ کتاب کا

روایت ہے کہ قیامت کے دن جب
سواری جناب خاتون قیامت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نکلیگی تو جمیع
اولین وآخرین مرد وعورت وکل مخلوقات کو حکم ہوگا کہ سب لوگ اپنی آنکھین

بند کرینگی بہت پکارینگے ملایکہ خلق آنکھیں موند لین اپنی ؀ بنی زادی یہان آتی ہے اب حشر دیگر ہوگا ؀ اور سبب اسکا یہ ہے کہ جناب حضرت سیدہ رضی اللہ تعالے عنہا اُسوقت اِس طرح سے تشریف لائینگی کہ کسیکو حالت پُر اضطرار کے دیکھنے کی تاب نہ ہوگی یعنی دندان شکستہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جو سنگ جفا سے شہید ہوا ہے اپنے ہاتھ مین اور عمامہ خون آلودہ شیر خدا علی مرتضے کا بائین ہاتھ مین اور پیراہن زہر آلودہ حضرت حسنؑ کا داہنے کاندھے پر اور جامہ خون آلودہ حضرت حسینؑ کا بائین کاندھے پر سر لیتے ہونگی وہ دندان شکستہ اپنے بابا کا ؀ علی کا خون بھرا عمامہ انکے ہاتھ پر ہوگا ؀ رکھینگی دوش پر شبّر کا وہ پیرہن پُرخون ؀ بندھا رومال مین ٹکڑا حسن کا سب جگر ہوگا ؀ قصّہ کوتاہ یہ سب چیزین لئے ہوئے متوجہ عرش الٰہی کے ہوکر اسی درد وآہ وسوز جانکاہ سے روینگی اور بتیاب ہونگی کہ سب فرشتے زار زار رونے لگین گے سارے انبیا سرسیون پر رکھکر بیقرار ہونے لگین گے حوران جنت بھی اُسوقت رونے لگین گی پھر حضرت سیدہ رضی اللہ تعالے عنہا عرش کا پایا پکڑ کر فرمائین گی بہت کھڑی ہو عرش کے نیچے کہینگی داد دے میری ؀ مرے عادل ترا انصاف ظاہر کب ادھر ہوگا ؀ تیری مین دوست کی بیٹی کھڑی ہون آج فریادی ؀ یقین ہے آج مجھپر فضل تیرا بیشتر ہوگا ؀

بعدہٗ عرض کرینگی کہ خداوندا فاطمہ کی فریاد رسی کر فاطمہ کا انصاف دے
اُسوقت عرش الٰہی کو لرزش ہو جاویگی عرش سے فرش تک
جنبش ہو جاینگی دریاے قہاری جوش مین آویگا سبحان اللہ ۔۔ نکلے
جوش مین آینگا وہان دریاے قہاری ؛؛ روانہ قافلہ
ایک خلق کا سوے سقر ہوگا ؛؛ اُسوقت حضرت جبرئیلؑ شور
کرتے ہوتے حضور مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر
ہونگے اور زار زار روکر عرض کرینگے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضے اللہ عنہا اسوقت عرش
الٰہی کے پاس آئی ہین اور دندان شکستہ حضور کا اور عمامہ خون آلودہ
حضرت علی مرتضےؑ کا اور پیراہن زہر آلودہ حسنؑ کا اور جامہ خونین حسینؑ
کا اپنے ساتھ لائین ہین عرش مین ایک زلزلہ پڑا ہے عرصاتِ محشر
مین عجب طرح کا تہلکہ ہو رہا ہے دریاے قہاری چڑھا
آتا ہے پروردگار عالم کا غصہ بڑھا آتا ہے نعرہ واحسنا یا حسنا کا
سن سنکے کلیجہ منھ کو آتا ہے آپ ذرا عرش کے قریب تشریف لائین
اور حضرت سیدہ کو سمجھائین اور نہین تو بات کی بات مین دریاے قہاری
موجزن ہوگا آسمان و زمین تہ و بالا ہو جاویگا شامت سی قاتلان حسینؑ کی دونون
جہان جلکے سیاہ ہو جاویگا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً عرش کے

پاس تشریف لاینگے اور روکر حضرت سیدہ سے فرماوینگے کہ ای نور دیدہ
واے فرزند پسندیدہ مادر حسنین آج دن فریادرسی کا ہے نہ فریاد کشیکا
آج روز نوازش کا ہے نہ گذارش کا آج دن معاف کرانیکا ہے نہ دو بدلا لینے
کے صاف کرانیکا ہے کہینگے رحمۃ اللعالمین زہرا سے ای بیٹی ذرا بجا ہے
خلق کو احسان تیرا سب پر ہوگا ؎ نہ کر محجوب مجکو انبیا سے ای مری زہرا تو
کرامت کی ضرر مین تیرے بابا کا ضرر ہوگا ؎ اُسوقت حضرت سیدہ فرمائنگی
کہ بابا جان کیا عرض کرون پیراہن زہر آلودہ حسنؑ کا دیکہکر جگر ٹکڑے
ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور جامۂ خونین حسینؑ کا دیکہکر کلیجہ منہ کو آتا ہے شعر
غم حسین سے بابا کہین کیا حال ہم اپنا ؎ پھُکا جاتا ہے تن ہی ہی کہین کس سے
یہ غم اپنا ؎ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتینگے کہ ای جان پدر میری
دندان شکستہ اور عمامہ علی کا خون آلودہ اور پیراہن حسن وجامہ حسین علیہم السلام
کو ہاتہ مین لیکے جناب باری مین دعا کرو کہ خداوندا بحق دندان شکستہ سنگ جفا
وبحق عمامہ خونین علی مرتضے وبحق پیراہن زہر آغشتہ حسن مجتبی وبحق جامہ پرخون
آلودہ حسین شہید کربلا کے جو شخص کہ میرے فرزندان اور اہلبیت کا دوست
ہوے اور جو شخص کہ مصیبت پر حسینؑ کے روتا ہو واقعہ کربلا کو یاد کرکے ملول
ہوتا ہو اور جو تخم محبت کا آپ کے اپنے فرزند دل مین بوتا ہو اور انکی یا بعد بہی
مین بہی جہان لکہوتا ہو اسکی گناہ معاف کردے ناتہ اعمال سو کو

اوسکے گناہ ہوئے معاف کر دے پھر مین بھی اپنے گیسوے خاک آلودہ
اور دندان شکستہ کو ہتیلی پر دہرون اور اپنے شکستہ دلان امت
کے لئے جناب باری مین شفاعت کرون کہ الٰہی جسطرح پر میری امتان
عاصی نے تیرے فرمان توڑے اوسیطرح پر تیرے بندگان نافرمان
نے میرے دندان توڑے پر محمد نے گناہ اون دندان شکستونکے
معاف کئے تو جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیدا کرنیوالا گناہ امت
عاصی کے معاف کر دے ہنوز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دعا کیا نہو گا کہ حکم پروردگار ہوا کہ اے حبیب میرے آپکی خدمت
اور پاسداری مجھے اسقدر منظور ہے کہ اگر آپ چاہین تو مین سبکو
بخش دون مگر دندان شکستون کو آپ کے اور قاتلان حسین ع کے
ہرگز نہ بخشونگا اور ایک ایک نفس سے جدا جدا بدلہ خون حسین کا
لونگا آپ انلوگون کے حق مین ہرگز دعا نفرمائین کیونکہ سورہ
منافقون مین ہم خبر اسکی دے چکے ہین اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ
لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ط
کیا بخشش مانگے تو واسطے اونکے یا نہ بخشش مانگے تو واسطے اونکی ہرگز
نہ بخشیگا اللہ واسطے اونکے تحقیق اللہ راہ نہین دیگا قوم فاسقونکو
اب دیکھنا چاہیئے کہ ظالم اور کافر اور فاسق ہوتے ہین یزیدیون کے

گویا باقی سمجھا بلکہ درجہ کفر اور ظلم اور فسق کو اون مردودون نے
حد تک پہونچایا القصہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا داد مظلومان
کربلا کو حوالہ خدا فرمائینگے اور واسطے امت کے مغفرت چاہینگے پس
اوسیوقت اللہ تعالے دوستان اہلبیت اور امت عاصی بخشش کر
داخل فردوس فرماوے گا اور ظالمان کربلا کو داخل جہنم کرے گا

نظم

نکالین کے کفن سے بخشش امتکا وہ جامہ
خدا کو جب دکھاوینگے تو منظور نظر ہوگا
ادہر کو دوستان مصطفے جاوینگے جنت مین
اودہر کو ناریونکا نار مین بادگہر ہوگا
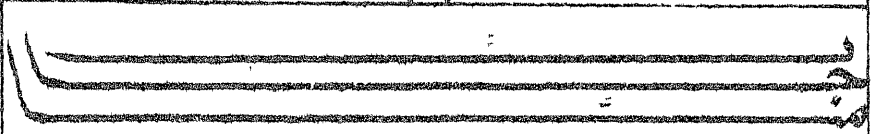
ایضاً

ہی میرا جو ہر ایمان ولای حسنین
اے دو صد جان و دلم باد فدای حسنین
دونو شہزادے ہین محبوب خدا کے محبوب
حق تعالی کی رضا مین ہے رضای حسنین
عطرت پاک تو امت کو ہی مصحف گیجہہ
اسمین ہو جہوٹ تو مصحف ہی بجای حسنین
شاہ مسموم کو سبز اور شہ مقتول کو سرخ
رمز اسرار شہادت ہی قبای حسنین
کیا محبت تھی نبی کو کبھی مطلق نتھی چین
دیکھہ تو پایا کہ نہ سن پاتے صدای حسنین
حامل وحی جب آتے تھی بحضور سرور
وحی حضرت کو تو مہوا تھا برای حسنین
کبھی گہوارہ ہلاوین کبھی دین سیب جنا
گیا تھی جبرئیل امین کار روای حسنین

یک قلم سر ہو فدا دو نوجوان کب بہی — ہے صبر اندوز ہین خون بہای حسنین

تر گئے دیدۂ خاتون سے ہر گز آنسو — ہوی گر بخشش امت ہو جزای حسنین

ہین شہ آیت رحمت کے نواسے رحمت — تا شہادت پی امت تھی دعای حسنین

جز بہ تسلیم و رضا دم نہین مارا مطلق — آزمایش تھی صرف کرب و بلای حسنین

ورنہ کیا دخل شہادت کا بزہر و خنجر — تحت و فوق ہون درہم ہو ندای حسنین

بزم فردوس مین لیجاتی ہین جبرئیل امین — طبق نور مین چنکر کے ثنای حسنین

ہی قسم دامن فاطمہ کی کہتا ہو نہ نجات — ہین نچھوڑون کبھی دامان ردای حسنین

جز غم آل نبی مجھکو کچھ آزار نہین — کچھہ دوا میری نہین غیر دوای حسنین

تمت

الحمد للہ علی احسانہٖ کہ یہ نسخہ دلچسپ مسمی احسن الشہادتین فی رموز السبطین از ابتداے ماہ محرم سنہ ۱۲۹۳ ہجری لغایۃ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری بہ تصدق حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم و بطفیل شہداے کربلا و دوازدہ امام و چہاردہ معصوم تمام ہوئی اور سنہ ۱۳ ہم مین سید غلام حسین فقیر نے بحکم جناب معلے القاب پیر دستگیر حضرت شاہ غلام نجف صاحب دام برکاتہ سجادہ نشین گاہ شاہ ارزانی قدس سرہ اپنے مطبع ارزانی جواہر امیر پریس مین چہاپا صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

بھیجو درود و سلام نبی پہ | آل نبی اولاد علی پہ

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

فاتحہ

بروح اقدس آن سید پاک
کہ جسکی شان میں نازل ہے لولاک

سب اوسکو کہتے ہیں پیغمبر حق
پر ہے وہ احمد بے میم مطلق

بروح اشرف آن شاہ مردان
نبی کا جانشین اور شیر یزدان

وصاعت اوسکو احمد کی بجا ہے
کہ جسکا نام ہم نام خدا ہے

بروح اطہر خاتون جنت
دیا بیٹون کو جسنے بہر امت

بروح سبز پوش سرو قامت
ہرا جسنے کیا باغ امامت

بارواح منور آن شہیدان
فدا جسنے کئے شبیر پر جان

بروح ان امام لعل رخسار
شہادت کا چمن ہے جس سے گلزار

بروح پاک حضرت شاہ سجاد
امام عاشقان زین العباد

بروح پاک باقر کان عرفان
عیان جس نے کیا اسرار سبحان

بروح جعفر صادق شہ دین
ہوا تصدیق جس سے دین کا آئین

بروح حضرت موسی کاظم
کہ جس کے امر پر چلنا ہے لازم

بروح پاک آن شاہ خراسان | رضا جسکی رضا ہی حق ہو یاران
بروح ان تقی گنج تقی سے | تفاوت جس سے ہو ہی جگمین ہویدا
بروح آن تقی بہر حقیقت | ہین جسکے قطرہ سب اہل طریقت
بروح عسکری خورشید تابان | کہ جسکے ذرہ ہین سب اہل عرفان
خداوندا ظہور مہدی دین | شتابی ہو کہ ہووے دلکو تسکین
اوکھاڑی بیخ دین سے کفر کی سب | رہے قایم جہان مین دین احمد
بروح جملہ اہل بیت نبوی | و دیگر ہین جو فرزندان علوی
اوٹھا کر ہاتھ سوی قبلہ ہوکے | پڑہو الحمد و قل سب صدق دلسے

کہ پاؤ مغفرت در روز محشر
شفیع ہووی تمہارا ابن حیدر

دیگر فاتحہ

پڑہو ایک فاتحہ تم اور سب مل | کرے مشکلکشا حل سب کی مشکل
برای روشنی ایمان و دین کے | و بہر عافیت ہر مومنین کے
وہ جلتے ہین جہا نین پایہ و غمخوار | جزای خیر حق دے اونکو بسیار
و دیگر حاجات حاجتمندونکی سب | خدا بر لاوی بہر پنجتن اب
پڑہی اس فاتحہ کو جو مسلمان | خدا اوسکے کرے سب مقصد آسان

الٰہی واسطے حضرت نبی کے کرتا ہوں سر فدا ہو کر پہ شاہ	قدم دکھلا مجھے حضرت نبی کے صلوٰۃ اللہ وسلم ہر گاہ

حسین اس فاتحہ کا یہ صلا دے
شراب اپنی محبت کی پلا دے

واضح ہو کہ چند ترکیبات نماز عاشورہ کی معہ اسناد معتبر اور صحیح کے اس نظر سے لکھے جاتے ہیں کہ یہ کتاب نظر سے جس بھائی مسلمان کے گذرے تو وہ اوس پر عمل کرے اور ثواب عظیم پاوے اور واسطے مغفرت مجھ حقیر کے بھی دعاء خیر فرماوے اول یہ کہ روز عاشورہ کو ستر مرتبہ کہے حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْل اور تین مرتبہ کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا تَحْتَ الثَّرٰی اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ روز عاشورہ کی بارہ رکعت نماز بدیہ ہمارے کرے اور ہر رکعت مین دس دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے اور بعد فراغت کے سو مرتبہ درود پڑہے پس پڑہنے سے اس نماز کے درجہ شہادت کا پاوے گا اور قیامت مین ہمراہ میرے حشر اوسکا ہوگا **ایضاً** فرمایا جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ واسطے فرزندان ہمارے

چار رکعت نماز پڑہے اور ہر رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے پچاس
مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے وہ شخص قیامت مین حسین کے ساتھ ہوگا
ایضًا معدن المعانے مین ہے کہ روز عاشورہ کو جو کوی ہزار مرتبہ
سورہ اخلاص پڑہے اور جو حاجت نیک ہو وہ چاہے اللہ پوری کرے
ایضًا روز عاشورہ کو جو چہار رکعت نماز پڑہے اور بعد نماز کے
آیت الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص دس بار پڑہے تو جو مطلب رکھتا
برآوے ایضًا فرمایا شبلی علیہ الرحمۃ نے کہ چار رکعت نماز دو
سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت مین بعد سورہ فاتحہ کے پندرہ
مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے اور ثواب اوسکا نیاز امامین کرے تو وہ
شخص قیامت مین شہیدونکے ساتھ اوٹھایا جاوے گا ایضًا
روز عاشورہ کو دو رکعت نماز پڑہے اور اس دعا کو بعد نماز
کے سات مرتبہ پڑہے تو اوس سال مین نہ مرے اور اگر موت
اوسکی پہونچی ہوگی تو اوسکو توفیق پڑہنے کی نہ ہوگی دعا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْأَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَہَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَۃَ
الْعَرْشِ سُبْحَانَ اللّٰہِ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ
سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَکَلِمَاتِہِ التَّامَّاتِ کُلِّہَا

وَاَسْئَلُکَ السَّلَامَةَ وَالسَّعَادَةَ وَرَحْمَةً وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ
وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ
خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اور روز عاشورہ کو یہ دعا لکھکر دھوے اور پیوے اور پانی
اور نام مہینہ کا محرام الحرام سے ذوالحجہ تک لے اور شہر پہلے دعا یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ کَیْدَ اَعْدَائِیْ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ شُرُوْرِهِمْ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَکَفٰی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعٰی
لَیْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ الْمُنْتَهٰی مَنِ اعْتَصَمَ بِحَبْلِ اللّٰهِ نَجَا
وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ کَفٰی سُبْحَانَ اللّٰهِ لَمْ یَزَلْ رَبًّا
رَحِیْمًا وَلَا یَزَالُ کَرِیْمًا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

بسم

سید منظور حسین عفی عنہ
سنہ ۱۳۰۰ ھ

گلشن نعتیہ — مخمس از تصنیف نور بر غزل مولوی کافی صاحب عاشق رسول بنارسی

یہ کیسی آفت پر شور و شر ہے — زمین تا آسمان پر نوحہ گر ہے
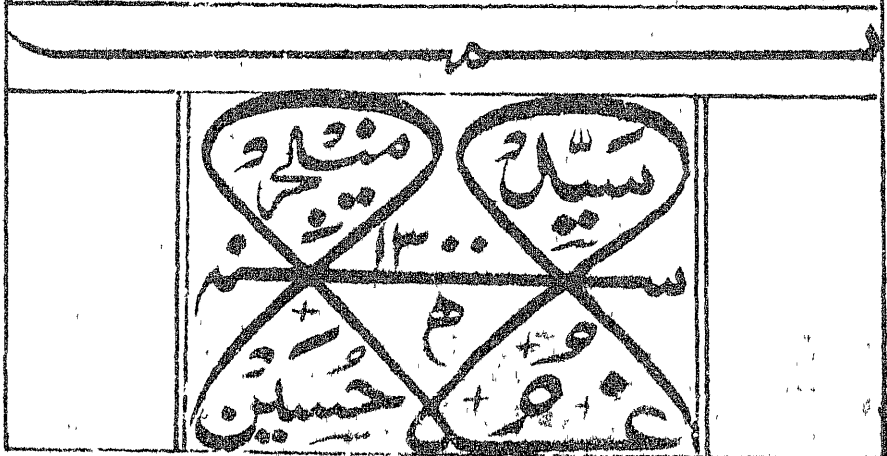
جگر ٹکڑے ہے دل زیر و زبر ہے — جہان مین شور محشر کس قدر ہے

قیامت رحلت خیر البشر ہے

نہ دیکھا جیتے جی وہ روی خندان — ہوا ہجر نبی سے دل پریشان

نہ کیون اس غم سے ہو دل زار و گریان — ملک جن و بشر ہین زار و نالان

زمین تا آسمان یہ نوحہ گر ہے

یہ شاہنشاہ کا نظرون سے چھپنا — یہ عالیجاہ کا نظرون سے چھپنا

یہ بخشش خواہ کا نظرون سے چھپنا — رسول اللہ کا نظرون سے چھپنا

اگر سمجھو بڑا داغ جگر ہے

علی کہتے تھے ہر پیر و جوان سے — کہان جاؤن بتاؤ اب یہان سے

نہین جینے کا اس سوز نہان سے — وفات سید کون و مکان سے

سر شوریدہ عین درد سر ہے

نہ ہے سرو صنوبر کا تصور — نہ سنبل کا نہ عنبر کا تصور

نہ حور و مہ نہ اختر کا تصور — کسی کے روے اطہر کا تصور

ہمین تو رات دن آٹھون پہر ہے

یہ دور و کرتے تھین زہرا دعائین | الٰہی خلق سے اب ہم بھی جائین
کیسے اب جا کے دکھ اپنا سنائین | کہان تک صدمۂ فرقت اٹھائین

کدہر وہ جذبۂ آہ سحر ہے

گردش کیا دور گردون سے تلافی | مریض غم کا ہے اللہ شافی
پہونچے ابھی نور لیکر دو صافی | تڑپتا ہے تپ فرقت سے کافی

کوئی وہان تک نہین کرتا خبر ہے

غزل نعتیہ از تصنیف مولوی محمد عظیم صاحب کلیم بنارسی

پر نور ہے کیا صل علیٰ روی محمدؐ | واللہ کہ ہے روے خدا روی محمدؐ
گیسوی حسن جیسے تھے گیسوی محمدؐ | عطار ہے نہ کیون عطر جو ہو بوی محمدؐ
بنے تیغ گرین خاک پہ تن سے سر اعدا | پھر جائے جدہر کو رخ ابروے محمدؐ
کیون کر نہ دھوان نکلے اور ہو سنبل مشکین | دیکھو جو شب افروزی گیسوے محمدؐ
جب عرش مین تھا عرش پہ وہ نور خدا تھا | اس وجہ سے رخ شمس کا ہے سوی محمدؐ
رفعت مین ہے خامہ شجر طور سے زیادہ | لکھتا ہون جو وصف قد دلجوی محمدؐ

لب کھل نہین سکتے ہین کلیم اونکی ثنا مین
نایاب ہے وہ لعل سخن گوی محمدؐ

نظم دعائیہ بحضرت خالق الانام بوساطت جناب

خزینہ سرِ الٰہی کا سینہ بے کینہ — بھری ہیں خاطرِ اقدس میں کنزِ عرفانی

چمک ہی جاتا ہے دل صاف آئینہ کی صفت — وہ بزم صحبت اقدس ہے صاف نورانی

سخی و عادل و باذل شہ صاحب ثروت — مدام رحمت حق سر پہ فضل یزدانی

یہیں ہاتھ و عطایات اونکے خوش شاداب — مدام گشت امید سئول و خدلانی

ہمیشہ رہتا ہے اوس در پہ سائلونکا ہجوم — جہان کی رحمت کھڑی کر رہی ہے دربانی

سماط فیض سے ہیں ذلہ خوار پیر و جوان — حصول رشد مریدون کو قلبی و جانی

نہ کیسے نعمت الوان سے بہرہ یاب ہوں سب — کھلے ہیں باب پہ قسمت کی باقدردانی

خوشی سے ساحل مقصد کا آشنا ہے غریب — وہ بحر لطف میں اونکے ہے لطف طغیانی

جمیلہ میلونکا اوس در پہ مجمع فقرا — بہار لطف ہے درگاہ شاہ ارزانی

وہ زینت عرسونکی اور درگہونکی وہ رونق — نظر میں گنبد مینا کے بس ہے لاثانی

مدام رونق درگاہ ہو مرا ممدوح — خلیفہ جانشینان شاہ ارزانی

بفرق نور خدا یار کے اوسکو سایہ فگن
قبول بزم عطوفت میں ہو ثنا خوانی

تمت الطبع

بیمن افضال رب المشرقین والمغربین و بہ برکت نام پاک نبی الحرمین کتاب لاجواب

مسمی باحسن الشہادتین فی مصائب السبطین

الرسول الثقلین مع ذکر شہادت دیگر امامان علیہم الصلوٰۃ والسلام
الے یوم القیام متضمن نکات عجیب و غریب جسکے لفظ لفظ حسرت
واندوہ افزا و فقرہ و فقرہ ہوش ربا و جگر گزا ہین جسکے کچھ جز
اولا مطبع عظیم آباد مین چھپے باقی مطبع مقبول الطبع خاص و عام
فی ہذہ الایام موسوم بمطبع ارزانی معروف بہ جواہر اکسیر
حسب الارشاد جناب فضائل مآب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین
صاحب العظمت والشرف شاہ غلام نجف سجادہ نشین درگاہ
شاہ ارزان صاحب قدس سرہ و ادام اللہ فیوضہ بحسن اہتمام
و خوبی لاکلام سید غلام حسین مہتمم مطبع ابن سید احمد علی مرحوم
بعین انتظام و دلسوزی انطباع پذیر ہوے المرقوم یکم ماہ ذالحجہ
سنہ ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء

قطعات تاریخ من نتائج فکر مولوی **نورالدین** صاحب المتخلص بہ
نور مداح رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خلف الصدق عالم بے
بدل مولانا مولوی پناہ علیصاحب بنارسی و تلمیذ حضرت مولانا
ذاکر علیصاحب عموی المتخلص بہ ذاکر خلیفہ و شاگرد مولانا سید مفتی محمد [illegible] رحمۃ اللہ [illegible]

داستان اوس شہ بیکس کے شہادتکی ہے
جسمین روز رہا صدمہ جوع اور عطش
چھپ چکی جب یہ کتاب الم و غم افزا
لفظ لفظ اوسکے نظر آئی ہر اک گریان و [illegible]

نور خواہان سن ہجری کا جو قلم سے ہوا
فکر تاریخ میں اس نسخہ کو بس آیا غش
۱۳۰۰

ولہ

طبع شد این کتاب پر تمکین — حسب حکم جناب عالی ہمم
شاہ ذی حوصلہ غلام نجف — قدوۂ سالکان راہ کرم
حسب ایمای صاحب مطبع — منبع خلق و حلم و جود اتم
منشی بے بدل غلام حسین — نام نامیش در جہان است علم
جست چون نور سال تاریخش — بانیا را ز سر و شش غیب رقم

از سر او گفت ہاتف غیب
ہست دردا کتاب رنج و غم
۱۳۰۰

قطعہ تاریخ من نتائج فکر مولوی محمد صاحب المتخلص کلیم برادر زادہ مولانا صاحب موصوف و تلمیذ حضرت موصوف مرحوم

دیدم چو این کتاب غم افزا و جانگزا — از شدت الم ہمہ تن حال شد تباہ
در عین جوش گریہ و سینہ زنی کلیم — تاریخ طبع گفت امام غریب آہ
۱۳۰۰

تمت